تحقیق اور اُصولِ تحقیق

www.KitaboSunnat.com

مصنف

ڈاکٹر محمد اسلام

افادہ از ویڈیو لیکچرز

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر

(اسسٹنٹ پروفیسر کامساٹس یونیورسٹی لاہور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں!

نام کتاب:	تحقیق اور اُصولِ تحقیق
مصنف:	ڈاکٹر محمد اسلام
ویڈیو لیکچرز:	ڈاکٹر حافظ محمد زبیر
نظر ثانی:	ڈاکٹر حافظ محمد زبیر
صفحات:	
قیمت:	200روپے
ناشر:	
طبع اول:	1443ھ / 2021ء
تعداد اشاعت:	1000

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ملنے کے پتے

1۔ مکتبہ دار القرآن والسنۃ، ڈھیری الہ ڈھنڈ، ضلع ملاکنڈ، بمعرفت ڈاکٹر فضل احد موبائل نمبر: 03443445390

2۔ دین بک ڈپو، نزد تبلیغی مرکز تیمر گرہ ضلع دیر لوئر فون: 0945 821151

3۔ یونیورسٹی بک ایجنسی، خیبر بازار پشاور فون : 0912212335

4۔ براہ راست منگوانے کے لئے: ابوثوبان موبائل اینڈ وٹ سیپ نمبر : 03468006255

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انتساب

اپنے والدین کے نام جنہوں نے تالاش دیر لوئر کے ایک پسماندہ، بلند وبالا اور دشوار گزار گاؤں پنجو میں میری تعلیم وتربیت کا خصوصی خیال رکھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

(پروفیسر ڈاکٹر گل زمان وائس چانسلر جامعہ ملاکنڈ)

مجھے نہایت دلی خوشی ہوئی کہ ملاکنڈ یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات سے فارغ التحصیل برادر ڈاکٹر محمد اسلام صاحب نے علمی میدان میں ایک تحقیقی کتاب بعنوان " تحقیق اور اُصول تحقیق " لکھی ہے۔ یہ ایک قابل ستائش اور گراں قدر کارنامہ ہے اور ہماری یونیورسٹی کے لئے بالعموم اور یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات کے لئے بالخصوص ایک باعث فخر کام ہے۔ مذکورہ کتاب نہایت سلیس عبارات پر مشتمل ہے جو کہ آسان زبان اور دلچسپ انداز میں لکھی ہوئی ہے۔ یہ کتاب علوم اسلامیہ کے طلباء، محققین اور اساتذہ سب کے لئے یکساں معنویت اور اہمیت کی حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کی علمی اور تحقیقی صلاحیتوں میں مزید اضافہ فرمائے۔ آمین

پروفیسر ڈاکٹر گل زمان

وائس چانسلر: جامعہ ملاکنڈ

14جولائی2020ء

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

(ڈاکٹر سعید الرحمٰن عبد الولی خان یونیورسٹی مردان)

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب وطن عزیز پاکستان کے ایک جید اور معتدل اسلامی سکالر ہیں جو کامسیٹس یونیورسٹی لاہور میں علومِ اسلامیہ کے درس و تدریس سے وابستہ ہیں۔ ڈاکٹر صاحب علومِ اسلامیہ کے محققین کے لیے دلی تڑپ رکھتے ہیں اور ان کی علمی و تحقیقی تربیت کے لیے تحریری و تدریسی کاوشیں انجام دیتے چلے آرہے ہیں۔ 2018ء میں آپ نے الحکمۃ انٹر نیشنل (انسٹی ٹیوٹ) کے زیر اہتمام جامعات کے طلباء کے لیے مقالہ نگاری کے اصول کے عنوان سے ایک خصوصی تربیتی ورک شاپ منعقد کروائی اور لیکچرز دیے، اسی طرح بصیرۃ انسٹی ٹیوٹ، راولپنڈی میں بھی اصولِ تحقیق کے عنوان سے بطورِ خاص ایم فل، پی ایچ ڈی کے طلباء کے لیے بھی ایک روزہ علمی ورک شاپ کا اہتمام کیا گیا۔ مذکورہ ورک شاپس میں ڈاکٹر صاحب کے لیکچرز کو بعد میں یوٹیوب پر ڈال دیا گیا جس کو مرتبِ کتاب ڈاکٹر محمد اسلام صاحب نہ صرف ضبطِ تحریر میں لائے بلکہ اس پر تفصیلی حواشی وتعلیقات بھی درج کر دیے اور نتیجتاً وجود پانے والی آٹھ ابواب پر مشتمل زیر نظر کتاب میں آخری دو باب بھی خود تحریر کیے۔ کتاب کے محتویات میں تحقیق کا مفہوم، رسمیاتِ مقالہ، اقسامِ تحقیق، محقق کی خصوصیات، تحقیق کے مراحل، منصوبہ بندی، طریقہ کار اور محققین کے لیے رہنما ہدایات قابلِ ذکر ہیں۔ بہتر ہوگا اگر اگلے ایڈیشن میں علومِ اسلامیہ میں اولین مصادرِ تحقیق کو مفصل زیر بحث لایا جائے۔ اگر چہ کوئی بھی انسانی کاوش حتمی اور مکمل نہیں ہوتی اور ان میں بہتری کی گنجائش بہر صورت رہتی ہے تاہم اسلامی تناظر میں اصولِ تحقیق پر اردو کتب میں زیر تبصرہ کتاب بلاشبہ ایک خوش آئند، مفید اور وقیع اضافہ ہے جس پر ڈاکٹر محمد زبیر صاحب اور ڈاکٹر محمد اسلام صاحب دونوں مبارک باد کے مستحق ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

اُمید ہے علومِ اسلامیہ کے محققین اس کتاب سے بھرپور استفادہ حاصل کریں گے۔

ڈاکٹر سعید الرحمٰن بن نور حبیب

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، عبد الولی خان یونیورسٹی، مردان

15 جولائی 2020ء

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

(ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب لاہور)

کچھ عرصہ پہلے الحکمہ انسٹی ٹیوٹ لاہور میں ایم فل اور پی ایچ ڈی علوم اسلامیہ کے طلبہ کو موضوع کے انتخاب ، خطۃ البحث یا خاکہ (Synopsis) کی تیاری اور مقالہ (Thesis) لکھنے کے حوالے سے ایک ورکشاپ کروائی تھی کہ جس میں لاہور کی مختلف یونیورسٹیوں سے ایک صد سے زائد طلبہ نے شرکت کی تھی۔ اس دو تین گھنٹے کی ورکشاپ کی اہمیت کے پیش نظر اس کی ویڈیو ریکارڈنگ کر لی گئی تھی جو بعد میں ہمارے یوٹیوب چینل ڈاکٹر حافظ محمد زبیر [1] پر اپ لوڈ کر دی گئی تھی۔ ہمارے بہت ہی عزیز دوست جناب ڈاکٹر محمد اسلام صاحب نے وہ ویڈیوز دیکھیں تو ان کو صفحہ قرطاس پر منتقل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو راقم نے اس سے انکار نہ کیا۔ بہر حال ویڈیو، ویڈیو ہی ہوتی ہے، تحریر نہیں تو اس کا انداز گفتگو بھی تحریر والا نہیں ہوتا۔ ڈاکٹر محمد اسلام صاحب بہت ہی محنتی انسان ہیں اور علم و تحقیق سے شغف رکھنے والے محقق ہیں۔ میری ان سے دو ملاقاتیں ہیں اور دونوں ملاقاتیں ہی اسی غرض سے ہوئیں۔ تو انہوں نے بہت محنت سے اس تقریر کو نہ صرف کاغذ پر منتقل کیا بلکہ اس کی نوک پلک بھی سنواری، اس پر مفید حواشی کا اضافہ کیا بلکہ آخر میں دو مختصر ابواب کا اضافہ بھی انہی کی طرف سے ہے۔ مزید مجھے ریویو کے لیے بھیجا تو میں نے بھی اس کی عبارت کی مزید نوک پلک سنواری تو اس طرح اصول تحقیق کے موضوع پر ایک مختصر لیکن آسان فہم اور جامع کتابچہ تیار ہو گیا۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اسے ڈاکٹر محمد اسلام صاحب کے لیے صدقہ جاریہ بنائے کہ اصلاً یہ انہی کی محنت سے منصہ شہود پر آیا ہے۔ آمین یارب العالمین

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر

جولائی 2020ء، لاہور

---

[1]. https://www.youtube.com/channel/UCW1GshwUih0e6lfIpEqWAtQ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تعارفِ کتاب

اس کتاب کی کہانی کچھ یوں ہے کہ میرا ایم فل اور پی ایچ ڈی کا دس سالہ علمی سفر جب بخیریت وعافیت پایہ تکمیل تک پہنچا اور 12 فروری 2019ء کو میرا پی ایچ ڈی ڈیفنس ہوا، 18 مارچ 2019ء کو ریزلٹ ڈکلیر ہوا اور 27 مارچ 2019ء کو پی ایچ ڈگری حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی تو اس کے بعد تصنیف وتالیف کی طرف رجحان پیدا ہوا۔ایک کتاب جو میں نے کافی عرصہ پہلے لکھنا شروع کیا تھا علامہ نقیب احمد رباطیؒ کی حیات و خدمات کے حوالے سے وہ بھی اسی عرصہ میں تکمیل تک پہنچی اور اب بعض اہم موضوعات پر دو تین کتابیں مزید بھی یکساتھ زیر تحریر ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ میں تحقیق اور اُصولِ تحقیق کے حوالے سے بھی ایک کتاب ایسا لکھنا چاہتا تھا جو سکالرز کے لئے مفید ہو اور جس میں جدت وندرت (Innovation) کے پہلو بھی شامل ہوں۔اس سلسلے میں میں نے ایک رجسٹر میں کچھ کام جمع کرنا شروع کیا تھا کہ اِن دنوں انٹرنٹ پر اپنے پیارے دوست اور پیش رَو ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب لاہور[2] کے ویڈیو لیکچرز یوٹیوب پر دیکھ لئے۔ یہ ویڈیو لیکچرز مجھے بے حد پسند

---

[2] ۔ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ اونچے درجے کا محقق عالم دین ہیں۔ آپ کے والد کا نام ملک نور خان ہیں۔ آپ دینی اور عصری علوم میں ید طولیٰ رکھنے والے کثیر التصانیف علمی شخصیت ہیں ۔ آپ کامساٹس یونیورسٹی آف انفارمیشن ٹیکنالوجی لاہور میں اسلامیات کے اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔یوٹوب پر ویڈیو لیکچرز اور بیانات کے علاوہ متعدد ریسرچ جرنلز میں سینکڑوں قیمتی مضامین لکھے ہیں۔ مختلف اداروں میں خدمات سرانجام دیے ہیں۔ آپ صحیح معنوں میں فخر محققین اور محققین کے لئے ایک علمی سرمایہ ہیں۔ مختلف موضوعات پر درجن سے زائد مفید اور قیمتی علمی کتابیں لکھی ہیں۔ مجھے اُن سے صرف دو مرتبہ ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ ایک مرتبہ سال 2009ء میں مجلس التحقیق الاسلامی ماڈل ٹاؤن لاہور میں، اس موقع پر میں لاہور کے مشہور و معروف عالم دین پروفیسر مولانا محمد رفیق چوہدری حفظہ اللہ کے ہمراہ ایم فل کے تحقیقی کام کے سلسلے میں محترم عبد الرحمان مدنی صاحب کے ہاں آیا ہوا تھا اور دوسری ملاقات حال ہی میں 9 فروری 2020ء کو ڈاکٹر صاحب کے رہائش گاہ لاہور پر ہوئی۔ اس کے علاوہ بذریعہ فون اور ای میل رابطہ ہوتا رہتا ہے۔ میں اُن کی علمی صلاحیتوں سے متاثر ہوں اور اُن کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی صلاحیتوں میں مزید اضافہ فرمائے۔ آمین۔ ثمہ آمین (ڈاکٹر محمد اسلام)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اور دل میں سوچا کہ تحقیق کے حوالے سے اپنی کتاب میں ان ویڈیو لیکچرز کے حوالے ضرور دوں گا لیکن زیادہ غور کیا تو مناسب یہی لگا کہ یہ تمام لیکچرز تحریری صورت میں متن کی صورت میں اپنی کتاب کا حصہ بنالوں اور پھر اس پر حواشی و تعلیقات لکھ لوں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی محنت کا بھی اضافہ کرلوں تاکہ یہ سب ایک کتاب کی صورت اختیار کرے۔ اس سلسلے میں میں نے محترم ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب سے ٹیلی فون پر پوچھا کہ یہ لیکچرز کتابی اور تحریری صورت میں موجود تو نہیں ؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں ہے، پھر میں نے ان سے اپنا مدعا بیان کیا انہوں نے رضامندی کا اظہار فرمایا اور پھر میں نے باقاعدہ اور تحریری اجازت حاصل کرنے کے لئے ان کو ایک خط بذریعہ ای میل بھیجا۔ انہوں نے جواباً ای میل بھیجا اور یوں اس کام کے لئے ہمت باندھ لیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین

ڈاکٹر محمد اسلام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب کا پہلا ویڈیو لیکچر ایک گھنٹے کا ہے اور دوسرا ویڈیو لیکچر ایک گھنٹے اور پانچ منٹ کا ہے۔ اِن لیکچرز کو میں نے ہو بہو تحریری صورت میں لانے کی کوشش کی لیکن زبانی خطاب اور تحریر کے انداز میں تھوڑا سا فرق ہوا کرتا ہے اور وہ یہ کہ کلاس کا اپنا ایک خاص ماحول ہوتا ہے جس میں مدرس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی صورت میں بات طلباء کے ذہنوں میں اتاری جاسکے اور مدرس ہر وقت طلباء کی نفسیات کو مدنظر رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ جبکہ کتاب کا انداز اس سے تھوڑا سا مختلف ہوتا ہے۔ مصنف کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ بات کو ایسے انداز میں پیش کیا جائے جس سے پڑھنے والے کے ذہن میں اثر پیدا ہو۔ اس لئے اِن ویڈیو بیانات کو میں نے زیادہ تر جیسا کہ وہ ہیں، ویسے ہی نقل کیا ہے لیکن پھر بھی بعض جگہوں میں معمولی ترمیم و اضافہ سے بھی کام لیا ہے اور بعض مقامات پر کچھ باتوں کا ضرورت کی خاطر اضافہ کیا ہے۔ اسی طرح جملوں میں روانی پیدا کرنے کے لئے متن کے اندر بعض الفاظ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح بعض مقامات میں بہتری اور ربط پیدا کرنے کی غرض تقدیم و تاخیر سے بھی کام لیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ اردو الفاظ کے ساتھ بریکٹ میں انگریزی الفاظ درج کیے گئے اور خاص طور پر یہ کہ اس کام کی ابواب بندی کی گئی ہے۔ پھر اِن ابواب کو مناسب عنوانات دیے گئے اور اسی طرح ذیلی عنوانات دے کر اس کام کو مزین کیا گیا۔ کتاب کی ابتداء میں فہرست عنوانات ترتیب دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کتاب کے اندر آخری دو ابواب کا اپنی طرف سے اضافہ بھی کیا گیا تاکہ کتاب کی معقولیت اور وزن میں اضافہ ہو سکے۔ کتاب میں جو سب سے مفید اور اہم کام ہے وہ حواشی اور تعلیقات کا اضافہ ہے جس سے موضوع کو سمجھنے کی گرفت حتمی اور یقینی ہو جاتی ہے۔ تمام کام کا مقصد صرف طلبہ اور محققین کو سمجھانا اور اُن کو فائدہ پہنچانا ہے۔ کتاب کا مسودہ مزید بہتری اور فیڈ بیک کے لئے ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا اور اُن سے کتاب پر ایک جاندار اور جامع تقریظ لکھنے کی درخواست بھی کی گئی۔ اسی طرح مسودہ کو بعض دیگر ممتاز اہل علم کی خدمت میں بھی پیش کر کے اُن سے بھی تقریظات ثبت کروائی گئی ہیں۔

ڈاکٹر محمد اسلام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
6	تقریظات	1
9	تعارفِ کتاب	2
11	پیش لفظ	3
17	**باب اول: تحقیق کا معنی اور مفہوم**	**4**
17	لفظ "تحقیق" کے مترادفات	5
17	1۔ تخلیقی کام	6
18	علوم اسلامیہ میں تخلیقی کام کی مثالیں	7
18	ایک اہم اور ضروری نکتہ	8
19	تخلیقی کام کی چند مثالیں	9
20	2۔ تنقیدی کام	10
22	تنقید سے مراد	11
23	سلف کے ہاں تنقید کی مثالیں	12
24	3۔ تحقیق	13
24	4۔ تدوین	14
25	5۔ ترتیب	15
27	تحقیق کا مادہ اور لغوی معنی	16
27	تحقیق کی اصطلاحی تعریفیں	17
28	1۔ مروجہ حقیقتوں کی تصدیق	18
28	2۔ نئی حقیقت کی تلاش	19
29	تحقیق کی ایک اور تعریف	20
29	وضاحت	21

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

22	3۔ مغرب میں تحقیق کا تصور	30
23	آکسفورڈ ڈکشنری میں تحقیق کی تعریف	30
24	کیمبرج ڈکشنری میں تحقیق کی تعریف	30
25	تحقیق کے بارے میں لکھی گئی کتب	30
26	1۔ مبادیاتِ تحقیق	31
27	2۔ تحقیق کا فن	31
28	3۔ اُصولِ تحقیق	31
29	4۔ تصنیف و تحقیق کے اُصول	31
30	عربی کتب	32
31	**باب دوم: رسمیاتِ مقالہ**	33
32	حوالہ دینے کا طریقہ کار	25
33	1۔ قرآن مجید سے حوالہ دینے کا طریقہ	35
34	2۔ کتب احادیث سے حوالہ دینے کا طریقہ	35
35	3۔ عام کتابوں سے حوالہ دینے کا طریقہ	36
36	4۔ شمارہ جات یا مجلات سے حوالہ دینے کا طریقہ	36
37	5۔ انٹرنیٹ سے حوالہ دینے کا طریقہ	36
38	**باب سوم: تحقیق کی اقسام**	37
39	**مقاصد کے اعتبار سے تحقیق کے اقسام**	37
40	1۔ بنیادی تحقیق	37
41	2۔ اطلاقی تحقیق	37
42	3۔ سماجی تحقیق	38
43	4۔ فنی تحقیق	39
44	5۔ تعلیمی تحقیق	39
45	مثالیں	40

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

46	1۔ تاریخ نصاب	40
47	2۔ بین المسالک نصابوں کا تقابل	40
48	3۔ اسلامی یونیورسٹیوں اور مدرسوں کا نصاب	40
49	اپروچ کے حوالے سے ریسرچ	41
50	ڈائریکٹ ریسرچ	41
51	اِن ڈائریکٹ ریسرچ	42
52	طریق کار کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام	42
53	تاریخی تحقیق	42
54	3۔ بیانیہ تحقیق / سروے تحقیق	46
55	4۔ تجرباتی اور منظم تحقیق	47
56	**باب چہارم: محقق کی خصوصیات**	48
57	علمی اوصاف	48
58	1۔ موضوع کا گہرا مطالعہ	48
59	2۔ مختلف زبانوں پر عبور	49
60	3۔ اُصولِ تحقیق سے واقفیت	51
61	4۔ دیگر سماجی علوم کا درک	51
62	5۔ جدید تکنیکی آلات کا استعمال	53
63	محقق کے ذہنی اوصاف	54
64	1۔ محقق تقلید پسند نہیں ہو گا	54
65	2۔ محقق ضعیف الاعتقاد نہیں ہو گا	56
66	3۔ چیزوں کو شک کی نظر سے دیکھنا	56
67	4۔ مواد کو مرتب اور منظم کرنے کی صلاحیت	56
68	5۔ اچھے حافظے کا مالک ہونا	57
69	محقق کے اخلاقی اوصاف	57

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

70	1۔ رضائے الٰہی کا حصول	57
71	2۔ سرقہ اور فریب سے گریز	58
72	3۔ غیر جانب داری کی وصف	59
73	4۔ محقق حقیقت پسند ہو گا	59
74	5۔ احساس برتری کا شکار نہ ہو گا	59
75	**باب پنجم: تحقیق سے پہلے کے بعض مراحل**	61
76	موضوع کا انتخاب	61
77	1۔ موضوع کی مقصدیت	61
78	2۔ موضوع کی تحدید	61
79	3۔ معرفت اور امکانِ تحقیق	62
80	4۔ موضوع کی اہمیت	62
81	5۔ تکرار سے گریز	62
82	6۔ شخصیات کی سوانح عمری	62
83	7۔ موضوع کی وسعت	63
84	8۔ مفروضے کا تعین کرنا	63
85	**باب ششم: تحقیقی منصوبہ پر کام کی شروعات**	64
86	خاکۂ تحقیق بنانا	64
87	مقالے پر کام کی شروعات قدم بہ قدم	65
88	ایک ضروری وضاحت	67
89	مصادر و مراجع کا مختصر تذکرہ	68
90	1۔ انسائیکلوپیڈیاز کا استعمال	68
91	2۔ لغات کا استعمال	69
92	3۔ مختلف قسم کے مجلات کا استعمال	69
93	4۔ اخبارات، نایاب کتب اور قلمی نسخوں کا استعمال	71

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

94	5۔ مکتبہ شاملہ کا استعمال	71
95	6۔ انٹرنیٹ کا استعمال	71
96	**باب ہفتم: محققین کے لئے چند نصیحتیں**	73
97	1۔ حسد کرنے سے پرہیز کرنا	73
98	2۔ علمی اسفار اور لائبریریوں کی سیر	73
99	3۔ علمی سیمینار اور کانفرنسوں میں شرکت	74
100	4۔ تحقیقی کام کو آگے بڑھانا	74
101	**باب ہشتم: علمی اور تحقیقی جرائد**	76
102	بین الاقوامی سطح کی تحقیق	76
103	ہائیر ایجوکیشن کمیشن کی تسلیم شدہ تحقیق	77
104	**فہرست مصادر و مراجع**	79
105	**کچھ مصنف کے بارے میں**	81

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب اول : تحقیق کا معنی اور مفہوم

کسی لفظ کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے بہت ضروری ہے کہ پہلے آپ اس کے مترادفات کو اچھی طرح سے سمجھ لیں یعنی جو بھی تحقیقی کام اس وقت دنیا میں ہو رہا ہے سب ایک لیول کا نہیں ہے، گریڈیشن ہے، اس کے درجات ہیں اور اس کے مختلف لیولز ہیں۔ کوئی اعلیٰ درجے کا تحقیقی کام کہلاتا ہے کوئی ادنیٰ درجے کا، کوئی بہت ہی پست درجے کا تحقیقی کام ہے۔ اس لئے سب سے پہلے لفظ " تحقیق " کے مختلف مترادفات کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔

لفظ " تحقیق " کے مترادفات:

ہمیں معلوم ہے کہ ہر لفظ کے کچھ مترادفات ہوتے ہیں جو اُس لفظ کے معنی اور مفہوم سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ بالکل اسی طرح لفظ " تحقیق " کے بھی بعض مترادفات ہیں جن کا ضروری تذکرہ درج ذیل ہے۔

1۔ تخلیقی کام: (Creative Work)

تحقیق یعنی Research کے جو مترادفات ہیں ان مترادفات میں سب سے اہم لفظ تخلیق (Creativity) کا ہے۔ تخلیقی کام کو انگریزی میں کریٹیو ورک (Creative Work) کہا جاتا ہے۔ کریٹیو ورک اس کام کو کہتے ہیں جو پہلے نہیں تھا اور کسی نے پہلے مرتبہ کیا۔ عموماً یہ وہ کام ہوتا ہے کہ جس میں ریفرینسنگ (Referencig) یعنی حوالے بہت کم ہوتے ہیں۔ بد قسمتی سے ہماری ہاں وہ کام سب سے اعلیٰ درجے کا ریسرچ ورک شمار ہوتا ہے جس میں حوالہ جات بہت زیادہ ہوں۔ آپ کوئی پی ایچ ڈی کا تھیسس (Thesis) لکھیں کہ جس میں آپ کے ریفرنسز پانچ دس ہو اور آپ کہیں کہ یہ ایسی بات میں نے کی ہے جو پہلے کسی نے نہیں کی ہے تو بہت کم لوگ اس کو قبول کریں گے۔ ظاہری بات ہے کہ اب ہمارے ہاں جو ریسرچ کو تولا جاتا ہے، ماپا جاتا ہے تو اس میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس میں ریفرینسز کی تعداد کتنی ہے؟ آپ کے مقالے میں سورسز (Sources) کتنے ہیں اور مصادر اور مراجع ([3]) کتنے ہیں؟ جن سے آپ نے استفادہ کیا ہے۔ اس سے آپ کی ریسرچ کا ویٹیج (Weitage) متعین کیا جاتا ہے۔ یہ ایک غلط ٹرینڈ ہے جو ہمارے ہاں چل رہا ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ سب سے اہم جو ریسرچ کی صورت ہے جو فارم اور جو لیول ہے وہ کریٹیو ورک ہے۔ اور کریٹیو ورک میں ریفرینسنگ بالکل نہ ہونے کی برابر ہوتی ہے کیونکہ وہ کسی کی تخلیق، کسی کی ابداء اور کسی کی اختراع ہوتی ہے۔

---

[3]۔ مصادر، مصدر کی اور مراجع، مرجع کی جمع ہے۔ مصادر سے کسی فن کی بنیادی کتابیں مراد لی جاتی ہیں۔ جنہیں ماٰخذ اصلیہ (Original Sources) کہا جاتا ہے۔ جب کہ مراجع سے کسی فن کی ثانوی کتابیں (Secondary Sources) مراد ہوتی ہیں۔ (حنیف، پروفیسر سراج الاسلام، ڈاکٹر، اصول بحث و تحقیق علوم شرعیہ، دار القرآن والسنۃ، مردان پاکستان، 1434ھ / 2013ء، ص96)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علوم اسلامیہ میں تخلیقی کام کی مثالیں:

علوم اسلامیہ میں اگر ہم تخلیقی کام کی کچھ مثالیں دیکھنا چاہتے ہیں تو اُصول فقہ میں امام شافعیؒ (4) کی کتاب ہے جو " الرسالہ " کے نام سے ہے۔ امام شافعیؒ سے پہلے اُصول فقہ کے تصورات موجود تھے لیکن بہت مدہم تھے، بہت مبہم تھے، جیسا کہ صحابہ کرامؓ میں ناسخ ومنسوخ کا تصور (Concept) تھا۔ لیکن یہ کہ اس علم کو ایک مدون اور منظم صورت میں پیش کرنا۔۔۔۔ تو یہ امام شافعیؒ کا کارنامہ ہے۔ اسی طرح سے امام ابن حزمؒ (5) کی جو کتاب ہے " الاحکام فی اصول الاحکام " کے عنوان سے، تو یہ بھی اُصولِ فقہ میں ایک کریٹیو ورک ہے۔ کس اعتبار سے کریٹیو ورک ہے؟ قیاس، قول صحابی، سد الذرائع، استحسان، شرائع من قبلنا وغیرہ اور اسی طرح کچھ اور ایسے اصول ہیں کہ جنہیں بقیہ علماء مانتے ہیں لیکن ابن حزمؒ نے ان اصولوں کا رد کیا ہے۔ جب اُنہوں نے ان اُصولوں کو ماننے سے انکار کر دیا تو اب نئے اُصول فقہ دیے، جن کے ذریعے سے آپ کتاب وسنت سمجھ سکتے ہیں۔ اُنہوں نے اب گیارہ اُصول دیے تو یہ ایک کریٹیو ورک تھا۔ اسی طرح سے امام شاطبیؒ کی جو کتاب ہے الموافقات کے نام سے تو یہ بھی ایک کریٹیو ورک ہے۔ مقاصدِ شریعت کے اوپر اس طرح سے بحث اس سے پہلے اتنے مرتب اور منظم انداز میں ہمارے سامنے موجود نہیں۔ تو کریٹیو ورک ایک ایسا کام ہوتا ہے جو آپ سے پہلے کسی نے نہیں کیا ہے، یعنی وہ عدم سے وجود میں آتا ہے اور یہ ریسرچ کا بہت اعلیٰ درجہ ہے۔

ایک اہم اور ضروری نکتہ:

یہ بات بہت اہم ہے اور سمجھنے کی ہے کہ ضروری نہیں کہ کریٹیو اور تخلیقی کام جو ہے وہ ہمیشہ مثبت ہی ہو بعض اوقات تخلیقی کام جو ہے وہ منفی بھی ہو سکتا ہے۔ کوئی صاحب کہیں کہ جی! میں جو بات کر رہا ہوں چودہ صدیوں میں کسی عالم دین نے نہیں کی ہے، تو اب ظاہری بات ہے کہ کسی نے نہیں کی ہو گی کہ وہ بات ہی ایسی فضول اور بے کار ہو گی کہ آپ کسی عالم دین سے اس کی توقع بھی نہیں کر سکتے ہوں گے۔ مثال کے طور پر غلام احمد پرویز نے جس طرح سے قرآن مجید کی تفسیر کر دی ہے، ایسی سطحی قسم کی

---

[4]۔ امام شافعیؒ کا پورا نام محمد بن ادریس بن عباس اور کنیت ابو عبداللہ ہے۔ آپؒ 150ھ بمطابق 767ء کو غزہ (فلسطین) میں پیدا ہوئے۔ دو سال کی عمر میں مکہ مکرمہ لائے گئے۔ دو مرتبہ بغداد گئے۔ ائمہ اربعہ میں سے ایک مشہور امام تھے۔ آپؒ قریشی النسب تھے۔ حدیث، فقہ، شعر اور لغت وغیرہ کے بہت بڑے عالم تھے۔ الرسالہ اور کتاب الام مشہور کتابیں ہیں۔ آپؒ کی وفات 204ھ / 820ء کو قاہرہ مصر میں ہوئی تھی۔ (الزرکلی، خیر الدین، الاعلام، دار العلم للملائین، بیروت، لبنان، 1401ھ / 1980ء، ج6 ص26)

[5]۔ آپؒ کا پورا نام علی بن احمد بن سعید اور کنیت ابو محمد ہے۔ قرطبہ میں 384ھ / 994ء کو پیدا ہوئے۔ آپؒ اندلس کے بڑے عالم تھے۔ آپؒ اور آپؒ کے والد دونوں مملکت اندلس کے وزیر تھے۔ آپؒ نے وزارت کو خیر باد کہہ کر حصول علم کے لئے خود کو وقف کر دیا تھا۔ ائمہ اسلام میں سے ہیں۔ حافظ حدیث اور فقیہ تھے۔ اندلس ہی میں 456ھ / 1064ء کو وفات پائی۔ (الزرکلی، الاعلام، ج4، ص256)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفسیر اور اس انداز میں تفسیر اِس سے پہلے ہمیں اس کا کوئی نمونہ نہیں ملتا۔ سرسید احمد خان صاحب قرآن مجید کی جو تفسیر کر دی ہے ، ظاہری بات ہے اس طرح کی تفسیر ہمیں پہلے نہیں ملتی ، ان سے پہلے امت مسلمہ کی علمی روایت میں۔ تو کریٹیو ورک ضروری نہیں کہ اچھا ہو، کریٹیو ورک ضروری نہیں کہ ہم اس سے اتفاق (Agree) کریں، کریٹیو ورک، ضروری نہیں کہ ہمیں اس کے اوپر اعتماد ہو۔ بس کریٹیو ورک اس کام کو کہتے ہیں جو کسی بھی فن میں یا کسی بھی ڈسپلن (Descipline) میں بالکل نیا ہو، اس سے پہلے نہ ہوا ہو۔

تخلیقی کام کی چند مثالیں:

جو ہمارا روایتی طبقہ اور ہمارا مین دھارا (Main Stream) ہے، اس سے ہم کریٹیو ورک (Creative Work) کی بعض مثالیں لے سکتے ہیں جیسا کہ عصر حاضر میں اس کی مثال مولانا مودودیؒ (6) کا سیاسی نظام، مولانا امین احسن اصلاحیؒ (7) کا نظم قرآن اور مولانا محمد تقی عثمانی (8) کا اسلامی بینکاری کے بارے میں کام ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ ہمیں مولانا

---

[6] ۔ مولانا مودودیؒ کا پورا نام ابوالاعلیٰ بن سید احمد حسن ہے۔ آپؒ 25 ستمبر 1903ء کو اورنگ آباد دکن میں پیدا ہوئے۔ انگریز حکومت کے خلاف قلمی جدوجہد کی۔ فتنہ قادیانیت اور فتنہ انکار حدیث، کاڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آپؒ نے سوشلزم اور کمیونزم کا خوب تعاقب کیا۔ 1941ء میں جماعت اسلامی کی بنیاد رکھی۔ آپؒ ایک کثیر التصانیف علمی شخصیت ہیں۔ چھ جلدوں میں قرآن مجید کی مشہور و معروف تفسیر تفہیم القرآن کے نام سے لکھی۔ دین اسلام کی سربلندی کے لئے قید وبند کی صعوبتیں برداشت کی۔ علمی و دینی خدمات کے اعتراف کے طور پر مملکت سعودیہ کی جانب سے 1979ء میں انہیں پہلا عالمی شاہ فیصل ایوارڈ دیا گیا۔ آپؒ نے 22 ستمبر 1979ء کو وفات پائی۔ اچھرہ لاہور میں دفن ہیں۔ (محسنہ عظیم، ڈاکٹر، حدیث میں سید مودودیؒ کی خدمات، ادارہ معارف اسلامی لاہور پاکستان 1431ھ / 2010ء، ص 61)

[7] ۔ مولانا امین احمد مشہور بہ امین احسن اصلاحیؒ کی پیدائش 1904ء میں اعظم گڑھ ہندوستان میں ہوئی۔ آپؒ مدرسہ فراہی کے ایک جلیل القدر عالم دین، مفسر قرآن اور ممتاز محقق تھے۔ آپؒ حمید الدین فراہیؒ کی آخری عمر کے تلمیذ خاص تھے۔ آپؒ مدرسۃ الاصلاح سے فارغ التحصیل تھے اور مختلف علوم کے ماہر تھے۔ کچھ عرصہ کے لئے جماعت اسلامی میں شامل رہے اور مولانا مودودیؒ کے بڑے قریب رہے لیکن پھر بعض اختلافات کی بنا پر جماعت اسلامی سے الگ ہو گئے۔ آپؒ نے تدبر قرآن کے نام سے قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہیں۔ آپؒ کے دوسرے تصنیفات بھی بہت مشہور ہیں۔ آپؒ کی وفات 15 دسمبر 1997ء کو ہوئی اور ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی لاہور میں دفن ہوئے ہیں۔ (وکیپیڈیا اردو، امین احسن اصلاحی، مورخہ 18 مئی 2020ء)

[8] ۔ مولانا محمد تقی عثمانی مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانیؒ کے سب سے چھوٹے بیٹے ہیں۔ آپ کی پیدائش 27 اکتوبر 1943ء کو دیوبند ہندوستان میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اشرفیہ کراچی میں حاصل کی۔ اپنے والد کی نگرانی میں دارالعلوم کراچی سے درس نظامی کی تعلیم مکمل کی۔ یہاں سے فقہ میں تخصص کیا۔ جامعہ پنجاب سے عربی میں ماسٹر جبکہ جامعہ کراچی سے وکالت کا امتحان اعلیٰ نمبروں کے ساتھ پاس کیا۔ آپ نے جید علمائے کرام مثلاً مولانا مفتی محمد شفیعؒ اور مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ وغیرہ سے حدیث کی اجازت حاصل کی۔ اس کے علاوہ آپ چاروں سلاسل تصوف میں اجازت رکھتے ہیں۔ آپ دارالعلوم کراچی میں حدیث اور فقہ وغیرہ پڑھاتے ہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن اور وفاقی شرعی عدالت کے جج

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مودودیؒ صاحب کے ساتھ اتفاق ہے کہ نہیں ہے یا اسی طرح مولانا تقی عثمانی صاحب کے اسلامک بینکنگ (Islamic Banking) کے فتویٰ سے ہمیں اتفاق ہے کہ نہیں ہے، کچھ کو اتفاق ہے کچھ کو نہیں ہے۔ ہم صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ بہر حال ہمیں ماننا پڑے گا کہ چاہے ہمیں مودودیؒ سے ہزار اختلاف ہو، چاہے ہمیں تقی عثمانی صاحب سے سینکڑوں اختلافات ہو، کہ یہ اُن کا تخلیقی کام ہے۔

2۔ تنقیدی کام : (Criticism)

ریسرچ ورک میں دوسرے لیول کا جو کام ہے، اسے ہم "تنقیدی کام" کہتے ہیں۔ تنقیدی کام یا Criticism کا مطلب ہے کہ جو کام پہلے سے موجود ہے، کوئی اس کے محاسن اوراس کے عیوب پر روشنی ڈالیں۔ محاسن سے مراد جو اس کی Qualities ہیں، وہ اُن کو بیان کریں اور اسی طرح سے جو اس کے اندر عیوب ہیں، جو اس کے اندر کمیاں اور کوتاہیاں رہ گئی ہیں وہ ان کی نشاندہی کر دیں۔ یہ بنیادی طور پر تنقیدی کام ([9]) ہے۔ ہمارے ہاں اکثر و بیشتر جو مقالہ جات ہوتے ہیں ان کے ٹائیٹل میں یہ چیز موجود ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر مقالے کا عنوان ہو گا کہ فلاں فلاں۔۔۔ اور آگے دو نقطے ڈال کر ہم کہتے ہیں کہ ایک تنقیدی جائزہ، ایک تنقیدی مطالعہ ([10]) تنقیدی جائزہ میں ہمارے ہاں مذہبی لوگوں میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ

بھی رہ چکے ہیں۔ ہر فیلڈ میں بہترین خدمات سر انجام دی ہیں۔ اپنی علمی خدمات کی بدولت ملک سمیت دنیا کے مختلف ممالک میں اعزازات سے نوازے گئے ہیں۔ عمان کے عالمی اسلامی تحقیقی ادارے المجمع الملکی للبحوث الاسلامیہ نے انہیں 2020ء کی اسلامی دنیا کی باثر ترین شخصیت کے طور پر نامزد کیا ہے۔ (ویکیپیڈیا اردو محمد تقی عثمانی مورخہ 30 اپریل 2020ء)

[9]۔ جیسا کہ ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف صاحب نے اپنی کتاب میں بڑی خوبصورت بات لکھی ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ: " (تاریخی تحقیق) کے فن کے طلباء ڈاکٹر اختر حسین عزمی صاحب کی کتاب " مولانا امین احسن اصلاحی، حیات و افکار" کا مطالعہ ضرور کریں۔ 664 صفحات کی اس ضخیم کتاب میں آپ کو وہ سب کچھ ملے گا جس کی آپ توقع رکھتے ہیں۔ اس میں مولانا اصلاحی صاحب کی قابلیت، عربی دانی، نظم قرآن کریم پر عبور اور بہت کچھ ملے گا لیکن ساتھ ہی اُن کی کمزوریاں بھی مذکور ہیں، اُن کے تفردات اور شطحیات بھی ہیں جو قطعاً دشنام طرازی کی بنیاد پر نہیں بلکہ تحقیق کی بنیاد پر لکھی گئی ہیں۔" (حنیف، سراج الاسلام، ڈاکٹر، اصول بحث و تحقیق علوم شرعیہ، ص 42)

[10]۔ مثال کے طور پر ایک مقالے کا عنوان ہے " مستشرقین کے افکار کے تناظر میں برصغیر میں سیرت نگاری کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ" یہ محققہ رضیہ شبانہ کا پی ایچ ڈی مقالہ ہے۔ ایک اور مثال یہ ہے: " مستشرق آرنلڈ کی کتاب "The Caliphate" کے منتخب ابواب کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ" یہ محقق سید شاہ روم شاہ کا پی ایچ ڈی مقالہ ہے۔ خود راقم نے بھی اسی طرح کا ایک تحقیقی مضمون لکھا ہے جو یونیورسٹی آف ہری پور کے جرنل آف اسلامک اینڈ ریلیجس سٹڈیز میں شائع ہو چکا ہے یہ ششماہی جرنل ہے اور اس وقت ہائیر ایجوکیشن کمیشن پاکستان سے ایکس کیٹیگری میں منظور ہے۔ اس ریسرچ آرٹیکل کا عنوان کچھ یوں ہے: لیزلے ہزلٹن کی کتاب **"The First Muslim-The Story of Muhammad"** کا تنقیدی جائزہ۔ تحقیقی مقالات کے عنوانات کی ایک لمبی فہرست ڈاکٹر سعید الرحمٰن صاحب نے بڑی محنت سے اپنی ایک

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جیسے آپ نے اگلے کو رگیدنا ہے۔اس کے اگلے پچھلے سب کا حساب چکانا ہے، اس کو برابر کرنا ہے ۔ لٹریچر اور اسی طرح اصطلاح میں تنقید سے مراد اگلے کو رگیدنا نہیں ہوتا۔ تنقید سے مراد یہ ہوتا ہے کہ اس کی خامیاں اور کوتاہیاں، آپ اس کی نشاندہی کرے اور اس کی اچھی چیزوں کو آپ Appreciate بھی کریں اور یہ بہت ضروری ہے۔ ([11]) ہمارا مذہبی طبقہ تنقید کے اس اُسلوب سے واقف نہیں ہے اور اس اسلوب پر عمل پیرا نہ ہونے کی وجہ سے ہم لوگوں نے سوسائٹی کے اندر اپنی مقبولیت (Acceptanc) کھودی ہے۔ تنقید کے نام پر دوسرے کو پسند کرنا، دوسرے کو اپیری شیئیٹ کرنا اور دوسرے کے کام کو اپیری شیئیٹ کرنا بہت بڑی اور اہم بات ہوتی ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ اس اندازِ تحقیق کے بڑے مثبت اثرات سامنے آجاتے ہیں۔

ایک ذاتی مثال سے وضاحت:

آپ کو صرف ایک مثال دیتا چلو، وہ یہ کہ ایک دفعہ غامدی صاحب کا ایک آرٹیکل اخبار میں چھپا تھا، مذہب اور ریاست کے حوالے سے ، کہ مذہب اور ریاست کا آپس میں کوئی تعلق ہے کہ نہیں ہے ، اس میں کچھ جہاد کے بھی کنسپٹس (Concepts) آگئے تھے۔اس آرٹیکل کے بارے میں کئے اہل علم نے مضامین لکھے ، مثلاً مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے لکھا ، حافظ صلاح الدین یوسف صاحب ([12]) نے لکھا ، حنیف احمد جالندھری صاحب اور مفتی منیب الرحمان صاحب وغیرہ

تحقیقی کتاب میں جمع کر دی ہیں۔ محققین کے لئے اس کتاب کا مطالعہ فائدے سے خالی نہیں۔کتاب کا پورا نام " تحقیقاتِ اسلامیات (پی ایچ ڈی، ایم فل، ایم اے فہرستِ اردو مقالات) " ہے۔

[11]۔اس بات کی وضاحت ڈاکٹر زبیر صاحب اپنی ایک دوسری کتاب میں اِن الفاظ میں کرتا ہے: " کسی کی فکری خطا یا عقیدے کے بگاڑ کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ آپ اس کی من جملہ دینی خدمات یا اوصاف حسنہ کا رد کر دیں۔ قرآن مجید تو بعض یہود تک کے اوصاف حسنہ پر ان کی تعریف کرتا ہے۔" (حافظ، محمد زبیر، ڈاکٹر، عصر حاضر میں تکفیر، خروج، جہاد اور نفاذِ شریعت کا منہج، مکتبہ رحمۃ للعالمین، لاہور پاکستان، س۔ن، ص6)

[12]۔ آپ کا پورا نام صلاح الدین یوسف بن حافظ عبد الشکور ہے۔1945ء میں ریاست جے پور (راجستھان) میں پیدا ہوئے۔ قیامِ پاکستان پر کراچی پاکستان تشریف لائے۔ جامعۃ العلوم سعودیہ کراچی میں داخل ہوئے۔ قرآن مجید حفظ کیا۔ پھر مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے لاہور تشریف لائے اور تقویۃ الاسلام میں داخل ہوئے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد اسحاق حسینوی، مولانا حافظ عبد الرشید گوہڑوی اور بطورِ خاص مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی سے استفادہ کیا۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد اُن کی مزید تربیت میں کام کرتا رہا۔ آپ ایک کثیر التصانیف علمی شخصیت تھے۔ احسن البیان کے نام سے قرآن مجید کی مختصر مگر جامع تفسیر لکھی ہیں۔ وفاقی شرعی عدالت اسلام آباد کے مشیر تھے۔ مکتبہ دار السلام (الریاض) سے بھی وابستہ رہے اور علمی خدمات سرانجام دیے۔ آپ نے کئی قیمتی عربی کتب کے اردو ترجموں کے علاوہ مختلف موضوعات پر گراں قدر تحقیقی مقالات اور تصانیف لکھے ہیں۔ (عراقی، عبد الرشید، تذکرۃ النبلاء فی تراجم العلماء، بیت الحکمت لاہور پاکستان، 1425ھ / 2004ء، ص308 تا 310) ؛ موصوف ایک ملنسار، خوش طبع علمی اور عملی شخصیت تھے۔ لاہور میں اُن کی رہائش گاہ پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کے دوران اُن سے میری

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے لکھا ۔ ایک میں نے بھی آرٹیکل مرتب کیا اور پھر اس کو فیس بک پر بھی شئیر کیا۔ غامدی صاحب کے داماد حسن الیاس صاحب نے اس کو دیکھا اور پھر بعد میں مجھ سے رابطہ کیا اور کہنے لگے کہ تمہاری اس آرٹیکل کی کاپیاں کروا کے میں نے اپنے غامدی صاحب کے حلقے میں بٹوائی ہیں۔ اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ میں نے غامدی صاحب سے کوئی اتفاق کیا تھا، میں نے صرف اتنا کام کیا تھا کہ غامدی صاحب کا یہ جو بیانیہ (Narrative) ہے، اس میں اِن باتوں سے مجھے اتفاق ہے اور اِن باتوں سے مجھے اختلاف ہے۔ دیکھئے! کوئی بھی بندہ سو فی صد غلط بات تو نہیں کرتا۔ کسی بھی بندے کی بات سو فی صد غلط نہیں ہوتی۔۔۔۔ ہم کیا کرتے ہیں؟ ہم مذہبی لوگ عام طور پر کہتے ہیں : " یار نہیں! اگر اس کی صحیح بات کو بھی ہم نے ٹھیک کہا تو لوگوں کا اس کی طرف میلان اور جھکاؤ ہو جائے گا اور لوگ گمراہ ہو جائے گے۔ " یہ خدشات ہمیں اپنی ذہنوں سے نکال دینے چاہئے۔ یقین مانے اگر ہم نکال دیں گے تو خود جس کے بارے میں ہم تنقید کر رہے ہیں تو اس کو پڑھنے پر سب سے پہلے اس کا دل مائل ہو جائے گا ۔ کسی پر آپ تنقید کرے تو تنقید کرتے ہوئے لکھے کہ فلاں میرے لئے بہت واجب الاحترام ہیں اور اُن کے ان ان باتوں سے مجھے اتفاق ہے۔۔۔ ہم تو ڈھونڈ ڈھونڈ کر اختلاف اگلے کے منہ پر دے مارتے ہیں ، بھلے اپنے مسلک کا ہی کیوں نہ ہو؟ ایک ہی مسلک کے اندر آپ دیکھئے! ۔۔۔ جس طرح سب ڈویژنز (Sub Divisions) ہوئی ہیں اور اس میں ایک ہی مسلک کے لوگ ایک دوسرے پر تنقید کرتے ہیں ، تو ایک مسلک کے اندر (With in One Maslak) کم از کم اَسّی نوے فی صد تو اتفاق ہوتا ہوگا لوگوں کا۔۔۔ وہ بھی جب آپس میں ایک دوسرے پر تنقید کرتے ہیں جن کا آپس میں اُصولی بنیادوں پر اور مبادیات پر اتفاق ہوتا ہے۔ اُن کی تنقید بھی آپ دیکھیں تو لب و لہجے کی سختی سے ایسے لگتا ہے کہ جیسے کسی غیر مسلم (Non Muslim) پر تنقید ہو رہی ہوتی ہے۔ اس قسم کے رویے کو بہت تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اب ایسے رویوں سے نکلنا چاہئے۔

تنقید سے کیا مراد ہے؟

عربی زبان کے اندر" نقد الدراھم " کہتے ہیں کہ آپ کھوٹے اور کھرے سکھوں کو علٰیحدہ کر دیں۔ مطلب سکّے ملے ہوئے ہیں، کھرے اور کھوٹے مکسڈ (Mixed) ہیں، اب آپ نے کھروں کو علٰیحدہ کر دیا، کھوٹوں کو علٰیحدہ کر دیا ، اس کو کہتے ہیں " نقد الدراھم " یعنی آپ نے دراہم کی چھان پھٹک کر لی۔ اب ہم تو صرف کھوٹے ہی نکالتے ہیں۔ اگلے کے پر جب تنقید کرتے ہیں تو اس کا صرف کھوٹا نکال کر ہم دنیا کو دکھا دیتے ہیں۔ اور اس کا کھرا کیا ہے؟ اس کے بارے میں ہم کوئی گفتگو نہیں کرتے۔ تو ہماری ایسی تنقید سے سب سے پہلے وہ چڑتا ہے۔ آپ نے جو تنقید کی ہے اس میں اگر آپ نے اس کو رگیدا ہی رگیدا

کئی ملاقاتیں ہوئی ہیں اور انھوں نے میری علمی رہنمائی کی ہیں۔ اس کا تذکرہ میں نے اپنے پی ایچ ڈی مقالہ کی ابتدا اور ایک اور غیر مطبوعہ کتاب ' علمی اسفار' میں بھی تفصیل سے کیا ہے۔ آپؒ نے 12 جولائی 2020ء کو وفات پائی اور لاہور میں دفن ہیں۔ (راقم)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے تو وہ دیکھے گا بھی نہیں اور سائیڈ پہ رکھ دے گا ۔اور اُس کے جو ماننے والے ہیں وہ بھی نہیں دیکھیں گے ۔اس کا بہت لحاظ کرنے کی ضرورت ہے کہ جب بھی ہم دوسروں پر تنقید کریں اور تنقید ہم نے کرنی ہی ہے تو اگلے کو اپریشیئٹ کرنا ضرور سیکھیں۔اگر اگلے کی دس فی صد بات بھی ٹھیک ہو تو اس کو پسند کریں۔قرآن نے کہا ہے : وَمِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ [13] " کہ اہل کتاب میں سے اگر کسی کو آپ سونا دے دیں ، سونے کا ڈھیر اس کے پاس بطورِ امانت رکھوادیں تو وہ آپ کو واپس کردے گا۔" یہودیوں پر قرآن مجید نے لعنت بھی بھیجی ، بہت کچھ کہا، بہت برا بھلا بھی کہا لیکن جہاں ان کے اندر کوئی خوبی تھی اُن کی کچھ افراد میں بھی تھی تو قرآن نے اس کو ہائی لائٹ(High Light) کردیا۔یہ بہت اہم ہے۔کسی مکتب فکر، کسی سکول آف تھاٹ(School of Thought)،کسی مسلک پہ بھی تنقید کرنی ہے، تو سوچ لیں کہ اس میں بھی معتدل لوگ ہیں ۔ پہلے ان کے معتدل لوگوں کے بارے میں کوئی اچھی بات کہہ دیں کہ ہاں اس مسلک میں بہت اچھے لوگ ہیں ، بہت معتدل ہیں چند ایک سے میں بھی ملا ہوں، لیکن ایسے ایسے انتہا پسند (Extremist) بھی ہیں کہ جن کے یہ یہ نظریات ہیں جو کہ غلط ہیں۔

سلف کے ہاں تنقید کی مثالیں :

اگر آپ نے دیکھنا ہو کہ ہمارے ہاں سلف کیسے تنقید کرتے تھے تو امام ابن تیمیہؒ [14] کی کتاب " رفع الملام عن الأئمة الأعلام " دیکھیں۔یعنی جلیل القدر ائمہ پر جو ملامت کی گئی ہے، اس ملامت کو ہم دور کردیں۔ تو بعض ائمہ پر ملامت کی گئی ہے کہ وہ حدیث کو نہیں لیتے ہیں اور حدیث کے مقابلے میں اپنی رائے کو ترجیح دیتے ہیں جیسا کہ امام ابو حنیفہؒ یا اور ائمہ، تو امام ابن تیمیہؒ نے اُن کی طرف سے ایک جواب دیا ہے۔ [15] پس تنقید میں آپ نے اگلے کو رگیدنا نہیں بلکہ آپ نے

---

[13]۔ سورة آل عمران: 75

[14]۔ نام احمد بن عبد الحلیم اور کنیت ابو العباس ہے۔اپنے وقت کے امام اور شیخ الاسلام تھے۔حران میں 661ھ / 1263ء کو پیدا ہوئے۔اور دمشق میں 728ھ / 1328ء کو جیل میں وفات پائی۔(الاعلام، ج1ص144)

[15]۔ یہ کتاب امام ابن تیمیہؒ نے امام ابو حنیفہؒ اور دیگر ائمہ سلف کے دفاع میں لکھا ہے اور اس لئے نام رکھا ہے: " رفع الملام عن الأئمة الأعلام " بڑی مفید کتاب ہے۔89 صفحات پر مشتمل ہے۔طارق اکیڈمی فیصل آباد کی فرمائش پر پروفیسر غلام احمد حریریؒ نے اس کتاب کا" ائمہ سلف اور اتباع سنت " کے نام سے اردو زبان میں ترجمہ کیا ہوا ہے۔جو پہلی مرتبہ سال 1980ء میں شائع ہوئی۔پھر محمد خالد سیف نے قارئین کی مزید سہولت کے لئے اس کتاب میں وارد اہم شخصیات کا مختصر تعارف، احادیث کی تخریج اور مسائل کی تحقیق کا حواشی کی صورت میں اضافہ کیا۔ان باتوں کا تذکرہ انہوں نے کتاب کی ابتداء میں تقدیم کی صورت میں کیا ہے۔(ابن تیمیہؒ، ابو العباس احمد بن عبد الحلیم، رفع الملام عن الأئمة الأعلام ، اردو ترجمہ و تفہیم: ائمہ سلف اور اتباعِ سنت (پروفیسر غلام احمد حریری) ، تقدیم، تحقیق، تخریج: محمد خالد سیف، طارق اکیڈمی، فیصل آباد، فیصل آباد پاکستان، 1422ھ / 2001ء، ص20)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُن کو اپیری شیئیٹ (Appreciate) بھی کرنا ہے ۔ یہ بہت اہم نکتہ ہے اور اس سے آپ کی تنقید کی مقبولیت (Acceptance) بڑھ جائے گی ۔ اس کو تنقیدی پسندیدگی (Critical Appreciation) بھی کہا جاتا ہے۔ مختصراً کسی تخلیقی یا تحقیقی کام کے محاسن اور عیوب (Strengths and Weaknesses) کی نشاندہی کرنے کو تنقید کہا جاتا ہے۔

3۔ تحقیق(Research)

تحقیق ایک منظم علمی اسلوب کا نام ہے، ایک منظم سرگرمی (Organized Activity) کا نام ہے۔ تحقیق ایک منظم عمل ہے یعنی ایک ترتیب کے ساتھ آپ یہ کام کرتے ہیں یہ نہیں کہ یہ کتاب دیکھ لی، وہ کتاب اُٹھالی اس کو جھاڑ لیا، اُس ویب سائیٹ کو ویزٹ کرلیا۔ اس طرح تو وقت کا ضیاع ہو گا زیادہ۔ عصر حاضر میں جیسے ایم فل ہے، پی ایچ ڈی ہے اِن کے جو مقالہ جات ہیں اِن کو ہم تحقیقی مقالہ جات کہتے ہیں۔ وہاں ہم ایک سسٹم کے تحت کسی خاص موضوع پر خاکہ اور ایک خُطہ (Synopsis) تیار کر کے پھر ایک میتھاڈالوجی (Methodology) کو اختیار (Adopt) کرتے ہوئے ایک منہج کے تحت ہم اُس پر تحقیق کرتے ہیں۔ یہ منظم علمی اُسلوب ہے۔

4۔ تدوین(Compilation)

چوتھی چیز تدوین ہے ۔ آپ نے جو مقالہ لکھنا ہے آپ نے سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ آپ کا مقالہ کس کیٹیگری (Categary) میں شامل(Fall)ہو رہا ہے؟ آپ کا مقالہ تخلیقی نوعیت کا ہے؟ آپ کا مقالہ تنقیدی نوعیت کا ہے؟ تنقید تو پہلے سے موجود ایک ریسرچ ورک ہے، آپ نے اس کا تنقیدی جائزہ لینا ہے۔ جیسے ایک مستشرق ([16]) کی کتاب ہے آپ نے

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب اپنی ایک دوسری کتاب میں ابن تیمیہؒ کے بارے میں لکھتے ہیں: " امام ابن تیمیہؒ کے بیسیوں کارنامے ہیں۔ انھوں نے ائمہ اربعہ کے عقیدے کو سلفیت کے نام سے اجاگر کیا۔ ان کے نزدیک صحابہؓ، تابعین، تبع تابعین، فقہاء اور محدثین خاص طور ائمہ اربعہ یعنی امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا عقیدہ ایک ہی عقیدہ تھا اگرچہ ان میں فقہی مسائل میں باہمی اختلافات موجود تھے۔ انھوں نے عقیدے میں سلف صالحین کی اتباع کی دعوت دی۔" (حافظ، محمد زبیر، ڈاکٹر، مکالمہ، دار الفکر الاسلامی، لاہور پاکستان، جنوری 2018، ص 555)

[16]۔ مستشرق سے عام طور پر وہ مغربی پادری یا صاحب علم مراد ہے جو مشرقی علوم سے دلچسپی رکھتا ہو اور غیر مسلم ہو جیسا کہ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ اور دیگر علمائے کرام نے لکھا ہے۔ (غازیؒ، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضراتِ سیرت ﷺ، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور پاکستان، 1433ھ / 2012ء، ص 701) لیکن صحیح بات یہ ہے کہ مستشرق کو صرف مغرب سے خاص کرنا درست نہیں، بلکہ مستشرق غیر مغربی بھی ہو سکتا ہے۔ مستشرق کے لئے غیر مسلم ہونا لازمی ہے خواہ وہ دنیا کے کسی خطے سے تعلق رکھتا ہو، عربی ممالک سے تعلق ہو یا غیر عربی ممالک سے تعلق ہو لیکن جب وہ مسلمانوں کے علوم، تہذیب و ثقافت، عقائد اور رسم و رواج وغیرہ میں دلچسپی رکھتا ہو، تو وہ مستشرق ہے۔ علم استشراق کے مشہور عالم علی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کا تنقیدی جائزہ لینا ہے۔ رہی تدوین تو کتب حدیث یا کتب فقہ جو ہیں، یہ اصل میں تدوین ہے۔ فقہ حنفی کی جو کتابیں ہیں جنہیں اُصولِ ستہ کہتے ہیں، جو امام محمدؒ کی چھ کتابیں ہیں ، اب وہ بنیادی طور پر تو امام ابو حنیفہؒ کے اقوال ہیں، یا قاضی ابو یوسفؒ کے ہیں یا اس میں امام محمدؒ کی اپنی آراء بھی ہیں تو اُن کو انہوں نے مدون (Compile) کیا۔ تدوین بھی ہمارے ہاں ریسرچ ورک (Research Work) میں شمار ہوتی ہے کہ آپ پہلے سے موجود آراء کا جائزہ (Review) لے لیں، آپ اُن کو جمع کر دیں۔ جیسا کہ ایک مسئلہ ہے، چہرے کے پردے کے بارے میں علماء کی کیا آراء ہیں؟ کہ کسی خاتون کے لئے چہرے کا پردہ واجب ہے، بدعت ہے یا مستحب ہے کیا ہے؟ [17] اس کے بارے میں جو بھی آراء ہیں وہ ریسرچ ورک میں جمع ہو جائیں تو یہ تدوین ہے۔ [18]

5۔ترتیب:

پانچویں قسم ترتیب ہے۔ ترتیب کہتے ہیں پہلے سے موجود جو مدون کام ہے جس کی تدوین (Compilation) ہو چکی ہے، اس کو آپ ایک نئی ترتیب اور Presentation کے ساتھ پیش کرے۔ جیسا کہ احادیث کی کتاب ریاض الصالحین اس کی ایک مثال ہے۔ رہی صحیح بخاری یا صحاحِ ستہ، تو یہ تدوینی کام ہے۔ مختلف راویوں (Narraters) سے مروی احادیث تھی

بن ابراہیم النملہ نے بھی اپنی کتابوں میں اس موقف کا اظہار فرمایا ہے اور ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب نے بھی اپنی کتاب اسلام اور مستشرقین میں اسی رائے کو درست قرار دیا ہے۔ البتہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے اور یہ بات اپنی جگہ پر درست اور یقینی ہے کہ تحریکِ استشراق اہل مغرب یعنی یہود و نصاریٰ کی ایک منظم تحریک ہے اور آج بھی اس تحریک کی سرپرستی مغربی قوتیں یعنی برطانیہ اور امریکہ وغیرہ کر رہی ہے لیکن بحثیت مجموعی تحریک استشراق صرف مغرب تک محدود نہیں ہے۔

[17]۔ پردہ کے بارے محترم ڈاکٹر حافظ زبیر صاحب نے " چہرے کا پردہ واجب، مستحب یا بدعت؟ " کے نام سے ایک تحقیقی کتاب لکھی ہے جو کہ علمی حلقوں میں ایک مقبول کتاب ہے۔

[18]۔ ایک قسم یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کسی ایک شخص کے اقوال مختلف کتب میں تلاش کر کے یکجا کتابی شکل میں مرتب کیا جائے۔ جیسا کہ صحابہ کرامؓ اور تابعین کے اقوال کتابی شکل میں جمع کیے گئے ہیں جن کے بارے میں پروفیسر محمد رفیق چوہدری صاحب مشہور بہ مولانا ابوزکی لکھتے ہیں: " خلفائے راشدین نے بہت سے امور میں اجتہاد سے کام لیا۔ آج ان میں سے ہر ایک کے فیصلوں اور آراء کی مکمل فقہ مدون ہو چکی ہے۔ ان چار الگ الگ فقہوں کو ڈاکٹر محمد رواس قلعہ جی نے مرتب کیا ہے اور ان کا اردو ترجمہ مولانا عبدالقیوم صاحب نے کیا ہے اور ان ترجموں کو ادارہ معارف اسلامی منصورہ لاہور نے شائع کیا ہے ان کتب میں خلفائے راشدین کے سینکڑوں اجتہادات موجود ہیں۔ فقہاء صحابہ کرام جن میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ شامل ہیں' نے بھی بہت سے مسائل پر اجتہاد کیا ہے اور ان کی اجتہادات بھی اب مدون شکل میں موجود ہیں۔" (ابوزکی، مولانا، فقہی مسلک کی حقیقت، مکتبہ قرآنیات، لاہور پاکستان، 1427ھ / 2006ء، ص81)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جن کو انھوں نے مدون کر دیا ، لکھ دیا اور جمع کر دیا۔ تو ریاض الصالحین کیا ہے ؟ یہ ترتیب سے متعلق کام ہے۔ کہ پہلے سے موجود احادیث جو کہ مختلف کتابوں میں لکھی ہوئی تھیں ، بخاری میں تھیں ، مسلم میں تھیں ، ترمذی میں تھیں ، تو انھوں نے یہ سوچا کہ ہمیں ایسا کرنا چاہئے کہ اصلاحِ نفس سے متعلق جو احادیث ہیں بخاری ، مسلم ، ترمذی ، سنن ابی داوٗد وغیرہ میں ہیں ، وہ ہم ایک کتاب میں جمع کر دیں ، یعنی موضوعاتی اعتبار سے ایک نئی کتاب مرتب کرنا۔ یہ ہے پہلے سے موجود کام کو نئی ترتیب کے ساتھ پیش کرنا،([19]) اس کو ہم ترتیب کہتے ہیں۔ لیکن یہ ریسرچ ورک کے اعتبار سے ادنیٰ درجے کا کام ہے کہ کسی نے محنت

---

[19]۔ کسی کتاب کو نئے انداز میں پیش کرنا، اس کی ابواب بندی کرنا، اس کی تسہیل وغیرہ کرنا یہ بھی اس قسم کے کاموں کے زمرے میں آتا ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب مستشرقین کی بعض خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی کتاب میں ایک جگہ لکھتے ہیں: " مستشرقین کا ایک اور کام جو دور جدید میں ہمارے سامنے آیا ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں نے بھی اس طریق کار کو اختیار کیا وہ کتابوں کی ایڈیٹنگ کا ایک نیا اسلوب ہے۔ ہمارے قدیم زمانے میں اسلامی دور میں جو کتابیں لکھی جاتی تھیں یا چھپتی تھیں۔ ان میں نہ کوئی پیرا گراف ہوتا تھا، نہ گنتی ہوتی تھی، نہ انڈکس ہوتی تھی، نہ فہرست ہوتی تھی اور کتاب شروع سے لے کر آخر تک ایک ہی پیرے میں ہوتی تھی۔ میرے پاس ایک کتاب ہے جو بارہ پندرہ جلدوں میں ہے اور پوری کتاب ایک ہی پیرے پر مشتمل ہے۔ کچھ پتہ نہیں چلتا کہ نیا مضمون کہاں سے شروع ہوا ہے اور اس میں کیا بیان ہوا ہے۔ جس زمانے میں اہل علم اپنے حافظہ اور یادداشت میں بہت اونچے مقام پر فائز تھے اُن کو شاید یہ یاد ہوتا ہوگا کہ کس کتاب میں کون سی بات کہاں لکھی ہوئی ہے۔ لیکن اب جب کہ ہمتیں کم ہو گئیں اور حوصلے پست ہو گئے تو اب یہ دشوار ہو گیا کہ اتنی بڑی کتاب میں کوئی چیز تلاش کرنی ہو تو کس طرح تلاش کی جائے۔ اس میں مستشرقین کے اسلوب سے بڑی مدد ملی۔ انہوں نے کتابوں کو ایڈٹ کرنے کا اور شائع کرنے کا نیا طریقہ اختیار کیا جس پر اب دنیائے اسلام میں بھی عمل ہو رہا ہے۔ اب نئی نئی کتابیں تحقیق ہو کر سامنے آ رہی ہیں جن میں کتاب کو پیرا گراف کے انداز میں تقسیم کیا گیا۔ اس کے مندرجات کو انڈکس کیا گیا، ان کے اشاریے مرتب کئے گئے، فہرستیں تیار کی گئیں، اس کتاب کے پرانے نسخوں سے اس کا موازنہ کیا گیا اور صحیح ترین نسخہ کے تعین کا اہتمام کیا گیا۔ یہ اہتمام کسی حد تک پہلے بھی ہوا کرتا تھا لیکن اب زیادہ سائنسی اور علمی انداز میں ہونے لگا ہے۔ اسی طرح سے اگر کتاب میں کسی سابقہ کتاب کا حوالہ ہے تو اس کتاب سے تلاش کر کے اس حوالہ کی نشاندہی کی جائے تاکہ آسانی ہو جائے اور اصل کتاب سے موازنہ کر کے رجوع کیا جا سکے۔ یہ طریقہ مغرب میں رائج ہوا اور دنیائے اسلام نے اس کو اپنایا۔ بلاشبہ یہ ایک اچھا طریقہ ہے۔ اس کے مطابق حدیث کی بہت سی کتابیں شائع ہوئی ہیں جن سے استفادہ کرنا بہت آسان ہو گیا ہے۔" (غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضرات حدیث، الفیصل ناشران و تاجران کتب، اردو بازار لاہور پاکستان، 1428ھ / 2008ء ص444)

تنبیہ:

یہاں پر اس بات کی یاد دہانی بہت ضروری ہے کہ کسی کو مستشرقین کے معدودے چند ایک خدمات سے دھوکا نہ ہو، مستشرقین وہ لوگ ہیں جنھوں نے اسلام، پیغمبرِ اسلام ﷺ ، قرآن، حدیث، فقہ اور سیرت و تاریخ پر اعتراضات کر کے کتابیں لکھی ہیں۔ مسلمان علمائے کرام نے اُن کے اعتراضات کا جواب دیا ہے اور ان کے خیالاتِ فاسدہ اور اوہامِ باطلہ کا رد کیا ہے۔ اس سلسلے میں برصغیر میں سب سے نمایاں کام دار المصنفین اعظم گڑھ ہندوستان کا ہے جہاں فروری 1982ء تین روزہ بین الاقوامی اسلام اور مستشرقین کانفرنس منعقد ہوا تھا۔ اس کانفرنس میں دنیا بھر سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کر کے پہلے سے موجود علمی یا علمی حقائق کو نئی ترتیب کے ساتھ پیش کر دیا ہے۔ اب ہمارے ہاں بدقسمتی سے ریسرچ ورک کے نام سے بس یہی کچھ ہو رہا ہے۔ ایک سٹوڈنٹ نے خود بتایا، وہ پی ایچ ڈی کر رہا ہے کسی یونیورسٹی سے اور میں یونیورسٹی کا نام نہیں لیتا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہماری یونیورسٹی میں ایک خاتون طالبہ تھی۔ اُن کا کسی موضوع پر ایم فل کا مقالہ تھا۔ جب مقالہ اُنھوں نے لکھ دیا، جمع (Submit) کروا دیا۔ اُس کے بعد جو ممتحن وائیوا (Viva) لینے کے لئے آئے تو اُن کے پاس حافظ صلاح الدین یوسف ؒ کی ایک کتاب تھی اسے موضوع پر، حافظ صلاح الدین یوسف ؒ بہت اچھے رائیٹر ہیں اور قرآن و سنت کے بڑے عالم ہیں۔ انھوں نے وہ کتاب سامنے رکھی ٹیبل پر اور اُس طالبہ کا مقالہ بھی سامنے رکھا اور کہا کہ یہ مقالہ ہے اور یہ کتاب ہے اور طالبہ کو کہا کہ اب مجھے بتلائیں کہ اِن دونوں میں کہاں کہاں فرق ہے؟ اس کتاب میں اور آپ کے مقالے میں کہاں کہاں فرق ہے؟ آپ بات سمجھ رہیں ناں۔ میں نے پورے پاکستان کی یونیورسٹیز سے علوم اسلامیہ میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کے تین سے چار سو طلبہ کے دو واٹس ایپ گروپس (Whatsapps Groups) بنا رکھے ہیں اور وہاں بھی طلباء ایسی بہت سی باتیں شیئر کر رہے ہوتے ہیں اگرچہ اُن میں سے بعض اپنے سپر وائزرز یا پروفیسرز حضرات کی تحقیق کی کہانیاں بھی شیئر کر رہی ہوتی ہے لیکن وہ اس وقت ہمارا موضوع نہیں ہے کہ پروفیسرز اپنے طلباء کی اسائیمنٹس (Assignments) کو خود اولین مصنف (First Author) بن کر شائع (Publish) کرا دیتے ہیں۔ اب بات یہی ہے کہ بس یہی کچھ ہمارے ہاں طلباء نے بھی کرنا شروع کر دیا ہے۔ مطلب اس طرح سے نہیں کہ آپ دو چار کتابیں لیں اور اس کو ایک نئی ترتیب کے ساتھ پیش کر دیں تو یہ ریسرچ ورک نہیں کہلائے گا۔

تحقیق کا مادہ اور لغوی معنیٰ:

تحقیق کا مادہ "حق" سے ہے یعنی اس کا روٹ ورڈ (Root Word) "حق" ہے جو "باطل" کی ضد ہے۔ یہ باب تفعیل سے مصدر ہے یعنی کسی قول یا ظن کی تصدیق کرنا۔ تحقیق کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے حق بات کو ثابت کرنا ہے۔ ثابت کرنے سے مراد یہ ہے کہ ہم نے اس کو معلوم کرنا ہے، Explore کرنا ہے۔ وہی بات جو ابھی ہم کر چکے ہیں۔

تحقیق کی اصطلاحی تعریفیں:

جہاں تک تحقیق کی اصطلاحی تعریفات کا تعلق ہے تو اصطلاحی تعریفات بہت سے کی گئی ہیں لیکن اُن میں سے ایک دو کو ہم بس سرسری سا دیکھیں گے صرف اس لئے کہ ہمیں تحقیق کا معنی اور مفہوم اچھے طریقے سے سمجھ میں آجائے۔ تا کہ ہم یہ سمجھ لیں

مسلمان علماء اور اسکالرز شریک ہوئے تھے۔ یہ کام سات جلدوں میں ہمیں اسلام اور مستشرقین کے نام سے ملتا ہے۔ تفصیل کے لئے ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب کی کتاب اسلام اور مستشرقین کا مطالعہ بے حد مفید رہے گا۔ راقم نے بھی اپنے پی ایچ ڈی مقالے میں ان باتوں کا ضروری تذکرہ کیا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ ہمارا عمل کوئی تحقیقی کام کہلانے کا مستحق ہے کہ نہیں ؟ یعنی میں تحقیق کے نام پر جو کچھ کر رہا ہوں وہ تحقیق ہے بھی کہ نہیں؟ ڈاکٹر گیان چند کی کتاب میں ریسرچ کی تعریف کچھ یوں کی گئی ہے کہ " ریسرچ ایک حقیقت پنہاں یا حقیقت مبہم کو افشا کرنے کا باضابطہ عمل ہے۔" ([20]) یعنی ریسرچ ایک حقیقتِ پنہاں (Hidden Truth) چھپی ہوئی حقیقت یا حقیقت مبہم یعنی وہ Reality جس میں Imbiguity ہے جس میں ابہام ہے، کو اِفشا کرنے کا باضابطہ عمل ہے۔ ایک سچ ہے جو چھپا ہوا ہے یا ایک سچ ہے جس کے اندر بہت سارے شکوک و شبہات (Doubts) ہیں، سوسائٹی کے اندر، سچ کے بارے میں بہت سارے شکوک ہیں تو آپ کیا کرتے ہیں، آپ اپنے تحقیقی عمل کے ذریعے سے اس چھپے ہوئے سچ کو سامنے لے آتے ہیں۔ یا اس سچ کے بارے جو شکوک و شبہات ہیں آپ اُن کو ختم (Dispel) کر دیتے ہیں۔ اسی طرح سے تحقیق کی ایک اور تعریف یہ کی گئی ہے کہ " تحقیق ایک محتاط، سرگرم جستجو اور مسلسل کاوشِ اظہار ہے جس میں مروجہ حقیقتوں کی تصدیق، نئی حقیقتوں کی تلاش اور سچائی کی کھوج لگائی جاتی ہے۔ " اس تعریف سے جو موٹی موٹی باتیں سامنے آتی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ مروجہ حقیقتوں کی تصدیق:

یعنی تحقیق میں ہم مروجہ حقیقتوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں کچھ سچ پھیلے ہوئی ہیں۔ ہر ایک کا اپنا سچ ہے۔ اپنا Truth Reality ہے۔ ہر ایک کہتا ہے کہ میرے پاس سچ ہے۔ ہر مسلک والوں کا یہی دعویٰ ہے اور ہر ازم یہی کہتا ہے۔ کوئی یہ تو نہیں کہتا کہ میرے پاس جھوٹ ہے، مجھ سے جھوٹ لے لو ، سب سچ کی تلاش میں ہوتے ہیں۔ سب نے اپنا اپنا سچ بنا رکھا ہے۔ ہم تحقیق کے عمل کے ذریعے سے مروجہ حقیقتوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ جو سچ کلیم (Claim) کیا جا رہا ہے، کہ بھائی! یہ سچ ہے، تو ہم تصدیق کرتے ہیں کہ یہ سچ ہے کہ نہیں! ایک محقق کا کام کیا ہے، تصدیق کرنا یعنی یہ کہ یہ چیز اور یہ بات سچ " Reality " ہے کہ نہیں ۔ مختصراً یہ کہ سوسائٹی میں رائج حقیقت کی تصدیق کرنا محقق کا کام ہوتا ہے ۔

2۔ نئی حقیقت کی تلاش:

ڈاکٹر گیان چند کی مذکورہ تعریف سے اخذ ہونے والی دوسری اہم بات یہ ہے کہ ایک ایسی حقیقت جو لوگوں کے سامنے نہیں ہوتی یعنی معاشرے میں پہلے سے رائج نہیں ہوتی ، اور محقق وہ حقیقت لوگوں کے سامنے لے آئے ۔ مطلب کریٹیو ورک (Creative Work)، جیسا کہ پہلے بھی بحث گزر چکی ہے۔

مثال:

---

[20]۔ڈاکٹر گیان چند نے تحقیق کے بارے میں بڑی طویل اور مدلل انداز میں دل نشین بحث کی ہے تحقیق کی مختلف تعریفیں نقل کی ہیں اور پھر حاصل اور خلاصہ کے طور پر تحقیق کا یہی تعریف اپنی طرف سے لکھا ہے۔(گیان چند، ڈاکٹر، تحقیق کا فن، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد پاکستان، 1433ھ / 2012ء، ص 13)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سمجھنے کے لئے ایک سادہ مثال یوں دی جاسکتی ہے کہ مثلاً جو سافٹ ڈرنکس (Soft Drinks) ہیں ، اور ایک محقق اس پر تحقیق کرے کہ یہ تو صحت کے لئے مضر ہے۔ تو یہ ایک نئی حقیقت کی تلاش ہے۔ مروجہ حقیقت کی تصدیق اور نئی حقیقتوں کی تلاش، اِن دو چیزوں کا نام تحقیق ہے۔ یعنی ایک حقیقت سوسائٹی میں موجود ہے اور لوگ اس کو حقیقت سمجھ رہی ہے تو ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ وہ حقیقت ہے کہ نہیں اور دوسرا یہ کہ ایک حقیقت لوگوں کے سامنے نہیں ہے اور آپ وہ لوگوں کے سامنے لے آئیں۔ نئی حقیقت بعض اوقات غلط بھی ہو سکتی ہے جیسا کہ ایک صاحب جو یونیورسٹی میں پڑھا رہے تھے اور اچھے خاصے محقق بھی تھے، نے ایک بار کہا کہ واقعہ کربلا سرے سے ہوا ہی نہیں تھا۔ اب کہنے کو تو یہ ایک نیا بیان اور نئی بات ہے، لیکن غلط بات ہے۔

تحقیق کی ایک اور تعریف:

تحقیق کی ایک اور تعریف یہ کی گئی ہے: " تحقیق ایک ایسے طرزِ مطالعہ کا نام ہے جس میں موجود مواد کے صحیح یا غلط کو بعض مسلمات کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے۔" ([21])

وضاحت:

اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے ہمیں کچھ مسلمات ماننے پڑیں گے ۔ کچھ یونیورسلز (Universals) ہیں ، کچھ اصول (Principles) ہیں جن کی روشنی میں ہم یہ تصدیق کریں گے کہ حقائق صحیح ہیں یا غلط ہیں، بغیر اصولوں کے تحقیق نہیں ہوگی۔ مثال کے طور پر اسلامک اسٹڈیز (Islamic Studies) میں جب تحقیق ہوگی تو ہم کیا کریں گے ؟ ہم دیکھیں گے کہ اصول کیا ہیں؟ مسلمات کیا ہیں؟ قرآن مجید، احادیث اور اجماع یہ مسلمات ہیں۔ کیا چیز ٹھیک ہے اور کیا چیز ٹھیک نہیں ہے ؟ پس وہ چیز ٹھیک ہے جو وحی (قرآن و سنت) سے ثابت ہے۔ جو چیز قرآن و سنت اور اجماع میں ہے وہ دین اسلام ہے اور جو چیز قرآن، سنت اور اجماع میں نہیں ہے وہ اسلام نہیں ہے۔ مختصراً کچھ اُصولوں یعنی مسلمات کی روشنی میں جب ہم مطالعہ کرکے ایک حقیقت کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ حقیقت ہے کہ نہیں ہے، تو یہ تحقیق کہلاتا ہے۔ اس تعریف میں ایک نئی جہت (Dimention) ایڈ کی گئی ہے اور وہ ہے " اُصولوں کی روشنی میں ہونے والی تحقیق " بے اُصولی آدمی کی تحقیق تحقیق نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص ہزار کتابیں پڑھ لے ، لیکن جب کوئی اصول نہ ہو تو وہ کہیں سے کہیں پہنچ جاتا ہے ، بس ایک ملحد

---

[21]۔ یہ سید عبداللہ کی تعریف ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(Athiest) ([22]) ، کی طرح یا اُس بحری جہاز کی طرح جو طوفانی لہروں کے اوپر کبھی ادھر اور کبھی اُدھر ہچکولے کھا رہا ہو، اُس کی مثال بقول شاعر کچھ یوں ہوتی ہے:

؎ منزل سے بے خبر ہے مگر جا رہے ہیں ہم

3۔ مغرب میں تحقیق کا تصور:

ہمارے ہاں دو معروف ڈکشنریاں ہیں جن سے مغرب (West) میں تحقیق کے تصور (Concept) کے بارے میں اندازہ ہو جاتا ہے۔ ایک آکسفورڈ کی ڈکشنری ہے اور دوسری کیمبرج کی ڈکشنری ہے۔

آکسفورڈ ڈکشنری میں تحقیق کی تعریف:

آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق تحقیق کی تعریف کچھ یوں ہے:

"The systematic investegation into and study of materials and sources in order to establish facts and reach new conclusions."

اس تعریف کی وضاحت کچھ اس طرح سے ہے کہ تحقیق ایک منظم سرگرمی کا نام ہے جیسا کہ پہلے بھی بتایا گیا ہے۔ مواد اور مصادر کا مطالعہ کرنا، حقیقت کو معلوم کرنا اور نئے نتائج نکالنا، یہ ہے تحقیق۔

کیمبرج ڈکشنری میں تحقیق کی تعریف:

کیمبرج ڈکشنری کے مطابق تحقیق کی تعریف کچھ یوں ہے:

" A detailed study of subject , especially in order to discover (new) information or reach a new understanding ."

اول الذکر تعریف میں یہ تھا کہ نیا نتیجہ نکالنا اور دوسری تعریف میں ہے نیا فہم لے کر آنا۔ نیا فہم بھی تحقیق شمار ہوتا ہے۔ یعنی کسی مروجہ متن کا نیا فہم لے آنا۔ مثلاً کوئی کہتا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ یا امام ابن تیمیہؒ کی کسی تحریر یا عبارت کا یہ مفہوم نہیں، یہ معنی ہے۔

تحقیق کے بارے میں لکھی گئی کتب:

تحقیق کے بارے میں بہت سے کتب لکھی گئی ہیں۔ اور انٹرنٹ پر بھی دستیاب ہیں۔ بطورِ نمونہ بعض معروف و مشہور کتب کے نام درج ذیل ہیں:

---

[22]۔ اتھیسٹ (Athiest) کا لفظ ایسے شخص کے لئے استعمال ہوتا ہے جو خدا کے تصور سے انکار کرتا ہے۔ اور خدا کی موجودگی کو تسلیم نہیں کرتا۔ اتھیسٹ کسی عقیدے کو نہیں مانتا۔ اتھیسٹ کے لئے اردو میں ملحد یا دہریے کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ اتھیسٹ کا کوئی مذہب اور عقیدہ نہیں ہوتا یعنی وہ خدا کی وجود کا کلی طور پر انکار کرتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1۔ مبادیاتِ تحقیق:

عبد الرزاق قریشی صاحب کی لکھی گئی کتاب ہے۔ ادبی پبلشرز بمبئی 1968ء کی شائع کردہ ہے۔

2۔ تحقیق کا فن:

یہ ڈاکٹر گیان چند کی لکھی گئی کتاب ہے۔ علمی حلقوں میں زیادہ معروف کتاب ہے۔ مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد نے شائع کیا ہے ،کئی ایک ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں ۔

3۔ اُصولِ تحقیق:

ڈاکٹر قاضی سعید اللہ مرحوم ([23]) کی کتاب ہے۔ این بی پرنٹرز پشاور سے 1992ء میں شائع ہوئی ہے۔

4۔ تصنیف و تحقیق کے اُصول:

---

[23] ۔ قاضی سعید اللہ 12 نومبر 1942ء کو ریاست دیر کے ایک چھوٹے سے گاؤں مینہ بٹان میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق سادات خاندان سے تھا۔ پر دادا سید عاقل شاہ قاضی کو ٹگرام دیر میں سید احمد شہیدؒ سے ملے تھے۔ وہ اپنے دور کے بڑے قاضی تھے۔ سید احمد شہیدؒ نے وہاں ایک عید گزاری تھی۔ ڈاکٹر سعید اللہ قاضی نے بڑی محنت اور لگن سے تعلیم حاصل کیا تھا۔ حالات کے جبر نے اُن کو مایوس نہیں کیا۔ پشاور یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات اور عربی کے ڈین رہے۔ سالہا سال تنظیم اساتذہ پاکستان کی قیادت کی۔ انھیں حکومت پاکستان کی طرف سے ان کی علمی اور ادبی خدمات کے صلے میں تمغہ امتیاز دیا گیا۔ انہیں بیسٹ ٹیچر ایوارڈ بھی ملا تھا۔ ایم فل کی ڈگری کیمبرج یونیورسٹی برطانیہ سے اور پی ایچ ڈی کی ڈگری پشاور یونیورسٹی سے حاصل کی تھی۔ آپؒ کی علمی اور تدریسی خدمات ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یاد رکھا جائے گا۔ کئی سال تک علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد اور ایریا سٹڈی سنٹر پشاور کے طلباء کے تحقیقی کام کی نگرانی کی ۔ آپؒ کراچی یونیورسٹی کے شعبہ القرآن والسنہ ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے علوم اسلامیہ اور انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے بورڈ آف سٹڈیز کے ممبر رہے۔ آپ کی کتاب Life ork of Nawab Sideeq Hasn Khan of Bophal کیمبرج کے دوران تین سالہ تحقیقی کاوش کا نتیجہ ہے جو کتابی شکل میں شائع ہو چکی ہے۔ ایک کتاب Islam and the challenges of contemporary world کنیڈا کے ڈاکٹر محمد امین صدر مسلم کمیونٹی آف کیوبک، مانٹریال کی فرمایش پر لکھی گئی تھی جو وہاں کے مسلمانوں کے لئے نویں اور دسویں جماعت کے کورس میں شامل ہیں۔ سب سے زیادہ قابل ذکر کام الفصول فی الاصول للجصاص (ابواب الاجتہاد والقیاس، تحقیق و تقدیم ہے) یہ دراصل آپ کی پی ایچ ڈی ڈگری کا تحقیقی کام ہے۔ اس کے علاوہ آپؒ نے انگریزی، اردو، پشتو اور عربی زبان میں دیگر گراں قدر تالیفات اور مقالے لکھے اور کئی کتب کے ترجمے بھی کیے۔ آپؒ نے دنیا کی کئی ممالک کے دورے کیے۔ یہ علم دوست شخصیت 12 اپریل 2003ء کو صبح کے وقت دماغی شریان پھٹنے سے پشاور میں انتقال کر گئے تھے اور اپنے آبائی گاؤں بٹان دیر لوئر میں دفن ہیں۔(" سعید اللہ قاضی مرحوم: عالم با عمل " پروفیسر ظفر حجازی، ماہ نامہ افکارِ معلم، لاہور پاکستان، محرم الحرام 1439ھ / اکتوبر 2018ء، ص 41 تا 46) ؛(قاضی، سعید اللہ، ڈاکٹر، تصویر حیات، میٹرو پرنٹرز، چیمبر لین روڈ لاہور پاکستان، 1423ھ / 2002ء) ؛(" ڈاکٹر سعید اللہ قاضی " ڈاکٹر محمد ساعد، ماہنامہ افکارِ معلم، لاہور پاکستان، ربیع الاول، ربیع الثانی 1441ھ / نومبر، دسمبر / 2019ء ص 214 تا 223)

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر قاضی عبد القادر کی لکھی گئی کتاب ہے۔ مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد نے پبلش کیا ہے۔ یہ بھی بڑی معروف کتاب ہے۔

عربی زبان میں تحقیق کے بارے میں لکھی گئی کتب:

عربی زبان میں بھی اُصولِ تحقیق کے موضوع پر بہت اچھی کتابیں موجود ہیں جیسے " كتابة البحث العلمی " یہ ڈاکٹر عبد الوہاب کی کتاب ہے، اسی طرح" المرشد الوسيق الى مراجع البحث و اصول التحقيق " یہ جاسم بن محمد کی لکھی گئی کتاب ہے۔([24])

---

[24]۔ ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب نے ویسے سمجھانے کے لئے صرف چند ایک کتب کے نام ذکر کی ہیں۔ اصل میں تحقیق اور اُصولِ تحقیق کے موضوع پر متعدد کتب لکھی جاچکی ہیں اور یہ مختلف زبانوں میں لکھی جاچکی ہیں۔ عربی میں انگریزی اردو تینوں زبانوں میں لکھی جاچکی ہیں۔ ہر کتاب کا اپنا اپنا ایک امتیازی خصوصیت ہوتا ہے۔ مثلاً کسی ریسرچ اسکالر کو اشاریہ سازی (Indixing) کے بارے میں معلومات درکار ہوں تو اُن کے لئے ڈاکٹر سعید الرحمٰن صاحب کی کتاب کا مطالعہ مفید ہوگا۔ اسی طرح محدث میگزین کا اشاریہ دیکھنا ہوگا۔ علاوہ ازیں اشاریہ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک کا مطالعہ کریں گا۔ اسی طرح اگر کوئی محقق مخطوطات (Manuscripts) کے بارے میں جاننا چاہتا ہے تو ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف صاحب کی کتاب میں بہترین تفصیل ملتا ہے۔ اسی طرح خطہ (Synopsis) کے بارے میں جاننا ہو تو ڈاکٹر خالق داد ملک کی کتاب " تحقیق و تدوین کا طریقہ کار " کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ اگر کسی محقق کے ذہن میں یہ سوال آجائے کہ اُسے تحقیق کے حوالے سے ایک ایسی کتاب کی ضرورت ہے جو خالص قرآن و سنت کی روشنی میں لکھی گئی ہو تو اس کے لئے " تحقیق کے اصول و ضوابط احادیثِ نبویہؐ کی روشنی میں " نامی کتاب دیکھنا چاہئے۔ اس کتاب کا نام تحقیق کے حوالے سے لکھی گئی دوسری کتابوں سے ممتاز ہے۔ اس کے مصنف کا نام ڈاکٹر کرنل (ر) عمر فاروق غازی ڈائریکٹر، سید مودودیؒ انسٹی ٹیوٹ لاہور ہیں۔ کتاب 227 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس لئے ہر ایک کتاب کا مطالعہ فائدے سے خالی نہیں ہوتا ہے۔ (راقم) ڈاکٹر سعید الرحمٰن صاحب نے اپنی کتاب میں تحقیقی مقالات کے موضوعات کے علاوہ ایک کام یہ بھی کیا ہے جو کہ ایک مفید کام ہے کہ کتاب کے آخر میں تحقیق اور اصولِ تحقیق کے بارے لکھی گئی کتب کے نام بھی اس فہرست میں شامل کئے ہیں۔ اس فہرس میں اردو کے 171، عربی کے 116، پشتو کے 2 اور انگریزی کے 34 کتابیں شامل ہیں۔ ڈاکٹر موصوف اِن کتب کے بارے میں لکھتے ہیں: " یہ فہرس منہج تحقیق ور سمیاتِ مقالہ نگاری پر اہم اردو، عربی اور انگریزی کتب کی ہے۔ واضح رہے کہ یہ تمام کتب اسلامی تناظر میں تحریر نہیں کی گئی ہیں بلکہ ان میں سے اکثر ادبیات، سماجیات اور لسانیات میں طرقِ تحقیق کے حوالے سے ہیں تاہم اِن (کتب) کا مطالعہ تمام محققین کے لیے یکساں مفید ہوگا۔" (سعید الرحمٰن، ڈاکٹر، تحقیقاتِ اسلامیات، العلم پبلیکیشنز، قصہ خوانی پشاور پاکستان، 1438ھ / 2017ء، ص 509 تا 519) اسی طرح ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف صاحب نے اصول تحقیق کے حوالے سے لکھی گئی اپنی کتاب کے مقدمہ کے آخر میں 12 کتابوں کے نام لکھے ہیں جن کے بارے میں آپ لکھتے ہیں: " عربی میں اصول تحقیق پر نہایت مفید کتابیں لکھی ہوئی ہیں۔ ایم فل اور پی ایچ ڈی کے طلباء کو چاہئے کہ ان کتابوں سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔ میں نے اپنی اس کتاب میں ان ہی کتابوں سے استفادہ کرکے اسے ترتیب دیا ہے۔" (حنیف، سراج الاسلام، ڈاکٹر، اصول بحث و تحقیق علوم شرعیہ، ص 34)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب دوم: رسمیاتِ مقالہ ([25])

رسمیاتِ مقالہ سے مراد گویا مقالہ کو سجانا اور خوبصورت بنانا ہوتا ہے جیسا کہ عورتیں میک اپ کرتی ہیں۔ تو یہ مقالے کا میک اپ ہے۔اس میں ہم نے یہ جاننا ہے کہ مقالے کا میک اپ کیسے کیا جاتا ہے۔اس کی پریذنٹیشن کیسے کی جاتی ہے۔ ایک مثال کھانے کی لیجئے۔ کھانا تو سب لوگ کھاتے ہیں لیکن ہم اس کے ساتھ سلاد وغیرہ ملاتے ہیں اور اس کو اچھی طرح سجا کر مہمانوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ مقالے کو سجانا اس کے پھول بوٹے وغیرہ بنانا ،اُس کو خوبصورت بنانا ، خوب صورت فونٹس (Fonts) وغیرہ لگانا، نوک پلک ٹھیک کرنا، یہ سب رسمیاتِ مقالہ نگاری کے زمرے میں آتا ہے۔اور یہ بہت اہم کام ہے۔ پنجاب یونیورسٹی اپنے محققین کو تین چار صفحات کا باقاعدہ ایک پرنٹ اوٹ دیتی ہے جس میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ مقالے کے عنوان کا فونٹ یہ ہونا چاہیئے، دیگر ذیلی عنوانات کا یہ ہونا چاہیئے، ٹیکسٹ کا فونٹ یہ ہونا چاہیئے اور حواشی کا فونٹ یہ ہونا چاہیئے۔ اسی طرح اقتباسات (Qoutations) کا فونٹ یہ ہونا چاہیئے۔ اِن ساری چیزوں کو رسمیاتِ مقالہ کہا جاتا ہے۔ اس سے مقالے کی پریزینٹیشن اچھی ہو جاتی ہے۔ بعض ممتحن وائیوا (Viva) کے لئے آتے ہیں تو مقالے کی پریزینٹیشن سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ مقالے کو سرے سے دیکھتے ہی نہیں۔ اس لئے رسمیاتِ مقالہ کا اپنا ایک اثر ہے۔ انگریزی میں دو معروف مینوئلز (Mannuals) ہیں۔ایک شکاگو مینول آف سٹائل (Chicago Manual of Style) ہے جس کا پورا حوالہ کچھ یوں ہے۔

The Chicago Manual of Style , University of Chicago Press , 16th Edition , 2010 , USA.

اس کا جو سولہواں ایڈیشن ہے، یہ عام طور پر استعمال ہوتا ہے اور ہم نے تحقیق یعنی رسمیات مقالہ نگاری کے جو اصول لئے ہیں زیادہ تر مغرب سے لئے ہیں۔ ہمارے ہاں یونیورسٹیوں میں جو ریسرچ متھاڈالوجی پڑھائی جاتی ہے یہ مسلمانوں نے مدون نہیں کی ۔ اسلامک اسٹڈیز میں عام طور پر پاکستان میں یونیورسٹیز میں جن اصولِ تحقیق کو فالو کیا جاتا ہے، وہ شکاگو مینول اف سٹائل کہلاتا ہے۔ یہ کافی ضخیم کتاب ہے۔ اسی طرح دوسرا امریکن سائیکولاجیکل ایسوسی ایشن (APA) کا بھی ایک مینوئل ہے۔ جس کا پورا حوالہ بھی ذیل میں دیا جاتا ہے۔

The Publication Manual of American Psychological Association , APA , 6th Edition , 2009 , USA.

---

[25] ۔ کسی ریسرچر کے لئے اس باب کا مطالعہ سب سے آخر میں کرنا مفید رہے گا۔ اس لئے مقالہ کی تیاری تحقیق کے حوالے سے سب کچھ سیکھنے کے بعد کی جاتی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کا چھٹا ایڈیشن سوشل سائینسز اور ہیومینٹیز میں خاص طور پر ریسرچ کے لئے معروف ہے۔ ([26]) اسلامک سٹڈیز (Islamic Studies) کو کبھی ہم سوشل سائنسز (Social Sciences) میں ہم شمار کر لیتے ہیں اور کبھی ہیومینیٹیز (Humanities) میں داخل کر لیتے ہیں۔ ہیومینیٹیز سے مراد وہ علوم ہیں جن کا تعلق انسانوں کو انسان بنانے سے ہیں اور اسلامک سٹڈیز بھی اِن میں سے ہے۔ ہیومینٹیز کا لفظ ہیومن (Human) سے ہیں۔ سوشل سائنسز سے مراد وہ علوم ہیں، وہ مضامین (Subjects) ہیں جن کا تعلق سوسائٹی سے ہیں۔ تو اسلامک سٹڈیز ہماری پرسنل ڈولپمنٹ (Personal Development) کے لئے بھی ہے، تزکیہ اور اصلاح نفس کے لئے بھی ہے اور سوسائٹی کی اصلاح کے لئے بھی ہے۔ اس لئے کہیں اس کو سوشل سائنسز میں تو کہیں اس کو ہیومینیٹیز کے تحت شمار کرتے ہیں۔ ([27]) مغرب میں سوشل سائنسز اور ہیومینٹیز میں یعنی نفسیات (Psychology)، معاشیات (Economics) اور پولیٹیکل سائنس (Political Science) وغیرہ کے جتنے بھی جو علوم ہیں اُن میں اِن دو میں سے کوئی ایک منہج یا میتھاڈالوجی اختیار کیا جاتا ہے۔ اِن دونوں میتھاڈالوجیز (شکاگو والی اور اے پی اے والی) میں فرق کچھ بنیادی ہے جیسا کہ شکاگو میں اقتباس کو نقل کیا جاتا ہے یعنی مصنف کے الفاظ اہم ہیں لہٰذا اپ اسے بعینہ نقل کریں گے جبکہ اے پی اے میں جو قاری اور ریڈر (Reader) نے سمجھا ہے، وہ نقل کیا جاتا ہے یعنی ریڈر (Reader) کی سمجھ زیادہ اہمیت رکھتی ہے کہ اسے سمجھ کیا آیا

---

[26] ۔ڈاکٹر عبد الحمید خان عباسی صاحب نے اپنی کتاب میں اِن دو طریقوں کی ذرا آسان انداز میں وضاحت کی ہے اور اُن کی تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ حوالہ جات کے دو بڑے طریقے ہیں یعنی ایک یہ کہ ہارڈ ورڈ میں اپنائے گئے طریقے کے مطابق حوالے کا وقوع دو حصوں میں دو جگہوں پر ہوتا ہے۔ ایک حصہ متن میں ہی بریکٹ کے اندر دیا جاتا ہے۔ اس میں مصنف کا خاندانی نام یا نام کا آخری حصہ لکھ کر تصنیف کا سال اشاعت اور صفحہ نمبر دیا جاتا ہے۔ حوالے کا یہ حصہ مختصر ہوتا ہے اور متن کے اندر ہی بریکٹ میں موجود ہوتا ہے جبکہ دوسرا حصہ مقالے یا کتاب کے بالکل اختتام پر دیا جاتا ہے۔ وہاں پر مصنف کا پورا نام درج ہوتا ہے اور حروف ابجد کے لحاظ سے مصنفین کے نام لکھے جاتے ہیں۔ اسی طرح حوالہ جات کا دوسرا بڑا طریقہ شکاگو یونیورسٹی سے منسوب ہے۔ اس طریقے میں متن کے نیچے ہر صفحہ پر اس کے متعلق حوالہ جات دیے جاتے ہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ تمام معلومات زیرِ نظر صفحے پر ہوتا ہے۔ حوالہ جات کے نمبر شمار ہر صفحے پر نئے سرے سے شروع کیے جاسکتے ہیں۔ یہ پورے باب (یا فصل) کے مسلسل بھی ہوسکتے ہیں۔ (عباسی، پروفیسر عبد الحمید خان، ڈاکٹر، اصولِ تحقیق، نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد پاکستان، 1436ھ / 2015ء، ص246، 247)

[27] ۔ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب اپنی کتاب میں اسلامیات کے بارے میں لکھتے ہیں: " اگر اسلامیات والوں کو (انٹرنیشنل ریسرچ جرنلز میں) امپیکٹ فیکٹر پبلش کرنا ہے تو سوشل سائینسز میں کریں گے۔" (حافظ محمد زبیر، ڈاکٹر، مکالمہ، دار الفکر الاسلامی، لاہور پاکستان، جنوری 2018ء، ص395)؛ خود راقم کا پی ایچ ڈی مقالہ بھی اسلامک سٹڈیز میں ہے۔ ہائیر ایجوکیشن کمیشن پاکستان نے PCD نمبر دیتے وقت اس تحقیقی کام کو سوشل سائینسز کے ڈسپلن میں شمار کیا ہے۔ راقم کا پی سی ڈی نمبر 18172 ہے جو کہ HEC کے ویب سائٹ پر دیکھا جاسکتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ تو اسلامک اسٹڈیز میں شکاگو مینوئل کا اقتباس کا اسٹائل زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ میں قائل کے الفاظ کو بعینہ نقل کرنا ضروری ہے جبکہ قرآن و سنت کا فہم، کتاب و سنت نہیں کہلایا جا سکتا، کیونکہ کبھی وہ کتاب و سنت ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔ اسی لئے اسلامک اسٹڈیز میں اس بات کا اہتمام کیا جاتا ہے کہ کتاب و سنت کے ترجمے کے ساتھ اصل عربی عبارات بھی نقل کی جائے۔

حوالہ دینے کا طریقہ کار:

حوالہ دینے کا طریقہ کار بھی رسمیاتِ مقالہ کے زمرے میں آتا ہے۔ تمام حوالہ جات کے نقل کرنے کے طریقے میں یکسانیت ہونا چاہیئے۔ حوالے مختلف قسم کے مصادر و مراجع سے دیے جاسکتے ہیں اور ہم مختلف قسم کے مصادر و مراجع کا استعمال کر سکتے ہیں، اس لئے حوالہ دیتے وقت اِن میں تھوڑا سا فرق ہو سکتا ہے جسے سمجھنا لازمی ہے۔ مقالے کے اندر اگر کسی کتاب کے ایک سے زیادہ نسخوں سے استفادہ کیا جائے تو فہرستِ مصادر و مراجع میں اُن سب کا اندراج کرنا چاہیئے اور مقالے کے اندر حواشی میں بھی نسخوں کے درمیان فرق کو مد نظر رکھنا چاہیئے۔ مختلف نسخوں کے صفحات میں فرق ہوا کرتا ہے۔ اس لئے جس نسخے سے بھی حوالہ نقل کیا جائے، پہلی مرتبہ اُس نسخے کا تفصیلی حوالہ دیا جائے تا کہ کوئی ابہام باقی نہ رہے۔ ([28])

1۔ قرآن مجید سے حوالہ دینے کا طریقہ:

قرآن مجید سے حوالہ دینے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ پہلے سورۃ کا وہی نام لکھا جائے جو قرآن مجید میں ہے پھر دو نقطے اور پھر آیت نمبر مثلاً سورۃ الانعام: 25 اسی طرح سورۃ الماعون: 5 وغیرہ وغیرہ

2۔ کتب احادیث سے حوالہ دینے کا طریقہ:

قرآن مجید کے بعد شریعت اسلامی کا دوسرا اہم مصدر احادیث مبارکہ ہیں۔ تحقیقی مقالے میں احادیث کا حوالہ دینا ہو تو سب سے پہلے مصنف کا مشہور نام، پھر کنیت اور پورا نام، پھر حدیث کی کتاب کا نام، پھر کتاب اور باب کا نام، پھر رقم حدیث یعنی حدیث کا نمبر، پھر مکتبہ اور مقام اشاعت کا نام، پھر سال اشاعت اور آخر میں جلد اور صفحے کا نمبر درج کرنا چاہیئے۔ حواشی میں احادیث کی تحقیق کر کے اُن پر حکم بھی لگایا جا سکتا ہے۔ سال اشاعت یا سن اشاعت ہجری اور عیسوی دونوں میں ہونا چاہیئے۔ اگر سال اشاعت کا ذکر کتاب میں نہ ہو تو س۔ن لکھا جائے جس کا مطلب سال اشاعت یا سن اشاعت نامعلوم ہے۔ یہ بات ذہن میں یاد رکھنا چاہیئے کہ مقالے میں پہلے مرتبہ حوالہ تفصیلاً یعنی مکمل دینا چاہیئے اور پھر دوسرے، تیسرے یا بار بار آنے پر اختصار سے کام لیا جائے۔

مثال:

---

[28]۔ مختلف مصادر سے حوالے دینے کی مثالیں راقم نے اپنے پی ایچ ڈی مقالے سے درج کر دی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ح 7، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور پاکستان، س۔ن، ج1ص59

3۔عام کتابوں سے حوالہ دینے کا طریقہ:

کسی بھی عام کتاب سے حوالہ دینے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے مصنف کا مشہور نام، پھر کنیت اور پورا نام بمع ولدیت، اُس کے بعد کتاب کا پورا نام، پھر مکتبہ اور مقام اشاعت کا نام، پھر سالِ اشاعت اور پھر جلد اور صفحے کا نمبر لکھنا چاہیئے۔

مثال:

ابن حجر، ابو الفضل احمد بن علی، لسان المیزان، مؤسسہ الأعلمی، بیروت، لبنان، 1390ھ / 1971ء، ج5، ص95

4۔شمارہ جات یا مجلات سے حوالہ دینے کا طریقہ:

جب مقالے میں کسی شمارہ یا مجلہ سے حوالہ دینا ہو تو سب سے پہلے مضمون کا عنوان لکھنا چاہیئے، پھر مضمون نگار کا نام، پھر مجلے اور شمارے کا نام، پھر مہینہ اور سالِ اشاعت اور پھر جلد اور صفحے کا نمبر درج کرنا چاہیئے۔

مثال :

"نبی کریم ﷺ کے تعدد ازواج پر شبہات کا تحقیقی جائزہ" محمد علی صابونی، مترجم: پروفیسر محمد انس، حکمت قرآن، لاہور، جولائی۔ستمبر 2014ء، ص65

5۔انٹرنیٹ سے حوالہ دینے کا طریقہ:

انٹرنیٹ سے حوالہ دیتے وقت تاریخ رسائی (Access Date) کا ذکر کرنا ضروری ہو گا۔ کسی ویڈیو کا حوالہ دینا ہو مثلاً یوٹوب (YouTube) سے کسی ویڈیو (Video) کا، تو یہ لکھنا پڑے گا کہ فلاں بندے یا فلاں عالم نے اس ویڈیو میں فلاں جگہ پر یہ بات کہی ہے، یعنی وقت کو ذکر کرنا پڑے گا۔ مثلاً 34 : 55 یا 17 : 12 وغیرہ وغیرہ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب سوم : تحقیق کی اقسام

تحقیقی کام کرنے کے لئے تحقیق کی اقسام کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ اس سے ہم اپنی ریسرچ میں بہت ورائٹی لا سکتے ہیں۔ ہم نے اس کی درجہ بندی (Categorizaion) کی ہے۔

مقاصد کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام:

سب سے پہلی چیز مقاصد (Objectives) کا اعتبار ہے یعنی یہ کہ تحقیق میں ہمارا مقصد کیا ہے، اس اعتبار سے تحقیق کی کتنی اقسام بنتی ہیں۔ تحقیق کے مختلف اقسام کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

1۔ بنیادی تحقیق :

بنیادی تحقیق (Basic Research) کو خالص تحقیق (Puer Research) بھی کہا جاتا ہے۔ یعنی تحقیق برائے تحقیق۔ اس کو ہم نظری تحقیق (Theoritical Research) بھی کہتے ہیں۔ کسی نظریے یا اصول کی ایجاد بنیادی تحقیق کہلاتا ہے۔ اس میں کوئی نظریہ یا تھیوری (Theory) لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ جیسے اصولِ حدیث، اصول تفسیر ، اصولِ فقہ اور اصولِ عقیدہ ، یعنی وہ تحقیق جس کا تعلق اُصولوں (Principles) سے ہوتا ہے ۔ اس کو Qualitative Research بھی کہا جاتا ہے۔ مثلاً تفسیر بالرائے جائز ہے یا نہیں۔

2۔ اطلاقی تحقیق (Applied Research) :

کسی نظریے یا اصول کے اطلاق اور اس کے نتائج کے بارے تحقیق کا نام ہے جیسا کہ تحقیق حدیث کا کام، افتاء کا کام، تفسیر و تعبیر کا کام۔ اگر ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان میں نمازیوں کی تعداد کتنی ہے؟ ظاہر ہے کہ آبادی تو کروڑوں میں ہے ہم سب کو تو شمار نہیں کرسکتے۔ تو ہم کیا کریں گے، ہم نمونہ (Sample) لیں گے۔ اس کو Sampling کہا جاتا ہے۔ ہم مختلف کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جائیں گے۔ وہاں کے طلباء سے ملیں گے۔ مثلاً ہر یونیورسٹی کے 50 طلباء سے پوچھیں گے۔ اسی طرح ڈرائیوروں کے حلقے میں جائیں گے ، ایک سروے کریں گے اور سوالنامے پر کروائیں گے۔ ہم اُن کو ایک پروفارما (Profarma) دیں گے، جس میں سوالات ہوں گے۔ یوں ڈیٹا (Data) جمع ہو جائے گا اور ہمیں ایک بنیاد مل جاتی ہے اور Ratio معلوم ہو جاتا ہے۔ اس سے ہم ایک اندازہ لگائیں گے ۔ مغرب (West) میں بہت بڑی بڑی Sampling ہوتی ہے۔ ایک ایشو (Issue) کے اوپر اُس پر میں نے بھی لکھا، مغرب میں بی بی سی (BBC) نے 46 ممالک میں دو لاکھ لوگوں سے کسی موضوع پر سوالنامے پر کروائے۔ پھر اس کے بعد ایک Claim کیا گیا اور ایک آرٹیکل (Article) لکھا گیا یعنی دو لاکھ لوگوں سے پوچھنے کے بعد کہ یہ مسئلہ ہے کہ نہیں ہے۔ میرے ایک کولیگ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(Colleague) نے کہا کہ دوسری شادی (Second Marriage) کے موضوع پر تحقیق کرنا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر کوئی اس پر Qualitative Research کرے تو وہ یہ ہے کہ کیا دوسری شادی جائز ہے یا نہیں، اور ہر دو موقف کے دلائل کیا ہیں؟ ہمارے اسلامیات والے عموماً یہی کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ اس موضوع پر کام کریں لیکن اس پر اپلائیڈ ریسرچ کریں یعنی مقداری تحقیق (Quantitative Research) کریں ،اس لئے کہ اس موضوع پر نظری کام تو بہت ہو چکا ہے۔ اب مزید نظری کام اس پر کیا ہو سکتا ہے۔ اب اس پر آپ اپلائیڈ ریسرچ کریں۔ اپلائیڈ یا مقداری تحقیق اس موضوع پر یہ ہوگی کہ جن لوگوں نے دوسری شادی کی ہے، آپ اُن کے پاس جائیں، شوہروں کے پاس بھی جائیں اور بیویوں کے پاس بھی جائیں اور اُن سے پوچھیں کہ دوسری شادی میں مردوں کو کیا مسائل پیش آئے اور عورتوں کو کیا مسائل پیش آئے؟ یوں نتائج خود بخود سامنے آئیں گے، تو یہ اپلائیڈ ریسرچ ہے۔ اسی طرح دیگر بہت سے مثالیں ہم لے سکتے ہیں، مثلاً طلاق کے مسائل کیا ہیں، طلاق ثلاثہ ہو جاتی ہے کہ نہیں، خلع کے مسائل، کہ عدالت کے ذریعے خلع ہوتی ہے کہ نہیں وغیرہ وغیرہ۔ قرآن وسنت کی روشنی میں اِن مسائل کا تحقیقی جائزہ لینا، یہ سب Theoritical Research میں آتا ہے۔ لیکن اگر یہ معلوم کیا جائے کہ سوسائٹی میں طلاق (Divorce) کی شرح کتنی بڑھ گئی ہے، سوسائٹی میں طلاق اور خلع (stripped off) کے خاندانی، معاشرتی، سماجی، معاشی اور نفسیات اسباب کیا کیا ہیں؟ یہ معلوم کیا جائے تو ایک کتاب تیار ہو جاتی ہے۔ جو نئی نسل کے کام بھی آئے گی۔ عورتیں علیحدگی کے لئے کیوں عدالت جاتی ہیں؟ یہ معلوم کرنا بھی ضروری ہے، تاکہ شوہروں کو معلوم ہو کہ اس بات پر عورت علیحدگی تک جاسکتی ہیں لہٰذا اسے اس کو برداشت کرنا ہے اور یہ اُس کی بیوی کا نہیں بلکہ عورت کا مسئلہ ہے۔ یہ سب اپلائیڈ ریسرچ ہے، مقداری تحقیق ہے۔ مختصراً اپلائیڈ ریسرچ میں اصولوں کی روشنی میں سوسائٹی پر ریسرچ کی جاتی ہے، بندوں سے سوالنامے پر کروائے جاتے ہیں، اُن سے انٹرویوز لئے جاتے ہیں۔ یوں نتائج سامنے آجاتے ہیں۔ [29]

3۔ سماجی تحقیق :

---

[29]۔ عصرِ حاضر میں اپلائیڈ ریسرچ کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ حال ہی میں 3 تا 5 مارچ 2020ء گورنمنٹ کالج وویمن یونیورسٹی سیالکوٹ میں تیسری بین الاقوامی سیرت کانفرنس کا انعقاد ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سہ روزہ بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کی سعادت نصیب فرمائی۔ اس کانفرنس کا مَین موضوع تھا" تدریس وتحقیقِ سیرت کے عصری تقاضے (پاکستانی جامعات اور مدارسِ دینیہ کے تناظر میں)۔ کانفرنس میں ملک اور بیرونِ ملک سے علمائے کرام، ماہرینِ تعلیم اور ماہرین سیرت تشریف لائے تھے۔ اس کانفرنس میں جو چیز سب سے زیادہ موضوع بحث بنا رہا تو وہ اپلائیڈ ریسرچ کی ضرورت اور اہمیت تھی۔ مقررین نے اپنے بیانات میں اپلائیڈ ریسرچ کی ضرورت واہمیت پر بہت زیادہ زور دیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وہ تحقیق جس میں کسی سماج سے متعلق مسائل زیرِ غور لایا جائے سماجی تحقیق(Social Research) کہلایا جاتا ہے۔ مثلاً کسی علاقے کے رسم ورواج پر تحقیق کرنا، جیسا کہ مسلم معاشروں پر ہندوانہ اثرات یا مغرب کے اثرات، شادی بیاہ، فوتید گی کی رسمیں، سالگرہ منانا، رسم ورواج کی اہمیت اور ضرورت وغیرہ جیسے موضوعات سماجی تحقیق کے زمرے میں آتے ہیں ۔

4۔ فنی تحقیق :

فنی تحقیق(Technological Research) بھی تحقیق کی ایک قسم ہے اگر چہ یہ اسلامیات کا موضوع نہیں ہے، اس کا تعلق ٹیکنالوجی سے ہوتا ہے لیکن پھر بھی تحقیق کی ایک قسم ضرور ہے۔ اب اسلامک اسٹڈیز والے اس طرف بھی توجہ دے رہے ہیں جیسا کہ کمپیوٹرائزیشن آف اسلامک سٹڈیز(Computerization Of Islamic Studies) ایک بہت بڑا عنوان ہے کہ جس کے اسلامک سافٹ ویئرز(Softwares)اور سائیٹس(Sites) وضع کی جاتی ہیں۔

5۔ تعلیمی تحقیق(Educational Research)

اس قسم کی تحقیق پر علومِ اسلامیہ کے لوگوں کو بہت سے موضوعات مل سکتے ہیں۔ اب دیکھئے! جو سیکولر نظامِ تعلیم ہے وہاں انھوں نے یونیورسٹیز آف ایجوکیشن بنالی ہے ۔ مطلب تعلیم دینی کیسی ہے؟ تعلیم دینے کا طریقہ کار کیا ہوگا؟ میتھاڈالوجی کیا ہوگی؟ ایک استاد اپنا ناج ایک اسٹوڈنٹ تک کیسے منتقل کر سکتا ہے؟ صرف اس بات پر ایک پوری یونیورسٹی کھڑی کر دی ہے ۔اب ایجوکیشن میں بی ایڈ(BEd) ، ایم ایڈ(MEd) اور پی ایچ ڈی(Ph.D) ہو رہی ہے۔ ایجوکیشن میں وہ کچھ پڑھ پڑھا نہیں رہے بلکہ وہ کیا کر رہے ہیں؟ یہ بتا رہے ہیں کہ یہ جو پڑھنا پڑھانا ہے یہ کس طرح سے کرنا ہے؟ ہم نے یہ کام بھی نہیں کیا۔ یہ کام بہت کرنے کی ضرورت ہے۔ اب جیسے دیکھئے! ہمارے ہاں ایک پورا تعلیمی نظام ہے۔ مدارس کا نظام ہے۔ مدارس میں کیسے پڑھانا چاہئے، ہم نے کبھی اس پر سوچا ہے۔ بی ایڈ اور ایم ایڈ کا مقصد کیا ہے، یہ مقصد ہے کہ آپ نے پڑھانا کیسا ہے۔ ٹیچرز ٹریننگ ہو رہی ہے ۔ اسکول کے اساتذہ کی ورکشاپس ہو رہی ہیں۔ اس کے لئے وہ سلیبس ڈیزائن کرتے ہیں، بہتری لے کر آتے ہیں۔ ہمارے ہاں اس کام کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ اس پر ریسرچ کرنے کے لئے بہت سے موضوعات ہمارے پاس موجود ہیں، خاص طور پر علوم اسلامیہ میں جو مدرسے کے بیک گراؤنڈ سے آئے ہیں، آٹھ سال پڑھ کر آئے ہیں اور اُن کو پتا ہے کہ مدرسے کے کیا مسائل ہیں، اب وہ کیا کریں، مدارس پر تحقیق کریں۔ مدارس پر تحقیق کیا ہو سکتی ہے؟ مثال کے طور پر مدارس میں جو نصاب پڑھایا جاتا ہے اُس پر تحقیق ہو سکتی ہے۔ دیکھئے! اسکولوں میں نصاب سازی ایک باقاعدہ موضوع ہے۔ ہر سال وہ اپنا نصاب ریوائز کر رہے ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں آج سے سو سال پرانی جو کتاب ہم پڑھتے تھے صرف ونحو میں، آج بھی وہی ہم پڑھ رہے ہیں، اس دلیل کے ساتھ کہ بزرگوں کی کتاب میں بڑی برکت ہوتی ہے۔ ہمیں اس پر ریسرچ کرنا چاہیئے، اگر واقعتاً برکت ثابت ہو جائے آپ کی ریسرچ سے، تو بھلے ثابت ہو جائے لیکن کم از کم ریسرچ تو کرلیں، ریسرچ کر کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بتاؤنا کہ برکت ہے کہ سو سال پہلے جو کتاب لکھی گئی تھی اور آج جو کتابیں لکھی جارہی ہیں اس کے مقابلے کی نہیں ہیں، اپنی پیش کش Presentation میں بھی اور ترتیب میں بھی۔

مدارس پر تحقیق کرنے کے لیے موضوعات کی مثالیں:

بطورِ نمونہ مدارس پر ریسرچ کے لئے چند موضوعات یہ ہوسکتے ہیں مثلاً :

1۔ تاریخ نصاب:

تاریخ نصاب پر تحقیق کرنا کہ مدارس میں نصاب کی تاریخ کیا ہے۔ ہر دور میں تو ایک جیسا نصاب نہیں رہا، تبدیلیاں تو ہوتی رہتی ہیں ،کچھ کتابیں پلس مائنس ہوتی رہیں۔

2۔ بین المسالک نصابوں کا تقابل:

بریلوی مدارس میں یہ نصاب پڑھایا جاتا ہے، دیوبندی مدارس میں یہ نصاب پڑھایا جاتا ہے جبکہ اہلِ حدیث کے ہاں یہ پڑھایا جاتا ہے۔ اسی طرح بین المسالک مدارس میں نصابوں کا تقابلی جائزہ بھی ایک تحقیقی کام ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے آپ اپنے مسلک کا کریں، اس کو ترجیح دیں کہ ہر ایک اپنے کا ہی کرے گا۔ لیکن ان سب کا موازنہ کرنا چاہیئے اور کوئی ریسرچ تو سامنے آنی چاہیے ۔

3۔ اسلامی یونیورسٹیوں اور مدرسوں کا نصاب :

اِس کا ایک موازنہ (Comparision) کریں۔ مدارسِ اسلامیہ میں آٹھ سال کا نصاب ہوتا ہے۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ اسلامک یونیورسٹی چار سال میں بی ایس (BS) کرواتی ہے ، اسی طرح مدینہ یونیورسٹی چار سال میں گریجویشن (Graduation) کرواتی ہے۔ دین کا عالم بناتی ہے، اصول الدین میں، اصول الحدیث میں، اصول الفقہ میں۔ تو وہ چار سال میں کیا کروا رہے ہیں اور یہ آٹھ سال میں کیا کروا رہے ہیں، اس کا تقابل کرنا چاہیئے۔ اسی طرح جدید نصابِ تعلیم ہے خاص طور پر یونیورسٹیوں میں جو کچھ پڑھایا جاتا ہے اُس کا بھی باہمی تقابل کرنا چاہیئے جیسا کہ اسلامی یونیورسٹی اور مدینہ یونیورسٹی کے نصاب تعلیم کا تقابل۔ اسی طرح پھر مدرسہ اور یونیورسٹی دونوں کے طریقہ ہائے تعلیم کا بھی تقابل اور موازنہ کرنا چاہیئے۔ یونیورسٹیز میں پڑھانے کے لئے لیکچر سسٹم ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں مدارس میں Text Reading ہوتی ہے متن کو حل کرنا ہوتا ہے، متن کو پڑھا جاتا ہے۔ یونیورسٹیز میں کتاب نہیں ہوتی ہے بلکہ استاد کا مطالعہ ہوتا ہے کسی کا مطالعہ پانچ دس کتابوں کا ہوتا ہے تو کسی کا اس سے کم یا زیادہ، کسی کا ساٹھ ستر کتابوں کا اور کسی کا اس سے کم یا زیادہ۔ یعنی دونوں اداروں میں طریقہ ہائے کار (Methodologies) کا فرق ہوتا ہے۔ آپ نے مدرسہ بھی پڑھا ہے اور اب یونیورسٹی بھی جوائن کیا۔ دونوں کے طریقہ ہائے کار کا تقابل کریں کہ کس میں کون سا فائدہ ہے۔ یہ ریسرچ سامنے لائیں۔ پھر یہ ہے کہ جدید مدرسہ کا ماڈل کیا ہو سکتا ہے۔ بھلے سارے لوگ قائل نہ ہوں لیکن یہ ہے کہ اس زمانے میں ایک ماڈل مدرسہ کیا ہو سکتا ہے کہ جس سے لوگ

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

متاثر(Inspire) ہو۔اب آپ دیکھیے نا! آہستہ آہستہ مدارس میں کمپیوٹر آنا شروع ہو گیا ہے۔مطلب مدارس بھی اس طرف توجہ دے رہے ہیں ایسا نہیں کہ وہ بالکل کچھ نہیں کر رہے ہیں۔لیکن یہ ہے کہ اب بھی ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ کراچی سے ایک دوست نے بتلایا کہ ایک مرتبہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے ایک چیزSuggest کر دی کہ ہمارے وفاق کے نصاب کے اندر یہ چند ایک جو کتابیں ہیں، منطق سے متعلق ، یہ کتابیں اب آوٹ ڈیٹڈ (Out Dated) ہو چکی ہیں، اِن کو نصاب سے نکالنا چاہیئے اور اِن کی جگہ دوسری کتابیں شامل کرنا چاہیئے۔اب مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا اپنا ایک مقام اور مرتبہ ہے، اپنا اسکول آف تھاٹ (School of Thought) ہے۔اس پر کچھ بزرگ شیوخ کہنے لگے کہ جب سے آپ نے ملک سے باہر جانا شروع کیا ہے تو آپ میں یہ تبدیلی آئی ہوئی ہے۔یہ کتابیں منطق کی تھیں، کوئی یہ نہیں کہا تھا کہ قرآن کی تفسیر نکال دیں، حدیث کی فلاں کتاب نہ پڑھائیں۔منطق کیا ہے منطق Logic ہے جیسا کہ یونانی منطق کی کتابیں ،وہ لکھی بھی بعض ایسے لوگوں نے ہیں کہ جن کا عام طور دین سے کوئی سنجیدہ وابستگی نہیں ہوتی۔تو تعلیمی تحقیق پر کام کرنے کی بہت ضرورت ہے، خاص طور پر مدارس کا بیک گراونڈ(Back Ground) رکھنے والے لوگوں کے لئے تو بہت ضروری ہے۔

اَپروچ کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام :

اپروچ کے حوالے سے ریسرچ کی دو قسمیں ہیں:

1۔ڈائریکٹ ریسرچ(Direct Reserch)

یعنی ایک جسے ہم ڈائریکٹ ریسرچ(Direct Reserch) یا بلاواسطہ ریسرچ بھی کہتے ہیں۔اس میں محقق خود سے مواد جمع کرتا ہے اور اس کا پھر تجزیہ بھی خود کرتا ہے۔جیسے علامہ البانیؒ ([30]) کی کتاب" سلسلة احاديث الصحيحه " اور " سلسلة احاديث الضعيفه و الموضوعه "۔انھوں نے پہلے حدیثیں جمع کیں پھر اُن کا تجزیہ کیا کہ کون سی حدیث صحیح ہے اور کونسی حدیث ضعیف ہے۔مواد بھی خود جمع کرنا ہے اور تجزیہ(Analysis) بھی خود کرنا ہے۔جب یہ دونوں کام کوئی محقق خود کرے تو یہ تحقیق ڈائریکٹ ریسرچ کہلاتا ہے۔

---

[30]۔آپؒ کا پورا نام محمد ناصر الدین ہے۔آپؒ 1333ھ / 1914ء کو البانیہ کی دارالسلطنت اشقودرہ میں پیدا ہوئے۔حلب اور دمشق میں علوم حاصل کئے۔محقق، مجتہد اور متبحر عالم حدیث کے طور پر مشہور ہیں۔بہت قیمتی کتابیں لکھی ہیں۔جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ(مدینہ یونیورسٹی) میں تین سال بھی رہے ہیں اور عالمی شاہ فیصل ایوارڈ سے نوازے گئے تھے۔1420ھ / 1999ء کو عمان میں وفات پائی۔(نور الدین طالب، مقالات البانی، دار اطلس، ریاض سعودی عرب،1422ھ / 2001ء، ص69) ؛(" محدث العصر علامہ البانی اور شاہ فیصل ایوارڈ" مولانا وصی اللہ مدنی، ماہنامہ محدث، لاہور پاکستان،1420ھ / 1999ء، ص70)

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اِن ڈائریکٹ ریسرچ (Indirect Research)

اِن ڈائریکٹ ریسرچ (Indirect Research) وہ ہوتی ہے کہ پہلے کسی نے مواد جمع کیا ہو اور پھر اس پر کوئی تحقیق کرے۔ اس کو تحقیق پر تحقیق بھی کہتے ہیں، یعنی تحقیق کے اوپر تحقیق کرنا۔ جیسے علامہ یوسف القرضاویؒ نے ایک کتاب لکھی ہے " الحلال والحرام فی الاسلام " ، پھر اس کتاب پر علامہ البانیؒ نے تحقیق کی ہے۔ اس کتاب میں جو حدیثیں تھیں انھوں نے کہا کہ یہ حدیثیں صحیح ہیں اور یہ ضعیف ہیں۔ یہ Authentic ہیں اور یہ Non Authentic ہیں۔ تو ایک آدمی کی تحقیق پر تحقیق کرنا جسے ہم تعلیق اور تہذیب بھی کہتے ہیں، جیسے ایم فل میں آپ کو یہ مقالہ مل گیا کہ فلاں حدیث کی کتاب کی تحقیق کرنی ہے، اُس کی تخریج ([31]) کرنی ہے۔ تو یہ تحقیق کے اوپر تحقیق ہے۔ اس میں آپ کا کام ڈیوائڈ ہو جاتا ہے۔ آپ پہلے سے موجود ایک کام کو آگے بڑھاتے ہیں یعنی نیا کام نہیں کرتے۔ تو یہ ہے Indirect Research ، یہ بھی تحقیق کا ایک میدان ہے۔ ([32])

طریق کار کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام:

طریق کار کے اعتبار سے بھی تحقیق کی کئی قسمیں ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں۔

1۔ تاریخی تحقیق (Historical Research)

---

[31]۔ پرفیسر ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف صاحب نے اپنی کتاب میں فنی اصطلاحات کے حوالے سے ایک پورا مستقل باب لکھا ہے جو کہ محققین کے مطالعے کے لئے بے حد مفید ہے۔ اُس میں تخریج کے حوالے سے تفصیلاً بحث کیا ہے اور تخریج حدیث کے فوائد کا بھی ذکر کیے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ: " اسلامیات کے طالب علم کے لئے جن چیزوں کا جاننا نہایت ضروری ہے اُن میں سے ایک فن تخریج بھی ہے تا کہ اسے کم از کم حدیث کے بنیادی کتب کا علم ہو، نیز اسے یہ بھی معلوم ہو کہ اُن کتب سے حدیث تلاش کرنے کے کیا کیا طریقے ہیں؟ کیونکہ ان مسادر اصلیہ سے عدم واقفیت اور ان سے استفادہ کے طریق کار سے لاعلمی کی بنا پر طالب علم اسلام کے بنیادی علم سے براہ راست واقف نہیں ہو پاتا۔" (حنیف، سراج الاسلام ،ڈاکٹر، اصول بحث و تحقیق علوم شرعیہ، ص85)

[32]۔ ایک اور آسان اور ایک دلچسپ مثال یہ ہے کہ ہمیں معلوم ہے کہ قرونِ اولیٰ کی واقعات کے بارے میں لکھی گئی ایک تاریخی کتاب جس کا نام " تاریخ الامم و الملوک " ہے۔ یہ امام ابن جریر طبریؒ (م۔310ھ) کی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں امام طبریؒ نے ہر قسم کی روایات کو جمع کر کے نقل کیا ہے اور تحقیق کا کام پڑھنے والوں اور بعد میں آنے والے لوگوں پر چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے بعد کے لوگوں نے یہ کام کیا ہے۔ تاریخ طبری کی روایات کی کانٹ چھانٹ کی گئی ہے ، اور ان روایات کو" صحیح تاریخ الطبری "اور" ضعیف تاریخ الطبری "کی صورت میں الگ الگ کر دیا گیا ہے۔ یہ عظیم کام عرب کے دو محققین علماء محمد بن طاہر البرزنجی نے اور محمد صبحی حسن حلاق نے بطریقہ احسن پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ اور تمام روایات کی صحت وضعف کی طرف خوب اشارہ کر کے مفید حواشی بھی لکھے ہیں۔ اِن کتب میں روایات کے سند و متن کی خوب تحقیق کی گئی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ میتھڈ کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام میں شمار ہوتی ہے۔ ہسٹوریکل ریسرچ وہ ہوتی ہے جو عام طور پر لائبریری میں کی جاتی ہے ۔اب ہمارے ہاں بہت ہو رہی ہے۔ ہر دوسرا طالب علم کہتا ہے، سر جی کوئی دو تفسیریں بتا دیں جن کا تقابلی مطالعہ کرنا ہے۔ اس قسم کا کام بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد نے عربی اردو کی کوئی تفسیر نہیں چھوڑی ہے جن دو کا آپس میں تقابل نہ کروادیا ہو۔ ذرا یہ سوچیں کہ اس کا سوسائٹی کو کیا فائدہ ہو گا۔ ٹھیک ہے ایک علمی کام ہے لیکن یہ ہے کہ جب آپ اتنی محنت کرنی ہے تو کوئی ایسا کام کریں کہ جس کا عام لوگوں کو فائدہ ہو۔ اور ایسا موضوع آپ کو جاب (Job) میں بھی کام آئے گا۔ بعض اوقات آپ کے موضوعات ایسے ہوتے ہیں کہ جب آپ ملازمت کے لئے جاتے ہیں ، ظاہری بات ہے کہ آپ نے انٹرویو دینا ہے، انٹرویو پینل (Interview Pannel) کے سامنے بیٹھنا ہے اُن کو تو نہیں پتا کہ اسلامیات کیا ہے، تو آپ سے پوچھیں کہ آپ کے مقالے کا عنوان کیا ہے، آپ کہیں کہ جی" زاد المسیر "کے اندر جو موضوع روایات ہیں اُن کا میں نے ایک تحقیقی مطالعہ پیش کیا ہے، اب نہ اُن کو "زادالمسیر " کا پتا نہ موضوع روایات کا، نہ اُس نے علامہ ابن الجوزیؒ ([33]) کا نام سنا ہے، نہ اُسے یہ پتا کہ موضوع روایت کا کیا معنی اور مطلب، یعنی وہ یہ نہیں جانتے کہ موضوع سے مراد من گھڑت روایات (Fabricated Narration) ہیں۔ اس لئے موضوع ایسا رکھنا چاہیئے جو سوسائٹی سے متعلق ہو۔ آپ اگلے کو بتلائیں تو ایک دنیادار آدمی بھی سن کر متاثر ہو جائے اور کہے کہ آپ نے تو کمال کر دیا ہے! عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کیا اسلامیات والے بھی ریسرچ کر سکتے ہیں ؟ اُن کے پاس موضوعات کیا ہوتے ہیں ؟ اُن کے پاس موضوعات کیا ہوتے ہوں گے ریسرچ کے ؟ تو اس قسم کے لوگوں کو کم از کم یہ بتایا جائے کہ اسلامیات والوں کے موضوعات سوسائٹی کے ایشوز سے متعلق ہی ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر مجھ سے کوئی میرے پی ایچ ڈی موضوع کے بارے میں پوچھے کہ آپ نے پی ایچ ڈی میں کس موضوع پر کام کیا ہے ؟ تو میں اس کو بتاؤں گا کہ میرا پی ایچ ڈی کا موضوع تھا " کلیکٹیو اجتہاد" ([34]) ۔ وہ کہے گا کہ یہ کلیکٹیو اجتہاد (Collective Ijtihad) کیا چیز ہے ؟ تو میں کہوں گا کہ کیا آپ نے نہیں دیکھا ہے کہ تمام مولوی اکیلے

---

[33] ۔ آپؒ کا پورا نام عبد الرحمٰن بن علی بن محمد جوزی قرشی بغدادی تھا اور کنیت ابو الفرج ہے۔ آپؒ بغداد میں 508ھ / 1114ء کو پیدا ہوئے۔ مختلف موضوعات پر تقریباً 300 کے قریب کتابیں لکھیں۔ مقام جوز پر پانی کے ایک گھاٹ کی طرف آپؒ کی آباء واجداد میں سے کسی کی نسبت ہونے کی وجہ سے آپ ابن جوزی کے نام سے مشہور ہوئے ہیں۔ آپؒ کی وفات 597ھ / 1201ء کو بغداد ہی میں ہوئی۔

[34] ۔ محترم ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب نے شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایسوسی ایٹ پروفیسر ڈاکٹر محمد اعجاز صاحب کی نگرانی میں علوم اسلامیہ میں " عصر حاضر میں اجتماعی اجتہاد ایک تجزیاتی مطالعہ " کے موضوع پر پی ایچ ڈی کا تحقیقی مقالہ لکھا ہے۔ یہ مقالہ پی ڈی ایف میں www.KitaboSunnat.com کے ویب سائیٹ پر مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ کیا گیا ہے اور قارئین کے پڑھنے کے لئے موجود ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اکیلے فتویٰ دیتے ہیں اور کلیکٹیو اجتہاد یہ ہے کہ یہ سب مولوی مل کر فتویٰ دے۔ ایک فتویٰ دیں تاکہ اُن کے اندر ہم آہنگی (Harmony) پیدا ہو۔ وہ کہے گا کہ یہ تو آپ نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ اس لئے کہ سب کا تاثر ہے کہ مولوی صاحبان ایک ساتھ نہیں بیٹھ سکتے اور آپ نے یہ کام کیا کہ اِن کو ایک ساتھ بٹھانے کا طریقہ ڈھونڈ دیا۔ لوگوں کے ذہنوں میں ہمارے متعلق کچھ غلط فہمیاں (Misconceptions) ہیں۔ اس لئے ایسا کام کرنا چاہیے جو سوسائٹی سے متعلق ہو۔ ([35]) اس لئے اب آپ کو کیا کرنا چاہئے، مدارس کی نصاب پر کام کرنا چاہئے ([36])

---

[35]۔اس قسم کی ایک خوبصورت بات اور تجویز پروفیسر مولانا محمد رفیق چوہدری نے اپنی کتاب میں کچھ یوں لکھی ہے: " ملکی سطح پر علمائے کرام کو مل کر ایک فقہ کونسل بنالینی چاہیے جیسا کہ بھارت میں بنائی جاچکی ہے اور پھر اس کے اوپر ایک بین الاقوامی فقہ کونسل تشکیل دینی چاہیے جس کا مرکز سعودی عرب کا کوئی شہر ہو نا چاہیے ۔ ہمارے ملک پاکستان میں ایک سرکاری ادارہ اسلامی نظریاتی کونسل (IslamicIdeological Council) کے نام سے برسوں سے کام کر رہا ہے۔ اس میں ہر فقہ اور مسلک کے علماء کے علاوہ قانون دان اور دانشور حضرات بھی شامل ہے۔ یہ کونسل اگرچہ سرکاری انتظام میں کام کرتی ہے تاہم ہماری معلومات کی حد تک اس نے بڑا عظیم الشان کام تیار کر رکھا ہے جو قوتِ نافذہ (Enforcing Power) نہ ہونے کے سبب اب تک سردخانے (Cold Storage) میں پڑاہوا ہے اور اس کے فیصلوں پر آج تک ہمارے علم کی حد تک کوئی حکومت بھی اثر انداز نہیں ہوئی۔ اس قابل اعتماد کام سے بھی ہمارے علمائے کرام کو فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔" (مولانا ابوزکی، فقہی مسلک کی حقیقت، ص222) ؛خود ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب بھی اپنی ایک کتاب میں اس بارے میں لکھتے ہیں: " 1997ء میں لندن شہر میں جلیل القدر علماء کی ایک کونسل کی بنیاد رکھی گئی کہ جس کی سربراہی شیخ القرضاوی فرمارہے تھے۔ ان کے علاوہ شیخ مصطفیٰ الزرقاء، شیخ عبد اللہ بن سلیمان المنیع، شیخ تقی عثمانی، شیخ عبد اللہ بن بیہ وغیرہ بھی اس کے ممبران رہے ہیں۔ اس کے ممبر علماء کی تعداد کوئی پچاس کے قریب ہے جن کی اکثریت یورپ میں ہی مقیم ہے اور یہ علماء یورپ کے تقریباً تیس ممالک سے ہیں۔ یہ کونسل یورپ کے مسلمانوں کے لئے ان کے ماحول اور حالات کو سامنے رکھ کر ان کے مسائل میں اجتماعی فتویٰ جاری کرنے کا رجحان بہت بڑھ گیا ہے۔ اور میرا پی ایچ ڈی کا مقالہ بھی اس عنوان پر ہے یعنی " عصر حاضر میں اجتماعی اجتہاد: ایک تجزیاتی مطالعہ " ۔ دنیا کے مختلف خطوں میں علماء اب انفرادی حیثیت کی نسبت اجتماعی کونسل کی صورت میں فتویٰ جاری کرنے کو زیادہ پسند کرتے ہیں کہ اس میں باہمی مشاورت کے نتیجے میں نہ صرف صحت رائے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں بلکہ تمام مکاتب فکر کے علماء کے اجتہاد کے نتیجے میں ایک ایسی فقہ حاصل ہوتی ہے کہ جسے بلاشبہ " اجتماعی فقہ " کا عنوان دیا جا سکتا ہے۔ میں نے اپنے مقالے کے آخری باب میں اجتماعی فتویٰ جاری کرنے والے پانچ اداروں اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا، اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان، مجمع البحوث الاسلامیہ مصر، ہیئۃ کبار العلماء سعودی عرب اور یورپین کونسل برائے افتاء و تحقیق لندن اور ان کے فتویٰ جاری کرنے کے منہج اور طریق کار پر بحث کی ہے۔" (حافظ، محمد زبیر، ڈاکٹر، مکالمہ، ص354، 355)

[36]۔ تعلیمی تحقیق بہت اہم چیز ہے۔ میرا ذاتی تعلق چونکہ محکمہ تعلیم سے ہے۔ اس بات کا مجھے خوب اندازہ ہے کہ سکولوں میں جو اساتذہ کرام پروفیشنل تعلیم یافتہ ہوتے ہیں یعنی پی ٹی سی، سی ٹی، بی ایڈ اور ایم ایڈ ٹرینڈ ہوتے ہیں اُن کی پڑھائی کا انداز اُن اساتذہ کرام سے کہیں زیادہ بہتر ہوتا ہے جو ٹرینڈ نہیں ہوتے۔ اصل میں بچوں کو پڑھنا پڑھانا یہ ایک کثیر جہتی عمل ہے، استاد کو تمام مہارتوں کا حامل ہونا چاہئے۔ کلاس روم منیجمنٹ

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کس طرح کیا جاتا ہے ؟ بچوں کی انفرادی اختلافات (Individual Differences) کیا ہوتے ہیں ؟ مقیاسِ ذہانت (Intelligence quotient) کیا چیز ہے؟ لیکچر کس طرح دینا چاہئے؟ ہوم ورک کس طرح دینا چاہئے اور کس طرح چیک کرنا چاہئے۔ بچوں کے جذبات اور احساسات کیا ہوتے ہیں؟ نشونما اور بڑھوتری کیا چیز ہے؟ کس عمر کے کیا تقاضے ہوتے ہیں؟ بچوں اور طلباء کے رجحانات و میلانات کیا ہوتے ہیں؟ سزا اور انعام کیا چیز ہوتا ہے؟ نظام الاوقات اور ٹائم ٹیبل بنانے کے اصول کیا ہے؟ پرچے کس طرح بنانے چاہئے؟ نصاب سازی(Curriculum Development) کے اصول کیا ہیں؟ تعلیم کے اقسام کتنے ہیں؟ تعلیم اور تعلم کے اُصول کیا ہیں؟ ہم نصابی سرگرمیاں(Co Currecular activities) کیا ہوتے ہیں؟ کلاس یا تدریس کے دوران بچے کو ایک معمولی سا شاباش دینا اُس بچے کی کامیابی اور کامرانی کا موجب اور ضمانت بن جاتا ہے لیکن معمولی سی غفلت اور ڈانٹ ڈپٹ بچے کی شخصیت کو تباہ کر دیتا ہے۔ بچوں کے احساسات بڑے نازک اور معصوم ہوتے ہیں۔ اس لئے ہر استاد کو ماہرِ تعلیم ہونا چاہئے خواہ سکول ٹیچر ہو، یا کالج اور یونیورسٹی کا۔ بچوں کے اپنے اپنے نفسیات ہوتے ہیں اور بڑوں کے اپنے، اس لئے پیشہ ورانہ قابلیت ایک لازمی چیز ہے۔ پیشہ ورانہ تربیت کے اثرات سیکھنے کے ماحول پر مثبت اور خوشگوار ہوتے ہیں۔ جہاں تک سکولوں کے اساتذہ کا تعلق ہے تو اُن کی تقرری جب کی جاتی ہے تو اکیڈمک قابلیت کے ساتھ ساتھ پیشہ ورانہ قابلیت کو بھی جانچا جاتا جاتا ہے۔ مثلاً پبلک سروس کمیشن میں جب سبجکٹ سپیشلسٹ کی تقرری کی جاتی ہے تو تحریری امتحان میں ایجوکیشن کے باقاعدہ سوالات ہوتے ہیں۔ اسی طرح پھر انٹرویو میں بھی ہوتا ہے۔ لیکن کالج اور یونیورسٹی میں لیکچرار، اسسٹنٹ پروفیسر یا پروفیسر وغیرہ کے لئے ان چیزوں کو ضروری نہیں خیال کیا جاتا اور نہ بی ایڈ اور ایم ایڈ کے کوئی اضافی نمبر ہوتے ہیں۔ یہ ہماری نظامِ تعلیم کی ایک بہت بڑی غفلت ہے۔ اِن چیزوں کے بڑے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ یونیورسٹی والے بھی تو استاد ہوتے ہیں نا! جب کسی استاد کو طلباء کی انفرادی اختلافات، اُن کی ذہنی سطح، کام کرنے کی لگن، اُن کی مخفی صلاحیتوں(Potentials) کا پتا نہیں ہوتا ہے تو اُن کے اثرات بڑے منفی مرتب ہوتے ہیں۔ وہ طلباء کو صحیح طریقے سے Lead نہیں کر سکتے۔ اگر نرسری کا کوئی بچہ سکول کے استاد کے ترش رویے اور ڈانٹ ڈپٹ کا شکار ہو جائے تو وہ سکول سے متنفر ہو جاتا ہے اور بدک جاتا ہے۔ بالکل ٹھیک اسی طرح بی ایس اور ایم فل وغیرہ کے طلباء اساتذہ کی اسی طرح کے منفی رویوں کا شکار ہو کر پڑھنے اور تحقیق سے محروم ہو سکتا ہے۔ لوگ ایم فل اور پی ایچ ڈیز کیوں چھوڑتے ہیں؟ اس لئے کہ اُن کو مناسب رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے جو اُن کو وہاں پر نہیں ملتی۔ بعض طلباء بلا کے قابل اور مخفی صلاحیتوں کے مالک ہوا کرتے ہیں لیکن اساتذہ ان کی صلاحیتوں کا صحیح اندازہ لگانے میں ناکام رہ جاتے ہیں اور اس کی اصل وجہ پیشہ ورانہ تعلیم کی کمی ہوتی ہے۔ تمام باتوں کا حاصل یہ ہے کہ تعلیمی تحقیق بڑی لازمی اور اہم چیز ہے۔ ماہرین نفسیات کے نزدیک ڈسپلن کے اقسام میں سے دو اقسام یہ ہیں کہ بیرونی ڈسپلن اور اندرونی ڈسپلن۔ بیرونی ڈسپلن یہ ہے کہ منتظم اپنے حلقہ والوں پر ایسی کھڑی نگرانی کرے کہ اُن کو کنٹرول میں رکھے خواہ ڈنڈے اور جرمانے، مارنے بھگانے، ڈرانے سے کیوں نہ ہو لیکن اُن کو مرعوب رکھا جائے۔ طلباء پر اس قسم کے ڈسپلن کا منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ وہ احساس کمتری اور احساس محرومی کے شکار ہو جاتے ہیں۔ اُن کی صلاحیتیں دب جاتی ہیں اور اساتذہ سے کوئی سوال بھی نہیں پوچھ سکتا، جیسا کہ کسی زمانے میں استاد سے سوال پوچھنا بھی بے ادبی سمجھی جاتی تھی جبکہ اندرونی ڈسپلن یہ ہے کہ آپ لوگوں کے دل جیت لے اور اُن کو متاثر کرے اور اُن کی آواز بن جائے۔ طلباء کو مرعوب Depress کرنے کے بجائے اُن کی مخفی صلاحیتوں کو بروئے کام لایا جائے۔ یہ چونکہ میری ایک ذاتی رائے تھی جو میں نے سپردِ قرطاس کی ہے، لیکن میری اس رائے کو اصل تقویت اُس وقت ملی اور مجھے کافی اطمینان بھی ہوئی جب میری نظر سے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کی ایک کتاب جس کا کوڈ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

2۔بیانیہ تحقیق / سروے تحقیق: (Discriptive Research / Survey Research)

فیلڈ میں کی جانے والی تحقیق کو سروے تحقیق یا بیانیہ تحقیق کہلاتا ہے۔یعنی فیلڈ میں جا کر ریسرچ کرنا۔ مثلاً ہمارے ہاں جو یہ غلط فہمی ہے کہ مدارس میں بچوں پر تشدد ہوتا ہے، پاؤں میں زنجیریں باندھ کر رکھتے ہیں، مار کٹائی ہوتی ہے کہ نہیں ہوتی، مجھے نہیں پتا، ایک ریسرچر یہی پوزیشن لیتا ہے۔ بھائی! مجھے نہیں پتا۔ پہلے سے اس کا ذہن نہیں ہوتا ہے۔ پہلے سے کوئی ذہن اور عقیدہ ہو تو وہ ریسرچ نہیں کر سکتا۔ تو مدارس میں بچوں پر تشدد ہوتا ہے کہ نہیں ہوتا ہے، کیسے پتا چلے گا۔ آپ وہاں جا کر سروے کریں گے تو پتا چلے گا۔ اسکولز میں بچوں پر تشدد ہوتا ہے کہ نہیں ہوتا ہے، اسکولز میں جائیں گے تو پتا چلے گا۔ اگر آپ لاہور کے 100 مدرسوں کا سروے کریں اور یہ معلوم ہو کہ صرف دو تین مدارس ایسے ہیں جن میں تشدد ہوتا ہے، مار پڑتی ہے، باقی مدارس میں تشدد نہیں ہوتا ہے، تو اب آپ کی بات مستند ہو گئی ہے۔ اب آپ اپنے نتائج(Findings) پیش کر سکتے ہیں۔ ایسے آپ لگے رہیں گے کہ کچھ نہیں ہوتا، کوئی تشدد نہیں ہوتا، کوئی مار نہیں پڑتی، تو یہ محض ایک دعویٰ(Claim) ہے، تحقیق نہیں ہے۔ اسی طرح اب یہ جو بات مشہور ہوئی ہے کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ڈرگز(Drugs) کا استعمال بہت زیادہ ہوتا ہے۔ تو " کالجز اور یونیورسٹیز میں میں ڈرگز کا استعمال ہوتا ہے " یہ ایک کلیم اور دعویٰ ہے۔ مذہبی طبقوں سے تعلق رکھنے والے لوگ یہ بات زور و شور سے کرتے ہیں اور سوشل میڈیا پر اس حوالے سے نقد بھی کرتے ہیں۔ اب آپ یعنی محققین کیا کریں، فیلڈ میں جا کر اس کا ایک جائزہ لیں، Statistics لیں۔ تو خود بخود پتا چل جائے گا کہ ڈرگز کا استعمال ہوتا ہے کہ نہیں ہوتا ہے۔ یہ شماریاتی تحقیق ہے۔ یہ کام ہمارے علوم اسلامیہ (Islamic Studies) میں نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے اس کام کے کرنے کی ضرورت ہے۔ اس طرح ہم بہت سے غلط فہمیاں(Misconceptions) دور کر سکتے ہیں۔

8626 ہے اور میں بی ایڈ کے اس کورس کا ٹیوٹر بھی ہوں۔ کتاب کا پورا نام ٹیچر ایجوکیشن اِن پاکستان ہے، بہت اہم کورس ہے اور اس میں پاکستان میں ٹیچر ایجوکیشن کے حوالے سے تفصیلات پائے جاتے ہیں۔ اس کتاب میں ایک یونٹ " ڈولپمنٹ آف ٹیچر ایجوکیشن اِن پاکستان" کے نام سے ہے جس میں پاکستان میں ٹیچر ایجوکیشن کے مسائل اور مشکلات وغیرہ کا خصوصی طور پر جائزہ لیا گیا ہے۔ اس میں ایک جگہ کچھ یوں لکھا گیا ہے:

“ In Pakistan teachers at the elementary and secondary levels are mostly trained under a prescribed curriculum. They are recruited on the bases of Professional Qualifications. In the College Education and Universities most of the lecturers are untrained with only academic qualifications. But now Higher Education academics have been established to train the in service teachers with certain modules and competences courses of Higher Education Commision in Paikistan.” (Teacher Education in Pakistan , AIOU Islamabad , P 59)

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

3۔ تجرباتی اور منظم تحقیق(Experemental Research / Controlled Research)

اس قسم کی تحقیق کا تعلق علومِ اسلامیہ سے تو نہیں لیکن تحقیق کی ایک قسم ضرور ہے اور لیبارٹری میں کی جانے والی تحقیق کو تجرباتی تحقیق کہا جاتا ہے۔

درج بالا بحث کا تعلق تحقیق کے اقسام سے تھا۔ حاصل یہ ہے کہ نظری (Theoritical) موضوعات کا ہم نے بہت رگڑا لگایا ہے۔ اب ہمیں اس سے نکل آنا چاہیئے۔ دو تفسیروں کا تقابلی جائزہ، دو کتابوں کا تقابلی جائزہ، وغیرہ جیسے موضوعات سے اب نکل آنا چاہیئے۔([37])

[37]۔ اطلاقی تحقیق(Applied Research)اور مقداری تحقیق(Quantitative Research)کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم : محقق کی خصوصیات

ایک محقق کی کیا صفات ہو سکتی ہیں ؟ ایم فل اور پی ایچ ڈی کے ذریعے ہم ایک محقق بننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس لئے مختلف پہلوؤں سے ایک بہترین محقق کے مختلف اوصاف ہو سکتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

علمی اوصاف:

محقق کے لئے بعض علمی اوصاف کا ہونا لازم ہے۔ اگر محقق میں یہ اوصاف موجود نہ ہو تو وہ محقق کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس سلسلے میں بعض ضروری اور بنیادی علمی اوصاف کا مختصراً جائزہ درج ذیل ہے۔

1۔ موضوع کا گہرا مطالعہ:

ایک محقق کو اپنے موضوع کا گہرا اور وسیع مطالعہ ہونا چاہیئے۔ یہ بہت ضروری وصف ہے جو ایک محقق میں موجود ہونا چاہیئے۔ بغیر مطالعے کی تحقیق نہیں ہو سکتی۔ ایک دوست نے بتلایا کہ مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کا قول ہے کہ میرے ذہن میں ایک مرتبہ خیال آیا کی حدیث کی کتاب صحیح بخاری کی مشہور شرح فتح الباری پر کچھ کام کروں۔ فتح الباری بہت اچھی شرح ہے جو کہ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ ([38]) نے مرتب کی ہے۔ ([39]) علامہ ابن حجرؒ اس میں صحیح بخاری کی ایک حدیث سے متعلقہ جو

---

[38]۔ آپؒ کا پورا نام احمد بن علی بن محمد اور کنیت ابو الفضل ہے۔ قاہرہ مصر میں 773ھ / 1372ء کو پیدا ہوئے۔ بڑے عالم، محدّث اور مؤرّخ تھے۔ حصولِ علم میں مشکلات برداشت کیں۔ کثیر التصانیف علمی شخصیت ہیں۔ صحیح بخاری کی مشہور ترین شرح فتح الباری لکھی ہیں۔ اسماء الرجال وغیرہ پر قیمتی کتب لکھی ہیں۔ آپؒ قاہرہ مصر ہی میں 852ھ / 1449ء کو وفات پائی۔ (الاعلام، ج1، ص178)

[39]۔ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ صحیح بخاری کی شروحات کے بارے میں لکھتے ہیں : " صحیح بخاری کو جو مقبولیت حاصل ہوئی اس کی کوئی مثال امت مسلمہ کی تاریخ میں نہیں ملتی۔۔۔۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انسانی تاریخ میں کسی انسان کی علمی کاوش کو اتنی مقبولیت حاصل نہیں ہوئی جتنی امام بخاریؒ کی کتاب کو حاصل ہوئی۔ اس کی سینکڑوں شروحیں لکھی گئیں جن میں 53 شرحیں وہ ہیں جن کا ذکر حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں کیا ہے۔ حاجی خلیفہ ڈیڑھ دو سو سال پہلے ایک ترکی عالم گزرے ہیں۔ اُنھوں نے اسلامی علوم وفنون کی تاریخ اور ببلیو گرافیکل ہسٹری پر ایک کتاب کئی جلدوں پر مشتمل لکھی ہے جس کا نام کشف الظنون ہے۔ اس میں انھوں نے 53 شرحوں کا ذکر کیا ہے۔ امام بخاری کے ایک شارح ہیں مولانا عبد السلام مبارکپوری جن کی ایک کتاب ' سیرت البخاری ' مشہور ہے۔ اس میں انھوں نے 143 شرحوں کا ذکر کیا ہے۔۔۔۔ ہم یہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ آج امام بخاری کی اس کتاب کی کم وبیش دو سو شرحیں موجود ہوں گی۔۔۔۔ صحیح بخاری کے عربی زبان میں چار شرحیں مشہور ہیں، جو چار مختلف پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہیں۔ سب سے مشہور شرح جس کے بارے میں میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ The Commentry par excellence ہے۔ وہ حافظ ابن حجرؒ کی فتح الباری ہے۔ ابن خلدون نے لکھا تھا۔ ابن خلدون کا زمانہ حافظ ابن حجر سے ذرا پہلے کا ہے۔ انھوں نے جہاں یہ بحث کی کہ صحیح بخاری افضل ہے یا صحیح مسلم افضل ہے اور یہ رائے دی کہ کہ صحیح بخاری افضل ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ یہ کتاب جس درجہ کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احادیث ہوتی ہیں وہ اُس حدیث کی شرح بیان کر دیتے ہیں۔ دوست نے نقل کیا کہ مفتی تقی عثمانی صاحب کا قول ہے کہ میرا خیال تھا کہ کچھ حدیثیں ابن حجرؒ سے رہ گئی ہوں گی تو میں کیا کروں گا، میں اُن کا ایک تکملہ لکھوں گا جس میں وہ حدیثیں بھی لے آؤ جو ابن حجرؒ سے رہ گئی ہوں گی۔ کہتے ہیں، میں نے بہت محنت کی، بہت محنت کی، بہت غور کیا لیکن اُس کے بعد مجھے یہ محسوس ہوا کہ شاید میں چار حدیثوں سے زائد کا اضافہ نہ کر پاؤں گا۔ سات سو سال بعد اپنے وقت کا بہت بڑا عالمِ دین، جید عالمِ دین سات سو سال پہلے لکھی گئی کتاب کے اوپر، یعنی وہ اتنی اپ ڈیٹ (Update) ہے، آج بھی یعنی سات سو سال بعد بھی، کہ اُس موضوع میں کتاب کے مصنف کا اتنا مطالعہ ہے کہ آج کے دور کا بہت بڑا اور جید عالم دین اور محقق صرف چار حدیثوں سے زائد کا اضافہ نہ کر سکا۔ فتح الباری میں کتنی حدیثیں ہوں گی؟ ہزاروں حدیثیں ہوں گی۔ یہ ہے موضوع کا گہرا اور وسیع مطالعہ جو (محقق) علامہ ابن حجرؒ کا تھا۔ اس لئے حاصل یہ ہے کہ محقق کو موضوع کا گہرا اور وسیع مطالعہ ہونا چاہیئے۔

2۔ مختلف زبانوں پر عبور:

ایک محقق کو اپنی مادری زبان کے علاوہ بعض بین الاقوامی زبانوں مثلاً عربی اور انگریزی وغیرہ پر عبور حاصل کرنا چاہیے۔ ایک اچھا محقق وہ ہوتا ہے جسے اپنی مادری زبان کے علاوہ کوئی ایک اور بین الاقوامی زبان (International Language) بھی آتی ہو۔ یعنی یا عربی اچھی ہونی چاہیئے یا پھر انگریزی اچھی ہونی چاہیئے۔ اگر کسی کو صرف اردو آتی ہو تو ظاہر ہے کہ پوری دنیا میں تو اردو نہیں بولی جاتی، سارا علم اور ساری کتابیں اردو میں نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں وقت کے ساتھ ساتھ محقق کو اپنی صلاحیتیں بڑھانی چاہیئے۔ یہ صلاحیت مسلسل مطالعے سے بڑھتی ہے۔ اس سلسلے میں بڑی بڑی مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ہمارے ایک استاذ تھے کہ جن کا نام پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری تھا۔ آپ یونیورسٹی آف سرگودھا (UOS) کے وائس چانسلر بھی رہے ہیں۔ بہت قابل آدمی تھے، محنتی اور ذہین انسان تھے۔ ایک مرتبہ ہمارے پی ایچ ڈی کے کورس ورک (Course Work) کی ایک کلاس کے دوران عربی زبان (Arabic Language) کے بارے

ہے اُس کی شرح ابھی تک نہیں لکھی گئی اور امت مسلمہ کے ذمہ ایک فرض کفایہ ہے کہ اس کتاب کی ایک شرح لکھے۔ جب ابن خلدون کے کم و بیش نصف صدی بعد فتح الباری لکھی گئی تو لوگوں نے بالاتفاق کہا کہ جس قرض کا ذکر ابن خلدون نے کیا تھا وہ حافظ ابن حجرؒ نے امت کی طرف سے چکا دیا۔ حدیث کی کسی شرح میں جو معیارات ہونے چاہئیں، جس معیار اور پائے کی شرح ہونی چاہیئے اُس معیار اور پیمانہ کی شرح حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری کی شکل میں لکھ دی اور صحیح بخاری کی شرح کا حق ادا کر دیا۔۔۔۔ معیار اور کیفیت کے لحاظ سے فتح الباری کا درجہ بہت اونچا ہے۔ ایک حدیث ہے' لاهجرة بعد الفتح '۔' فتح مکہ کے بعد ہجرت کی ضرورت نہیں'۔ اس پر بعض لوگوں نے یہ کہا کہ' لا هجرة بعد الفتح ' یعنی فتح الباری کے بعد علم حدیث کے لئے اب ہجرت کرنے کی ضرورت نہیں۔ فتح الباری کا یہ مقام و مرتبہ ہے۔"(غازیؒ، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضراتِ حدیث، الفیصل ناشران و تاجرانِ کتب، اردو بازار لاہور پاکستان، 1429ھ / 2008ء، ص389 تا391)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں ایک بحث چھڑ گئی۔ بحث یہ تھی کہ عربی زبان ہم کیسے سیکھ سکتے ہیں، خاص طور پر جدید عربی زبان، تو انھوں نے ہمیں ایک گُر (Tip) کی بات بتلائی۔ اُنھوں نے کہا کہ میں نے عربی کیسی سیکھی؟ انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا کہ میں اس وقت تک رات کو نہ سوؤں گا جب تک میں عربی کے سو صفحات نہ پڑھ لوں۔ شروع میں وہ صفحے پڑھتا تھا جن میں ذرا کھلی کھلی لکھائی ہوتی تھی۔ وہ کہتے تھے میں نے ایک سال ایسا کیا تو مجھے عربی آ گئی اور بہت اچھی عربی۔ تو آپ اچھی عربی بول بھی لیتے تھے اور لکھ بھی لیتے تھے۔ ([40]) اس لئے کسی زبان کو سیکھنے کے لئے ہمت اور بار بار مشق (Practice) کی ضرورت ہوتی ہے۔ انگریزی سیکھنا ہو تو سنتے رہیں اور پڑھتے رہیں تو خود بخود آ جائے گی۔ آپ دیکھیئے! ڈاکٹر محمد حمید اللہ ([41]) سات آٹھ زبانیں جانتے تھے یعنی فارسی، فرنچ، جرمن، عربی اور اردو وغیرہ۔ اسی طرح مزید مثالیں ہم مولانا محمد تقی عثمانی اور ڈاکٹر بلال فلپس ([42]) وغیرہ کی دے سکتے ہیں۔([43])

---

[40]۔ عربی زبان میں بہتری لانے کے سلسلے میں جناب ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب اپنی ایک کتاب میں ایک سوال کا جواب یوں دیتے ہوئے لکھتے ہیں : " اگر آپ نے عربی زبان کی مناسب گرامر پڑھ رکھی ہے تو اب آپ زیادہ سے زیادہ عربی متن کا مطالعہ کریں، چاہے سمجھ میں آئے نہ آئے، چاہے حرکات اور اعراب درست پڑھ رہے ہوں یا غلط، اور مناسب عربی گرامر سے مراد اتنی عربی گرامر کہ جتنی چرتھاولی صاحب کی کتابوں علم الصرف اور علم النحو میں ہے بلکہ میں تو کہوں گا کہ یہ بھی کافی زیادہ عربی گرامر ہے اور اس سے زیادہ عربی گرامر تو وقت کا ضیاع ہے، بس۔ پس اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ گرامر پر گرامر پڑھنے سے آپ کی عربی بہتر ہو جائے گی تو یہ سوچ غلط ہے اور اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ لغت کو رٹا لگانے سے آپ کی عربی زبان کی استعداد بڑھ جائے گی تو یہ بھی غلط ہے۔ حل وہی ہے جو میں نے عرض کیا ہے کہ آپ آج سے عہد کر لیں کہ آئندہ رات اس وقت تک سوئیں گے نہیں جب تک کہ روزانہ عربی زبان میں چالیس صفحات کا مطالعہ نہ کر لیں۔ اور ایسا ایک سال تک کر لیں تو پھر دیکھیں کہ آپ کی عربی بہتر ہوتی ہے یا نہیں۔ عربی زبان کو بہتر بنانے کا ایک ہی حل ہے کہ عربی میں مطالعہ کریں اور زیادہ سے زیادہ کریں۔ عام عربی عبارت کوئی قرآن مجید نہیں ہے، بعض اوقات ہم اپنی اردو زبان میں حرکات غلط پڑھ جاتے ہیں تو عربی میں بھی پڑھ لیا تو کچھ گناہ نہیں ہو گا البتہ تصورات (Concepts) واضح رہنے چاہیں۔۔۔۔۔۔ الخ" (حافظ، محمد زبیر، ڈاکٹر، مکالمہ، ص244)

[41]۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ 9 فروری، 1908ء کو حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے تھے۔ آپؒ معروف محدث، فقیہ، محقق، قانون دان اور اسلامی دانشور تھے اور بین الاقوامی قوانین کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ تاریخ حدیث پر اعلیٰ تحقیق، فرانسیسی میں ترجمہ قرآن اور مغرب کے قلب میں ترویج اسلام کا اہم فریضہ نبھانے پر آپ کو عالمگیر شہرت ملی تھی۔ عمر بھر شادی نہیں کی تھی۔ کئی پی ایچ ڈی ڈگریاں حاصل کی۔ پیرس میں مقیم تھے اور کثیر التصانیف علمی شخصیت تھے۔ 17 دسمبر 2002ء کو وفات پائی۔(اردو ویکیپیڈیا، مورخہ 8 اگست 2021ء)

[42]۔ آپ کا پورا نام ابو امینہ بلال فلپس (Abu Ameenah Bilal Philips) ہے۔ 1946ء میں جمیکا میں پیدا ہوئے لیکن ابتدائی زندگی کینیڈا میں گزاری۔ مذہباً مسیحی تھے۔ کینیڈا میں کالج کے دوران اُن کی ایک جاننے والی خاتون نے اسلام قبول کر لیا پھر اُس کے بھائی نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ تب ڈاکٹر بلال نے بھی مختلف ادیان کا مطالعہ شروع کیا۔ اسی طرح حق کی تلاش کے دوران سب سے پہلے اُن کو مصری سکالر محمد قطب کی کتاب " اسلام اور جدید ذہن کے شبہات " (شبہات حول الاسلام) Islam the Misunderstood)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

3۔اُصولِ تحقیق سے واقفیت:

تیسری چیز ایک اچھے ریسرچر کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ تحقیق کے اُصول وضوابط سے واقف ہو۔ایک بندے کو پتا ہی نہیں کہ اُصولِ تفسیر کیا ہیں؟ اور کہتے ہیں کہ میں نے تفسیر لکھنی ہے۔ایک بندے کو پتا ہی نہیں کہ اُصولِ حدیث کیا ہیں؟ اور وہ کہتے ہیں کہ میں نے حدیث کی تحقیق کرنی ہے۔تو وہ یہ کام نہیں کر سکے گا۔تو اُصولوں کا علم ہو، اُصول وضوابط کا علم ہو۔ایک بندے کو ڈرائیونگ کرنے نہیں آتی تو اب اگر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ جائے تو کیا کرے گا، ظاہری بات ہے کہ ایکسیڈنٹ کر بیٹھے گا۔ اسی طرح اگر کسی ریسرچر کو تحقیق کے اُصول وضوابط کا پتا نہیں ہے تو وہ تحقیق کے نام پر فساد برپا کرے گا۔بقول شاعر

؎شیر مردوں سے ہوا بیشۂ تحقیق تہی
رہ گئے صوفی وملا کے غلام اے ساقی!

4۔دیگر سماجی علوم کا درک:

ایک محقق کے لئے یہ بھی ضروی ہے کہ وہ دیگر سماجی اور انسانی علوم مثلاً عمرانیات، سیاسیات، معاشیات، نفسیات اور فلسفہ وغیرہ میں کچھ نہ کچھ درک رکھتا ہو۔اچھا محقق وہ ہوتا ہے جس کو اِن علوم کے مبادیات یعنی (Fundamentals) کا علم ہو، اِن علوم کے بڑے بڑے نظریات کا علم ہو۔آپ دیکھیے! جب ڈاکٹر اسرار احمدؒ تقریر کر رہے ہیں تو لوگ حیران ہو جاتے ہیں۔اس کی وجہ کیا ہے، وجہ یہ ہے کہ اُن کا بیک گراؤنڈ میڈیکل سائنس کا ہے۔دنیا کے علوم کے ساتھ ملا کر قرآن مجید کی شرح اور اُس

(Religion) پڑھنے کا اتفاق ہوا۔پھر مولانا مودودیؒ کی کتاب دینیات کا انگریزی ترجمہ Towards Understanding Islam پڑھا۔جس سے اُنہیں اسلام کی حقانیت کا یقین ہو گیا۔اُنہوں نے کالج میں اسلام کا دفاع شروع کیا اور بالآخر کچھ عرصے کے غور وفکر کے بعد 1972ء میں اسلام قبول کر لیا۔ڈاکٹر بلال فلپس اسلام قبول کرنے سے قبل کنیڈا کے شہر ٹورنٹو کے ایک نائٹ کلب میں ایک میوزیکل گروپ کے رکن تھے لیکن قبول اسلام کے بعد انھوں نے موسیقی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دیا۔ڈاکٹر بلال فلپس نے مدینہ یونیورسٹی میں زیرِ تعلیم رہے اور وہاں سے بی اے کی ڈگری حاصل کی ہے۔کنگ سعود یونیورسٹی ریاض سعودی عرب سے ایم اے کی ڈگری حاصل کی ہے۔عربی اور انگریزی روانی سے بول سکتا ہے۔یوٹوب پر لیکچرز اور بیانات موجود ہیں۔سال 1994ء میں اسلامیات (Islamic Theology) میں یونیورسٹی آف ویلز یوکے (University of Wales UK) سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔قطر میں رہائش پذیر ہے اور سال 2001ء آن لائن اسلامک یونیورسٹی کی بنیاد رکھی۔اسی یونیورسٹی کا بانی اور چانسلر ہے۔برصغیر پاک وہند میں اُن کو زیادہ شہرت Peace TV کے پروگرامات کے ذریعے حاصل ہوئی جو کہ 24 گھنٹے اسلامک سیٹلائٹ ٹی وی چینل ہے۔ڈکٹر بلال فلپس کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں ۔(ویکیپیڈیا، انگریزی اور اردو، ڈاکٹر بلال فلپس، مورخہ 27مارچ 2020)

[43]۔اسی تناظر میں ہم مذکورہ علمی شخصیات کے علاوہ مفتی محمد اسماعیل منک، ڈکٹر محمد ذاکر نائیک، مولانا قاضی فضل اللہ ایڈوکیٹ اور ڈاکٹر شیخ یاسر قاضی وغیرہ کے نام بھی بطورِ مثال پیش کر سکتے ہیں ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا بیان لوگوں کو مسحور کر دیتا ہے۔اور اسی طرح وہ اپنے دروس قرآن میں کبھی ماڈرن سائیکالوجی کے بھی حوالے دیتے ہیں تو کبھی ماڈرن سائنس کا ذکر کرتے ہیں تو دنیاوی اعتبار سے پڑھا لکھا انسان انسپائر (Inspire) ہو جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جامعہ رحمانیہ لاہور میں رمضان کی طاق راتوں میں لوگ باہر صحن میں بیٹھے تھے کہ اندر سے مسجد چھوٹی سی تھی۔ تو وہاں پر انھوں نے جو اسپیکر (Speaker) بلوائے ہوئے تھے ،وہ بظاہر حلیے سے تو مولوی تھے لیکن ڈبل پی ایچ ڈی تھے۔ وہ منبر پر بیٹھے خطاب کر رہے تھے کہ اچانک انھوں نے انگریزی بولنا شروع کر دی۔ تو میرے دائیں بائیں جو نوجوان بیٹھے ہوئے تھے، انھوں نے جب انگریزی سنی تو اُن کے کان کھڑے ہو گئے اور باہر صحن سے دروازے کے اندر جھانک جھانک کر دیکھنے لگے کہ یہ کون سا مولوی ہے! تو اگر آپ چاہتے ہیں کہ لوگ آپ کی تحقیق سے انسپائر ہو جائیں تو آپ کو دوسرے علوم کا درک ہونا چاہیئے۔ مثلاً آپ اپنی تحریر و تقریر میں سائکالوجی کا ٹچ دے دیں۔ ظاہر ہے کہ سائیکالوجی سارا تو فساد نہیں ہے، انسانی نفسیات کا مطالعہ ہے نا! سب تو غلط نہیں ہے نا۔ جو مغرب نے کہا ہے بہت ساری اس میں ایسی باتیں بھی ہیں جو ہمارے دین میں بھی ہیں۔ کچھ دن پہلے یونیورسٹی کے ایک پروفیسر مجھے کہہ رہے تھے کہ دونوں مل کر اسلامک سائیکالوجی پر ایک کتاب لکھتے ہیں۔ اُنھوں نے ایک ویڈیو مجھ سے شیئر کی کہ مغرب میں ایک سائیکالوجسٹ نے ایک ریسرچ کی ہے۔ وہ ریسرچ یہ ہے کہ تین ماہ کا جو بچہ ہے وہ بھی خیر و شر کی تمیز رکھتا ہے۔' تین ماہ کا بچہ' اس کے اوپر ریسرچ ہے۔ یہ کیا بات ثابت کرتی ہے، یہ وہ بات ثابت کرتی ہے جو ہماری حدیث میں ہے کہ فطرت کے اندر اللہ تعالیٰ نے دین رکھ دیا ہے۔[44] یعنی خیر و شر کی تمیز۔ تو انھوں نے تین ماہ کے بچے کے پر جو تجربات کیے تھے، وہ سب اس ویڈیو میں شئیر کیے گئے تھے۔ اس ویڈیو میں تین ماہ کا بچہ اپنی آنکھوں کے ذریعے یہ پیغام (Message) دیتا ہے کہ یہ مجھے پسند ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تین ماہ کا بچہ جو چیز پسند کرتا ہے وہ اپنی آنکھوں سے اُس کی طرف توجہ دیتا ہے۔ اس طرح سے جو دیگر ڈسپلنز ہیں، ہم اسلامک اسٹڈیز کو اُن کے ساتھ ملا کر ریسرچ کریں کہ جسے انٹر ڈسیپلینری ریسرچ Inter disciplinary Research کہتے ہیں، یہ اب یونیورسٹیوں میں بہت چل رہی ہیں۔ یعنی دو ڈسیپلنز کو ملا کر ریسرچ کرنا۔ مثال کے طور پر آپ کہتے ہیں کہ میں اسلامی نفسیات (Islamic Psychology) میں ریسرچ کرتا ہوں یعنی اسلامک پلس سائیکالوجی۔ اسی طرح کوئی یہ کہے کہ میں اسلامی معاشیات (Islamic Economics) میں ریسرچ کرتا ہوں۔ ظاہر ہے کہ اکنامکس ایک علیٰحدہ ڈسپلن ہے اور اسلامک سٹڈیز ایک الگ ڈسپلن ہے۔ اسی طرح اسلامک سوشیالوجی (Islamic Socialogy)، اسلامی سیاست (Islamic Politics) وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح بائیو کمیسٹری کی مثال ہم دے سکتے ہیں جس میں بیالوجی اور کمیسٹری کو ملا کر ریسرچ کا ایک علیٰحدہ میدان بنایا گیا ہے۔ اسی طرح جیو فزکس میں جیالوجی اور فزکس کو ملا کر ایک نیا ڈسپلن متعارف کروایا گیا۔ بد قسمتی

---

[44]۔" كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ " (صحیح بخاری، ح1385)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے ہم (اسلامیات والے) اس طرف نہیں جا رہے، ہمیں جانا چاہیئے، دیگر سوشل سائنسز کے ساتھ اسلامیات ملا کر ہمیں ریسرچ کے لئے بڑے موضوعات مل سکتے ہیں۔ جو لوگ ہماری سوسائٹی میں معروف ہوئے یا جنہیں دانشور شمار کیا گیا جیسے علامہ محمد اقبالؒ([45]) ، اسی طرح مولانا ابوالکلام آزادؒ ([46]) اور مولانا مودودیؒ وغیرہ وغیرہ۔ اِن شخصیات میں سے اگر کسی سے ہمارا جتنا بھی کوئی علمی اختلاف ہو وہ اپنی جگہ، لیکن یہ بات طے ہے کہ سوسائٹی نے ان کو بڑا آدمی مانا ہے۔ یہ لوگ سوشل سائنسز کو جانتے تھے۔ جیسا کہ علامہ محمد اقبالؒ فلسفہ (Philosophy) میں ماہر تھے۔ ابوالکلام آزادؒ کا لٹریچر اور ادب میں مین بہت اچھا درک تھا، مولانا مودودیؒ کا سوشل سائنسز اور سیاسیات کے اندر بہت ذہن کھلا ہوا تھا۔ تو دوسرے مضامین کا مطالعہ ہو تو آپ ایک ایسی چیز لے کر آئیں گے کہ دنیا اُس کی طرف لپکے گی۔ آپ کوئی دوسرا موضوع لے لیں جو آپ کو پسند ہو ۔ اکنامکس اچھی لگتی ہو تو اُس کو اپنے مطالعے میں رکھا کریں، سائیکالوجی اچھی لگتی ہو تو اُس کی کتابیں اپنے مطالعہ میں رکھیں۔ اس طرح سے آپ کی ریسرچ ایک عمدہ ریسرچ کہلائے جائے گی۔

5۔ جدید تکنیکی آلات کا استعمال:

ایک اچھے ریسرچر کا امتیازی وصف یہ بھی ہے کہ وہ جدید تکنیکی آلات اور ذرائع مثلاً کمپیوٹر، انٹرنیٹ وغیرہ کا خوب استعمال کر سکتا ہو۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو اِن چیزوں سے واقف ہیں جبکہ حقیقت میں وہ آدھے واقف ہوتے ہیں۔ گوگل (Google) میں چیزیں سرچ کرنے کی مختلف طریقے معلوم ہوں۔ فیس بک کا استعمال، واٹس ایپ کا استعمال، مکتبہ شاملہ کا خوب استعمال، اِن چیزوں سے متعلق تمام آپشنز اور فیچرز کا علم ہونا چاہیئے۔ کبھی کبھار کسی چیز کو نٹ پر 30 مرتبہ سرچ کر کے بھی نہیں ملتی لیکن جب 31 ویں مرتبہ سرچ کیا جائے تو مل جاتی ہے۔ یعنی طریقے بدل بدل کر سرچ کرنا چاہیئے۔ بعض اوقات

---

[45]۔ علامہ محمد اقبالؒ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپؒ شاعرِ مشرق اور پاکستان کے قومی شاعر ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں اور مختلف زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ میونخ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی تھی۔ امت مسلمہ کی وحدت اور اتفاق کے قائل تھے۔ 9 نومبر 1877ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے تھے اور 21 اپریل 1938ء کو وفات پائی تھی۔ آپؒ کا مزار لاہور میں شاہی مسجد کے ساتھ واقع ہے۔ آپ نے امت کے نوجوانوں کو اپنی نظموں سے بیدار کر کے ہمت، آزادی اور خودی کا درس دیا ہے۔ (ویکیپیڈیا، مورخہ 8 اگست 2019)

[46]۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ عالم دین، مفسر، محدث مؤرخ، متکلم، فقیہہ اور مجتہد اور بلند مرتبہ سیاست دان اور اپنے وقت کے ابن تیمیہؒ تھے۔ 1305 ھ / 1888ء کو مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن مکہ اور مدینہ میں گزارا۔ چودہ سال کی عمر میں جامعہ ازہر مصر سے مشرقی علوم کا نصاب پڑھا۔ اُن کا سب سے عظیم کارنامہ قرآن مجید کی تفسیر ترجمان القرآن ہے۔ آپؒ ایک کثیر التصانیف علمی شخصیت تھے۔ ہندوستان کے وزیرِ تعلیم بھی رہے ۔ 1377ھ / 22 فروری 1958ء کو دہلی میں وفات پائی اور جامع مسجد لال قلعہ کے درمیان پریڈ گراونڈ میں دفن ہیں۔ (عراقی، عبد الرشید، تذکرۃ النبلاء فی تراجم العلماء، ص 273 تا 280) ؛ (عراقی، عبد الرشید، چالیس علمائے اہل حدیث، نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور پاکستان، س۔ ن، ص 252 تا 273)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طلباء مجھ سے پوچھتے ہیں کہ سر جی! یہ چیز تو انٹرنٹ پر نہیں مل رہی ہے۔ میں کہتا ہوں اچھا اس طرح سے تلاش کرو کہ ملتی ہے کہ نہیں۔ صرف گوگل میں لفظ لکھنا آتا ہے تو یہ مطلب نہیں کہ انٹرنیٹ کا استعمال آتا ہے۔ بعض اوقات کوئی چیز اردو کی بجائے انگریزی، عربی یا فارسی میں سرچ کی جائے تو مل جاتی ہے۔ بعض اوقات مناسب کی ورڈز (Key Words) کے استعمال سے چیزیں سامنے آ جاتی ہے۔ مطلب تکنیکی آلات کے استعمال میں محقق کے لئے مہارت حاصل کرنا چاہیئے اور اس کے ہاؤناؤ(How Now)سے آگاہی حاصل کرنا چاہیئے۔ ([47])

محقق کے ذہنی اوصاف:

ایک اچھے محقق کو علمی اوصاف کے علاوہ بعض ذہنی اوصاف کا بھی حامل ہونا چاہیئے۔ اس قسم کے بعض ذہنی اوصاف کا اجمالی تذکرہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

1۔ محقق تقلید پسند نہیں ہوتا ہے:

یہاں پر تقلید سے مراد ہمارا حنفی، شافعی، مالکی یا اہل حدیث ہونا نہیں ہے۔ ہم اُس طرف نہیں جا رہے ہیں وہ تو ایک پرانا قضیہ ہے اُس کو ہم نہ نمٹا سکتے ہیں اور نہ ہی اُس جھگڑے کو ہم ختم کر سکتے ہیں۔ ہم یہاں پر تقلید کا لفظ صرف اس کے لغوی معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ آپ یہ کلیم (Claim) کر رہے ہیں کہ آپ ریسرچر ہے۔ آپ سچ کو تلاش کرنے جا رہے ہیں۔ سچ کو تلاش کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اگر آپ کہیں کہ میں اس تحقیق میں مقلد ہوں تو ظاہر ہے کہ آپ سچ کو تلاش نہیں کرنے جا رہے ہیں۔ اسی طرح اگر آپ یہ پوزیشن لے لیں تو آپ کی تحقیق کا جو دعویٰ ہے وہ کمزور پڑتا جا رہا ہے۔ ہمارے ہاں ایک

---

[47]۔ آج کل تحقیق کی دنیا میں کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کا استعمال بہت بڑھ گیا ہے۔ انٹرنیٹ کے فوائد سے انکار ممکن نہیں۔ اس لئے محقق کو اِن امور کا ماہر ہونا چاہیئے ۔ مکتبہ شاملہ کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ہمارے پیارے استاد اور میرا پی ایچ ڈی سپر وائزر محترم جناب ڈاکٹر جانس خان صاحب اسسٹنٹ پروفیسر جامعہ ملاکنڈ طلباء کو کورس ورک کے پہلے روز سے کمپیوٹر اور لیپ ٹاف سے مانوس کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں اُن کا کردار لائق تحسین ہے۔ وہ کمپیوٹر کا اچھا خاصا ماہر ہے۔ ایم فل اور پی ایچ ڈی کے طلباء اس سلسلے میں دور دور سے اُن کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ مکتبہ شاملہ کے استعمالات اور مقالات کی تیاری کے تکنیکی اُمور پر اُن کو دسترس حاصل ہے۔ وہ ان امور میں صرف ماہر نہیں بلکہ طلباء کے ساتھ اُن کا خلوص اور ہمدردی بھی لامثال ہے۔ علوم اسلامیہ کے محققین اور طلباء کے لئے نٹ پر مختلف آن لائن مکتبے موجود ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر خالق داد ملک صاحب کی لکھی کتاب میں بھی بعض ایسے آن لائن مکتبوں کے ویب سائیٹس درج ہیں اور اِن کے علاوہ بھی بہت سے مکتبے موجود ہیں جس نے محققین کے لئے تحقیق کا کام آسان بنا دیا ہے۔ (ملک، خالق داد، پروفیسر ڈاکٹر، تحقیق و تدوین کا طریقہ کار، اردو بازار لاہور پاکستان،1436ھ / 2015ء،ص100 تا103)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بات کہی جاتی ہے اور وہ بالکل ٹھیک کہی جاتی ہے کہ جو شخص پی ایچ ڈی کرتا ہے وہ مجتہد ہوتا ہے لیکن مجتہد فی المسئلہ[48] ہوتا ہے۔ اُمید ہے بات سمجھ آگئی ہوگی۔ ایک مسئلے پر اُس نے پانچ سال لگا دیے۔ ایک مسئلے کے اوپر پانچ سال تحقیق کی۔ اس لئے اس مسئلے میں وہ مجتہد ہے، ویسے مجتہد نہیں کہ ہر مسئلے میں فتویٰ دینا شروع کریں۔ لیکن کم از کم اس مسئلے (موضوع) میں وہ مجتہد بن جاتا ہے۔ پی ایچ ڈی کا ایک ریسرچر جس موضوع پر ریسرچ کرتا ہے، وہ اُس موضوع پر چھوٹا موٹا مجتہد ہوتا ہے، یعنی اپنی رائے دینے کا اُس کو اختیار ہوتا ہے۔ تو پہلی بات محقق کے ذہنی اوصاف میں سے یہ ہے کہ محقق تقلید پسند نہیں ہوتا اور یہ بڑی اہم صفت ہے جو کہ ایک محقق میں ہونی چاہئے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ محقق بلا تحقیق کسی بات کو قبول نہیں کرتا ہے یعنی تحقیق کے ساتھ کسی بات کو قبول کرنا چاہیئے۔ ہم (محترم ڈاکٹر محمد زبیر صاحب) نے اُصولِ تحقیق کا مادہ پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری صاحب سے پڑھا تھا۔ انھوں نے اپنی کلاس میں ایک مثال بیان کی کہ ایک طالب علم میرے پاس مولانا احمد رضا خان بریلوی صاحب[49] کی ایک کتاب لائے۔ آپؒ بریلوی مکتب فکر کے بڑے علماء میں سے ہیں۔ مشہور و معروف شخصیت ہیں۔ اُن کی اس کتاب کا نام " فوز مبین در رد حرکت زمین "ہے۔ دراصل اُنھوں نے ایک رسالہ لکھا تھا کہ جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ زمین حرکت نہیں کرتی ہے۔ فوز مبین یعنی میرے پاس بڑی واضح دلیل ہے، در رد حرکت زمین، اس بات کو رد کرنے میں کہ زمین حرکت نہیں کر رہی ہے۔ استاذ صاحب نے بتلایا کہ وہ طالب علم اس موضوع پر ایم فل کرنا چاہتا تھا اور میرے پاس آکر مجھے کہا کہ سر! میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کتاب کے اوپر تحقیق کروں اور یہ ثابت کروں کہ زمین حرکت نہیں کر رہی ہے۔ پروفیسر صاحب فرمانے لگے کہ میں نے اُس اسٹوڈنٹ سے کہا کہ تمھاری اس بات سے تو میرا دماغ گھوم گیا اور تم کہتے ہیں کہ زمین نہیں گھوم رہی ہے۔ مطلب جس دور میں ہم بیٹھے ہیں اس دور میں ہم ایسی بات کریں گے صرف اس وجہ سے کہ ہمارے کسی بڑے عالم نے ایسی بات کہہ دی ہے تو یہ رویہ درست نہیں ہوگا یعنی محققانہ رویہ نہ ہوگا۔ اور سائنس اُن کا میدان نہیں تھا بلکہ اُن کا میدان علومِ اسلامیہ تھا لہٰذا اُنھوں نے دوسرے میدان میں بھی کچھ ایسی باتیں کردیں جس میں ہو سکتا ہے کوئی بات درست نہ ہو یعنی سائنس کا جو اپڈیٹڈ نالج (Updated

---

[48] ۔یہ وہ مجتہد ہوتا ہے جو کسی خاص مسلک کے چند مسائل میں اجتہاد کی اہلیت (Elegibility) رکھتا ہوں اور اس کو مجتہد خاص بھی کہا جاتا ہے۔(ابوزکی، فقہی مسلک کی حقیقت، ص87) ؛(ایضاً، آسان اُصولِ فقہ، مکتبہ قرآنیات، اردو بازار لاہور پاکستان، 1427ھ / 2006ء، ص 138)

[49] ۔پورا نام احمد رضا خان قادری بن مولانا نقی علی خان ہے۔ آپ ہندوستان کے بہت بڑے عالم اور صوفی اور شاعر تھے۔ 1272ھ / 1856ء کو بریلی" اترپردیش" میں پیدا ہوئے۔ دادا نے احمد رضا نام رکھا۔ اعلیٰ حضرت اور فاضل بریلوی کے نام سے مشہور ہے۔ آپ بریلوی مکتب فکر کے بانی تھے۔ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ 1340ھ / 1921ء کو وفات پائی۔ (اردو ویکیپیڈیا احمد رضا خان، مورخہ 8 مئی 2020ء)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(Knowledge) ہے، اُس کے مطابق نہ ہو۔ تو اب اگر ہم اُن کی بات کو ثابت کرنا شروع کر دیں گے اور ایم فل کا مقالہ لکھنا شروع کر دیں گے تو لوگ ہمارا مذاق اڑائیں گے کہ یہ مذہب کے نام پر کیا تحقیق پیش کر رہے ہیں۔ ہمارے مذہب کا دائرہ سائنس نہیں ہے کہ ہم اُس میں بھی بڑے بڑے دعوے شروع کر دیں۔ زمین کی حرکت اصلاً سائنس کا موضوع ہے ، مذہب کا نہیں۔

2۔ محقق ضعیف الاعتقاد نہیں ہوتا ہے:

ضعیف الاعتقاد آدمی کبھی بھی تحقیق نہیں کر سکتا۔ محقق کبھی توہم پرست نہیں ہو گا۔ جیسے دیکھئے نا! کہ فلاں چشمے کے پانی سے بڑی شفا ملتی ہے، جلد کی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ اب اگر محقق ضعیف الاعتقاد ہو گا تو وہ جا کر پانی استعمال کرے گا اور ٹھیک بھی ہو جائے گا تو فوراً اپنی تحقیق میں لکھے گا کہ میں نے خود جا کر استعمال کیا ہے اور سچا بھی ہو گا اس میں کہ میں نے خو جا کر استعمال کیا اور ٹھیک ہو گیا۔ لیکن اگر ضعیف الاعتقاد نہیں ہو گا تو کیا کرے گا، سائنسی وجہ (Scientific Reason) تلاش کرے گا۔ وہ کہے گا نہیں ، بات ایسی نہیں ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس پانی کے اندر کچھ ایسے عناصر ہیں کہ جو آپ کے جلد (Skin) کے لئے علاج (Treatment) کا باعث بن جاتے ہیں۔ وہ اس معاملے کی سائنٹفک توجیہہ کرے گا نہ کہ اُس کو کسی بابے کی کرامت بنائے گا۔ اب بات سیدھی ہو گئی۔ حاصل یہ ہے کہ ضعیف الاعتقاد آدمی تحقیق نہیں کر سکتا، وہ غلط نتائج (Wrong Findings) سامنے لا کر آئے گا اور تحقیق کے تقاضے پورے نہیں کرے گا۔ اور ایک بات کو فوراً مانے گا اور کہے گا کہ یہ فلاں پیر صاحب کی وجہ سے ایسی ہے۔ کرامت حق ہے تو جادو بھی حق ہے لیکن مارکیٹ میں اس وقت جو جادو اور کرامتیں دکھائی جا رہی ہیں، وہ سب سائنس ہے اور کچھ نہیں۔ اب تو جادو بھی اصلی نہیں رہا چہ جائیکہ کرامت اصلی ہو۔

3۔ چیزوں کو شک کی نظر سے دیکھے گا:

یہ ایک بہت اہم بات ہے کہ محقق چیزوں کو شک کی نظر سے دیکھے گا ۔ مقالے (Thesis) میں ایک فرضیہ (Hyphothesis) ہوتا ہے۔ ایک چیز فرض کی جاتی ہے کہ یہ ہے کہ نہیں ہے۔ اگر کسی کو پہلے سے یہ یقین ہو کہ یہ ہے تو یہ تو تحقیق نہیں ہے۔ تو محقق چیزوں کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

4۔ مواد کو مرتب اور منظم کرنے کی صلاحیت:

یہ بھی بہت اہم خاصیت ہے کہ محقق مواد کو مرتب اور منظم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اگر یہ صلاحیت نہ ہو تو پھر وہ اچھا محقق نہیں کہلائے جا سکتا۔ جو محقق ریاضی میں اچھا ہوتا ہے عام طور پر وہ اچھا محقق تصور کیا جاتا ہے۔ ریاضی کے سوالات میں Steps ہوتے ہیں جو ایک ریاضی دان کے ذہن میں چیزوں کو دیکھنے، سوچنے اور مرتب کرنے کے پیٹرن بنا دیتے ہیں۔ محقق ایک سوال کو حل کرتے ہیں تو قدم بہ قدم (Step by step) چلتے ہیں۔ جس محقق کی ریاضی (Maths) اچھی ہو وہ اگر تھوڑی محنت کرے تو اُس کی پریزنٹیشن بہت اچھی ہو جاتی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

5۔ اچھے حافظے کا مالک ہونا:

ایک اچھا محقق اچھے حافظے کا مالک ہوتا ہے۔ کسی کتاب میں کوئی چیز پڑھی تو اُسے یاد بھی رہنا چاہیئے کہ فلاں جگہ پڑھی تھی۔ اگر بھول جائے گا تو اس کو کیسے اپنے مقالے میں نوٹ کرے گا۔ اب تو لوگ چیزوں کو لکھتے ہیں، نوٹس لے لیتے ہیں، یہ بھی حافظہ ہی کی ایک صورت ہے کہ جسے محدثین کے ہاں ضبط سفینہ کہا جاتا ہے۔ اور اسمارٹ فون کی ایجاد اور استعمال نے تو نوٹس لینے سے بھی بے نیاز کر دیا ہے کہ کسی کتاب کی کوئی عبارت اپنے مقالے سے متعلق معلوم ہوئی تو فوراً اسے اپنے اسمارٹ فون میں اس کی ایک امیج لے لیں اور ساتھ ہی کتاب کے ٹائٹل پیج اور پرنٹ لائن یعنی کتاب کی اشاعت والی تفصیل کے صفحہ کی بھی۔ اور بوقت ضرورت اور حسب ضرورت اسے اپنے مقالے کا حصہ بنائیں۔ آج کل اکثر طلباء نوٹس کی بجائے امیجز Images لیتے ہیں۔ ([50])

محقق کے اخلاقی اوصاف:

محقق کے بعض اخلاقی اوصاف بھی ہیں جن میں سے چند ایک کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

1۔ رضائے الٰہی کا حصول:

بہت اہم اور سب سے اہم (Foremost) صفت ہے جو کہ ایک محقق کے لئے ضروری ہے اور وہ یہ کہ محقق کے لئے تحقیق سے اصل مقصود رضائے الٰہی کا حصول ہونا چاہیئے۔ دنیا، دولت مرتبے کے لئے تحقیق نہیں کرنا چاہیئے۔ ([51]) یہ بہت اہم بات ہے۔ ایم فل اور پی ایچ ڈی کرنے کے بعد دنیا خود بخود مل جاتی ہے لیکن محقق کا مقصد دنیا نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمارے استاذ پروفیسر محمد اکرم چوہدری صاحب فرماتے تھے کہ بعض طلباء ہمارے پاس آکر کہتے تھے کہ ہم ایم فل اور پی ایچ ڈی کرنا چاہتے ہیں تاکہ 5 یا 10 ہزار انکریمنٹ (Increment) لگ جائے۔ تو اس قسم کے لوگوں کا مقصد کوئی تحقیق کرنا نہیں ہوتا۔ انکریمنٹ لگنا کوئی بری چیز نہیں ہے لیکن محقق کا مقصد یہ نہ ہو، اس کو اصل مقصود نہ بنایا جائے، یہ بات ہم کر رہے ہیں۔ اگر اس کو اصل

---

[50]۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی محقق کو اپنے موضوع کے بارے کسی کتاب میں کوئی بات یا کوئی عبارت نظر آ جائے وہ کتاب کسی لائبریری میں موجود ہو تو وہ اپنے موبائل میں اس عبارت والے صفحے کا تصویر لے گا اسی طرح متعلقہ کتاب کے ٹائٹل پیج اور اندرونی پیج کا بھی تصویر لے گا اور پھر مقالے میں جب وہ عبارت شامل کرے گا تو کتاب کا پورا حوالہ لکھنے کے لئے ٹائیٹل پیج سے کتاب اور مصنف کا نام لکھے گا جبکہ اندرونی صفحے سے سن اشاعت اور مکتبے وغیرہ کا نام لکھے گا۔ اس لئے ان چیزوں کو محفوظ کرنا لازمی ہے۔

[51]۔ اور یہی وجہ ہے کہ بعض محدثین نے اپنی مرتب کردہ احادیث کی کتابوں میں یہ حدیث ابتدا میں نقل کیا ہے جس سے واضح اشارہ یہ ملتا ہے کہ ہر نیک کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول مقصد ہونا چاہیے۔ امام بخاریؒ نے بھی اس حدیث کو اپنے صحیح کے آغاز میں نقل فرمایا ہے۔ " إنما الأعمال بالنيات وإنما لكل امرىء ما نوى ----- الخ " (امام بخاریؒ، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور پاکستان، س۔ن، ح 1، ج 1 ص 56)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقصود بنایا جائے گا تو پھر تحقیق کا معیار گر جائے گا۔ ایسے شخص کی کوشش ہوگی کہ بس میرا موضوع پاس ہو جائے، خواہ تھرڈ کلاس ٹاپک ہی کیوں نہ ہو اور اس کی کوشش ہوگی کہ بس مقالہ جمع کروادوں، بھلے تحقیق کے تقاضے پورے ہو رہے ہیں یا نہیں ۔ تو ایسے شخص کا اصل مقصد علم و تحقیق نہیں بلکہ خود مقالہ کرنا بن جاتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح بس مقالہ ہو جائے سہی۔

2۔ سرقہ اور فریب سے گریز کرنا:

محقق سرقہ (Plagiarism) اور فریب سے گریز کرے گا۔ سرقہ ادبی چوری کو کہا جاتا ہے۔ کسی اور کی تحقیق کو آگے پیچھے کر کے اپنے مقالے میں پیش نہیں کرنا چاہیئے۔ جس سے استفادہ کیا ہے اس کو اپنے سابقہ کام کے جائزے (Literature Review) میں مقدمے کے اندر ذکر کرنا چاہیئے۔ علوم اسلامیہ میں بہت سرقہ ہو رہا ہے۔ کچھ جگہوں پر مجھے خود ہی ممتحن (Examiner) بن کر جانے وائیوا لینے کا اتفاق ہوا ہے۔ یقین مانیے! آٹھ آٹھ بلکہ سولہ سولہ صفحات کے اقتباسات چل رہے ہیں اور درمیان میں ایک لفظ بھی مقالہ نگار کا نہیں ہوتا ہے۔ محقق کا اپنا کچھ نہیں ملتا، صرف یہ ہے کہ "اللہ فرماتا ہے" یا "فلاں امام صاحب لکھتے ہیں" وغیرہ۔ محقق کے الفاظ صرف یہ ہیں باقی سب اقتباسات ہوتے ہیں۔ یہ بڑی حیرانگی کی باتیں ہیں ۔ پورے مقالے میں محقق کے صرف دو چار جملے ہوتے ہیں۔ انگریزی میں یہ چیزیں نہیں چلتی۔ انھوں نے ایک سافٹ ویئر بنایا ہوا ہے جسے ٹرنیٹن ([52]) کہا جاتا ہے۔ اس لئے انگریزی والے خوب پھنسے ہوئے ہیں۔ اب یہ سافٹ ویئر آئیڈیاز (Ideas) بھی پکڑ سکتا ہے۔ ٹرنیٹن (Turnitin) ایک سافٹ ویئر ہے ۔ مختلف علوم مثلاً انگریزی، سوشل سائنسز، سائیکالوجی، فزکس، کمیسٹری اور بیالوجی وغیرہ میں جو مقالے آتے ہیں۔ تو انھوں نے ایک پورٹل (Portal) بنادیا ہے۔ سب مقالہ جات اس کے اندر ایک جگہ سافٹ کاپی کی شکل میں ڈال دیتے ہیں جو دنیا میں جہاں بھی ہو رہے ہیں۔ آپ نے جو مقالہ لکھا ہے وہ بھی ڈال دیتے ہیں۔ تو وہ دوسرے مقالہ جات کے ساتھ میچ کر لیتے ہیں تو فوراً ہائی لائٹ کر دیتے ہیں کہ فلاں جگہ سے اٹھایا گیا ہے یا انٹرنٹ (Inter Net) سے اٹھایا گیا ہے اور اتنی فی صد پلیجرزم ہے۔ اردو میں ابھی کوئی ایسا Turnitin بنا نہیں ہے البتہ اس کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ پوری دنیا میں مقالہ جات لکھنے میں دو نمبری کی جاتی ہے۔ اب HEC نے E Print کے نام سے ایک ویب سائیٹ بنائی ہے جس پر انھوں نے پی ایچ ڈی وغیرہ کے سارے مقالہ جات پی ڈی ایف فارمیٹ میں اپ لوڈ

---

[52]-Turnittin is an American commercial , Internet based plagiarism detection service which is a subsidiary of advance founded in 1997 , universities and high schools typically buy licences to use the software as a sevice (SaaS) website , which checks submitted documents against its data base and the content of other websites with the aim of identifying plagiarism . Results can identifiy similirities with existing sources , and can also be used informative assessment to help student learn to avoid plagiarism and improve their writing .
(en. wikipidia . org / wiki / Turnitin Access date is 31/ 03 / 2020)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنا شروع کر دیے ہیں۔ اگلے مرحلے میں ہو سکتا ہے کہ اردو کا بھی کوئی Turnitin بن جائے۔ پھر اسلامیات والوں کا بھی پلیجرزم معلوم کیا جاسکے گا۔ اب تو اسلامیات میں اتنی سرقہ ہے کہ کوئی حد نہیں۔ ایک ہی موضوع کے اوپر تین مقالہ جات خود میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ ایک نے اس موضوع پر کام کیا، پھر دوسرے نے کیا پھر تیسرے نے کیا۔ ایک شخصیت کے اوپر تینوں محققین نے تحقیق کی تھی۔ ظاہری بات ہے پہلے نے کام کیا جبکہ دوسرے دو نے اس سے استفادہ کیا۔ چوتھا مجھے ایک دفعہ کہنے لگے کہ سر میں اس موضوع پر کام کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا تین تو ہوئے ہیں۔ اسی طرح آپ دیکھ لیں کہ صرف مولانا احمد رضا خان صاحب پر پی ایچ ڈی کے بیس مقالہ جات ہوئے ہیں۔ تو اب وہ کیا نکالیں گے اس میں سے، ظاہر بات ہے کہ سب ایک دوسرے سے استفادہ کریں گے۔ اب اردو بازار لاہور سے کتاب کا عنوان بدل بدل کر پیش کیا جاتا ہے، اسی طرح مقالات کا عنوان بدل بدل کر پیش نہیں کرنا چاہیئے لیکن بد قسمتی سے ایسا ہو رہا ہے۔ اور اوور لیپنگ تو بہت زیادہ ہو رہی ہے کہ مقالے کے ایک یا دو شروع کے تعارفی ابواب تو بیسیوں مقالہ جات میں ایک جیسے ہوتے ہیں جیسا کہ اجتہاد کے موضوع پر جو بھی مقالہ ہوگا، اس کا پہلا باب ایک ہی جیسا ہوگا کہ ایک محقق نے اچھا چھاپ لیا تھا تو اب بعد میں آنے والوں نے اسی کی کاپی کر لی اور اپنے مقالہ کا تعارفی باب وہاں سے اٹھا لیا۔

3۔ غیر جانب داری کی صفت سے متصف ہونا:

محقق کو غیر جانب دار (Impartial) ہونا چاہیئے اور متعصب (Biased) نہیں ہونا چاہیئے۔ غیر جانب دار محقق کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ اپنے مسلک، حزب اور گروہ پر بھی تنقید کر سکتا ہو، یعنی اس سے بھی علمی اختلاف کر سکتا ہو۔ کبھی کبھی اپنی غلطی بھی مان سکتا ہو۔ غلطی ہر بار دوسرے کی نہیں نکل سکتی کبھی کبھی آپ کی بھی نکل سکتی ہے۔[53]

4۔ محقق حقیقت پسند ہوگا:

اخلاقی اوصاف میں یہ بھی شامل ہے کہ محقق حقیقت پسند ہوگا۔ نئی حقیقت واضح ہونے پر اسے قبول کرنے کا مادہ رکھتا ہو۔ یہ نہیں کہ وہ ریسرچ کرنے بیٹھ جائے اور ایک نئی حقیقت سامنے آجائے تو وہ قبول کرنے کے لئے تیار ہی نہ ہو۔ یعنی وہ یہ نہیں کہے گا کہ میں تو کچھ اور ثابت کرنا چاہتا تھا اور یہ تو کچھ اور ہی نکل آیا۔ تو جو نکل آیا ہے، وہ اس کو قبول کرے گا۔

5۔ احساس برتری کا شکار نہ ہوگا:

---

[53]۔ وہ اپنے حزب کے قائد کو معصومیت کے درجے پر فائز نہیں کرے گا کبھی کبھی وہ اپنے شیخ اور استاذ سے بھی علمی اختلاف کرے گا۔ اس قسم کی علماء کی مثالیں ہمیں ماضی قریب میں مولانا گوہر رحمانؒ، ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ اور موجودہ دور میں ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف صاحب اور ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب کے روپ میں مل سکتی ہیں۔ اُن کی لکھی گئی کتابوں اور بیانات سے اُن کی اس طرز عمل کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

محقق احساس برتری (Superiority Complex) کا شکار نہ ہو گا۔ منکسر المزاج ہو گا۔ وہ مقالے میں ایسے جملوں کا استعمال نہ کرے کہ جس سے احساس برتری کی بو آتی ہو، بلکہ انکساری، شائستگی اور محققانہ اُسلوب سے کام لے کر اپنی بات پیش کرنے کا ہنر جانتا ہو گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب پنجم : تحقیق سے پہلے کے بعض مراحل

کچھ اُمور اور مراحل ایسے ہیں جن کے ساتھ ہماراواسطہ تحقیق یعنی ریسرچ ورک شروع کرنے سے پہلے پڑتا ہے۔ اِن اُمور و مراحل کا کچھ کچھ تذکرہ ذیل میں مختصراً کیا جاتا ہے۔

1۔ موضوع کا انتخاب:

تحقیق شروع کرنے سے پہلے کے مراحل میں سب سے اہم مرحلہ موضوع کا انتخاب ہے۔ موضوع کے انتخاب میں درج ذیل اُمور کا خیال رکھنا لازمی ہے۔

1۔ موضوع کی مقصدیت:

جب موضوع کا انتخاب کیا جاتا ہو تو اس کے اسباب واضح طور پر سامنے ہونا چاہیئے یعنی یہ معلوم ہو کہ کیوں اس موضوع کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ اکثر اوقات طلباء کے پاس جواز (Justification) کے لئے یہ بات ہوتی ہے کہ آرام سے خطہ پاس ہو جائے گا۔ تو یہ طرز عمل درست نہیں ہے۔ موضوع ایسا ہونا چاہیئے جس میں ہمارے لئے بھی کوئی لرننگ (Learning) ہو اور سوسائٹی کا بھی فائدہ ہو یعنی جو بامقصد ہو ۔

2۔ موضوع کی تحدید:

موضوع بہت لمبا نہیں ہونا چاہیئے۔ محدود اخراجات میں موضوع نمٹنا چاہیئے۔ لمبا موضوع نہیں لینا چاہیئے جیسا کہ " فرعون کی لاش جو احرام مصر میں پڑی ہے وہ وہی فرعون کی لاش ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے" ۔ ظاہر بات ہے کہ اس کام کے لئے آپ کو سب سے پہلے مصر کا ویزٹ کرنا پڑے گا۔ تو آنے جانے کے لئے ٹکٹ ہونا چاہیئے۔ یا یہ موضوع کہ مصاحف عثمانیہ کی تحقیق۔ وہ مصاحف جو عثمانؓ کی طرف منسوب ہے، مصاحف عثمانیہ کہلاتے ہیں۔ اِن میں سے ایک تاشقند ([54]) میں ہے اور دوسرا استنبول ([55]) میں ہے اور تیسرا قاہرہ ([56]) میں ہے۔اس موضوع پر کام کرنے کے لئے آپ ان شہروں اور ملکوں کی طرف جائیں گے اور اِن مقامات کا وزٹ کریں گے اور میوزیم میں ان مصاحف کے قلمی نسخوں کا مطالعہ کریں گے تو تب ہی یہ تحقیق صحیح معنوں میں تحقیق کہلائے گی۔ تو ایسا موضوع منتخب کرنا چاہیئے جو محدود اخراجات میں نمٹ سکتا ہو۔ یہ نہیں کہ آپ اُس کے لئے ایک لائبریری خرید لیں۔

---

[54]۔ تاشقند ازبکستان اور صوبہ تاشقند کی دارالحکومت ہے۔

[55]۔ استنبول ترکی کی ایک مشہور شہر ہے۔

[56]۔ قاہرہ مصر کی ایک مشہور شہر ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

3۔ معرفت اور امکانِ تحقیق:

محقق کو موضوع کی معرفت بھی ہونی چاہیئے۔ موضوع قابل معرفت ہو یعنی محقق کی سمجھ میں آرہا ہو۔ اس میں امکانِ تحقیق بھی موجود ہو۔ امکانِ تحقیق کا مطلب یہ ہے کہ اُس موضوع پر تحقیق کا امکان (Possibility) موجود ہو۔ اس قسم کا موضوع نہیں لینا چاہیئے جس پر کتابیں ہی نہ ملیں۔ کئی طلبہ کو میں سمجھا رہا ہوتا ہوں کہ ٹھیک ہے کہ موضوع تو پاس ہو جائے گا لیکن مواد کہاں سے ملے گا۔ یعنی موضوع تو پاس کرلیں گے اُس کے انوکھا ہونے (Uniqueness) کی وجہ سے، نادر ہونے کی وجہ سے لیکن جب کتابیں ڈھونڈنے چلے جاؤ گے تو پھر سوچ آئے گی کہ غلطی کی ہے۔

4۔ موضوع کی اہمیت:

موضوع کی اہمیت کو بھی مد نظر رکھنا چاہیئے مثلاً حالیہ مسئلہ ہو یا معاشرتی مسئلہ ہو۔ اپنے ذاتی مسئلہ پر تحقیق نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر آپ کا ذاتی مسئلہ سوسائٹی کا بھی مسئلہ ہے تو پھر تحقیق کرلینا چاہیئے۔ یعنی اگر آپ کو یہ مسئلہ ہو کہ ابا جان کو میری شادی جلد کرنا چاہیئے تو اس قسم کے موضوع پر تحقیق نہیں کرنا چاہیئے۔ صرف ابا جان کو اس پر قائل کرنا چاہیئے۔ ہاں! آپ اس پر کام کرسکتے ہیں کہ نوجوانوں کی شادیاں جلد نہ کرنے کے کیا مسائل ہیں، یا یہ کہ جلدی شادیاں کی جائے تو جوڑوں کے ایڈ جسٹمنٹ کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ ایک دعویٰ ہے اور اس پر کام کیا جائے تو اچھا کام کہلایا جاسکتا ہے۔

5۔ تکرار سے گریز:

موضوع کی انتخاب میں تکرار نہیں ہونا چاہیئے۔ مطلب پہلے سے ایک موضوع منتخب کیا گیا ہے اور اب عنوان بدل بدل کر رگڑا لگایا جائے تو یہ کام مناسب نہیں جیسا کہ تفسیر طبری میں امام ابن جریر طبری کا منہج تفسیر اور امام ابن جریر طبری کا منہج تفسیر، اسی طرح کے ملتے جلتے عنوانات، تو اِن سب کا مطلب ایک ہے اس لئے تکرار نہیں ہونا چاہیئے۔ یا یہ کہ دو تفسیروں کا تقابلی جائزہ، فلاں فلاں کتاب کا تقابلی مطالعہ، اس قسم کے موضوعات کو ہم نے بہت رگڑا لگالیا ہے۔([57])

6۔ شخصیات کی سوانح عمری:

---

[57]۔ بعض مرتبہ ایسا کیا جاتا ہے کہ کسی سکالر کو کسی تفسیر پر کام حوالہ کیا جاتا ہے اور موضوع کے نام کے ساتھ تحقیق اور تدقیق کے لاحقے اور سابقے لگائے جاتے ہیں۔ لیکن وہ صرف مفسر کے کام کا برائے نام دفاع کرنا شروع کردیتا ہے۔ کوئی نیا کام نہیں کرتا ہے۔ مفسر کے ساتھ کوئی علمی اختلاف بھی نہیں کرتا۔ اسی طرح اگر مفسر نے کوئی کمزور اور بے دلیل بات لکھی ہوتی ہے تو نام نہاد محقق کو اس کی نشاندہی کی توفیق بھی نصیب نہیں ہوتی ہے۔ تو یہ کام تحقیق کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ اس قسم کی پریزینٹیشن سے گریز کرنا چاہیئے۔ بقول اقبالؒ:

؎ شیر مردوں سے ہوا بیشۂ تحقیق تہی
رہ گئے صوفی و ملا کے غلام اے ساقی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کسی شخصیت کی سوانح عمری (Biography) پر کام آج کل پسند نہیں کیا جاتا ہے۔ مطلب کسی شخصیت کے اوپر کام کرنا کوئی اعلیٰ قسم کی تحقیق نہیں کہلائی جا سکتی۔([58])

7۔ موضوع کی وسعت:

انتہائی وسیع موضوع کا انتخاب نہیں کرنا چاہیئے۔ موضوع Specific اور محدود ہونا چاہیئے۔ موضوع بہت وسیع ہو تو بحث پھیل جائے گی۔ موضوع فوکس (Focus) ہونی چاہیئے یعنی ایک خاص نکتے کے اوپر ہونی چاہیئے۔ مثلاً اگر کوئی یہ موضوع لے ' اہلِ حدیث کا احناف سے اختلاف کیا ہے؟ ' تو یہ ایک وسیع موضوع ہے۔ اس قسم کا موضوع نہیں لینا چاہیئے۔

8۔ مفروضے کا تعین کرنا:

مقالے میں مفروضے (Hypothesis) کا تعین کرنا چاہیئے۔ مفروضے کا مطلب ہے کہ آپ نے ایک چیز فرض کر لیا کہ یہ ہے کہ نہیں۔ مثلاً یہ کہ ' اہل حدیث کے نزدیک رکوع کی رکعت ہو جاتی ہے کہ نہیں' یہ ایک مفروضہ ہے۔ اب آپ اس پر تحقیق کریں گے۔ آپ کو نہیں پتا ہوتا ہے کہ رکوع کی رکعت ہوتی ہے کہ نہیں۔ آپ تحقیق کریں گے اور اُس کے بعد نتائج معلوم کریں گے۔ یہ سوال کی طرح تھا اور اس کا جواب آپ معلوم کریں گے۔ تو فرضیہ ایک سوال کی طرح ہوتا ہے جس کی جواب کے لئے آپ ریسرچ کریں گے۔ اسی طرح یہ سوال (مفروضہ) کہ ' جلدی شادی کی صورت میں ذہنی ہم آہنگی زیادہ ہوتی ہے '، ہم آہنگی ہوتی ہے کہ نہیں ہوتی، آپ کو پتا نہیں ہے۔ آپ تحقیق کریں گے تو معلوم کریں گے۔ جن لوگوں کی جلدی شادی ہوگئی ہے آپ اُن کے پاس جائیں گے۔ اُن سے سوالات پوچھیں گے اور فارم فِل (Fill) کروائیں گے۔ اس کے بعد آپ اپنے نتائج یعنی (Findings and Results) دیں گے۔

تمام بحث کا حاصل یہ ہے کہ تحقیق شروع کرنے سے پہلے کے مراحل میں موضوع کا انتخاب سب سے اہم اور ضروری عمل ہے۔ اور موضوع کا انتخاب ہو جائے تو گویا ریسرچ کا بڑا حصہ مکمل ہو گیا یعنی بیس فی صد مقالہ لکھا گیا اور اگر ساتھ میں خطۃ البحث بھی تیار ہو جائے تو ایسا ہی ہے جیسے آپ نے پچاس فی صد مقالہ کر لیا ہو۔ تو اِن دونوں مراحل کو بہت اہمیت دیں۔ اور موضوع بھی ایسا ہونا چاہیئے جس میں جدت و ندرت (Innovation) ہو۔ جس کی اہمیت ہو، جو سوسائٹی کے لئے مفید بھی ہو اور جس میں لرننگ کے لئے بھی بہت کچھ ہو۔ اسی طرح تحقیق کا موضوع جذباتی نہیں ہونا چاہیئے۔ موضوع کو بہت ملخص بھی نہیں کرنا اور بہت لمبا بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ پہلے سے اس پر کام نہ ہوا ہو اور دستیاب وسائل میں اس پر کام کیا جا سکے۔ غرض موضوع کا چناؤ بھی تحقیق کا ایک اہم، بنیادی اور قابل احتیاط عمل ہے۔

---

[58] ۔ ماضی میں اس قسم کے موضوعات پر بہت کام ہو چکا ہے جس کا کچھ نہ کچھ تذکرہ کتاب میں مختلف جگہوں پر کیا گیا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب ششم : تحقیقی منصوبہ پر کام کی شروعات

تحقیق کا عملی کام کیسے شروع کرنا ہے۔ بہت سارے لوگ سوال کرتے ہیں کہ ہم مقالہ (Thesis) لکھنا کیسے شروع کریں۔ ایک بات یہ ذہن میں رکھیں کہ اُس بندے کے لئے مقالہ لکھنا بہت آسان ہو جاتا ہے جو کمپوزنگ (Composing) جانتا ہو۔ اس لئے کمپیوٹر پر لکھنا سیکھ لیں۔ اس کو اپنے لئے فرض قرار دے لیں کہ مقالہ خود ہی لکھنا ہے۔ کمپیوٹر پر لکھتے رہیں تو کمپوزنگ خود بخود آجائے گی۔ اور یہ بہت اہم چیز ہے۔ دوسروں سے لکھوانے اور کمپوز کرانے میں بہت سے مسائل ہوتے ہیں اور ہر لحاظ سے ایک مشکل کام ہے۔ اگر خود کمپوزنگ جانتے ہوں گے تو صبح شام یا دن رات میں جب چاہیں گے مقالہ میں کمی بیشی کرلیں گے، دوسری صورت میں کمپوزر کے محتاج رہیں گے اور اس کے نخروں اور اس کی طرف سے تاخیر کا سامنا بھی رہے گا اور پیسے علیحدہ سے دینے پڑیں گے۔ مقالہ جمع کروانے میں اکثر و بیشتر تاخیر کی وجہ کمپوزر بھی بن جاتے ہیں کہ آپ کو وقت پر آپ کا کام واپس نہیں کرتے۔ تو شروع میں مشکل لگے گا لیکن دنیا میں کوئی کام بھی مشکل نہیں ہے۔ پہلی مرتبہ سائیکل چلائیں گے تو عین ممکن ہے کہ دو چار مرتبہ گرنے پر ہمت ہار بیٹھیں لیکن اگر لگیں رہیں گے تو پھر ایسا وقت بھی آجائے گا کہ ہاتھ چھوڑ کر بھی سائیکل چلالیں گے اور ایک پہیے پر بھی۔ راقم نے اپنا پی ایچ ڈی کا پورا مقالہ دو انگلیوں سے لکھا۔ ہوا یہ کہ جن دنوں مقالہ جمع کروانا تھا تو میرا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا کہ جس سے ہاتھ پر کافی چوٹیں آئیں تھیں۔ تو ایک ہاتھ کی دو انگلیوں سے لکھا کرتا تھا کہ عزم یہی تھا کہ خود ہی لکھنا ہے۔ تو چھ ماہ ایسا ہی کیا اور پھر ان دو انگلیوں سے ایسی ٹائپنگ سپیڈ بن گئی کہ جیسی دو ہاتھوں سے ہوتی ہے۔ تو مقالہ پر عملی کام شروع کرنے کے چند تدریجی مراحل درج ذیل ہیں۔

1۔ خاکہ تحقیق بنانا:

تحقیق کے منصوبہ میں آپ نے عنوان پہلے سے منتخب کرلیا ہوا ہے۔ اب آپ نے خاکۂ تحقیق (Synopsis) تیار کرنا ہے ([59]) جسے خطہ بھی کہا جاتا ہے۔ خاکۂ تحقیق یا خطہ آٹھ دس صفحوں کا ایک بیان ہوتا ہے۔ شروع میں اُس کا ٹائیٹل پیج (Title Page) ہوتا ہے۔ پھر دو تین صفحوں پر مشتمل مقدمہ (مختلف چیزوں پر مشتمل) ہوتا ہے۔ اُس کے بعد ابواب و فصول کے نام لکھے ہوتے ہیں اور پھر مصادر و مراجع کا ذکر ہوتا ہے۔ مصادر و مراجع اپنے موضوع سے متعلق ہونا چاہییں۔ کم از کم بیس، پچیس کتابیں ہونی چاہیئے۔ خطہ میں سب سے اہم چیز ابواب و فصول کو قائم کرنا ہے۔ یہ ڈھانچہ ہوتا ہے۔ مکان بنانے سے پہلے

---

[59]۔ لفظ "Synopsis" کا لغوی معنی " ایک ساتھ نظر ڈالنا " ہے۔ " Syn " کے معنی " ایک ساتھ " اور " Opsis " کے معنی " دیکھنا " کے ہیں یعنی تحقیق کے لئے کسی منتخب موضوع کو ابواب، فصول اور مباحث وغیرہ میں تقسیم کرنے کو خاکۂ تحقیق یا اوٹ لائن (Outline) کہا جاتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک نقشہ بنانا ہوتا ہے اسی طرح مقالے میں خاکہ یا خطہ ہے جو یہ ابواب وفصول ہیں۔ پی ایچ ڈی میں عموماً 5 سے 7 ابواب ہوتے ہیں اور ایم فل میں 3 یا 4 ہوتے ہیں۔ ہر باب میں دو چار فصلیں بنانی ہوتی ہیں۔ یہ بہت اہم کام ہے۔ اس پر تھوڑا وقت لگانا چاہیئے۔ ابواب وفصول مقالے کا ایک کنجی (Key) ہوتا ہے۔ موضوع کے انتخاب کے بعد سب سے اہم مرحلہ خاکۂ تحقیق (Synopsis) کی تیاری ہے۔ یہ ایک ڈھانچہ ہے جس میں اب رنگ بھرنا ہے یعنی مقالے کی تیاری ہے۔ جب ایک دفعہ Synopsis پاس ہو جائے تو پھر آپ اس میں عموماً کسی باب (Chapter) کا اضافہ نہیں کر سکتے جبکہ فصل میں کچھ اضافہ ممکن ہوتا ہے لیکن اس میں بھی پی ایچ ڈی میں یہ کہتے ہیں کہ احتیاط کرنی چاہیئے۔ اِن ابواب وفصول کی تیاری میں کسی بڑے عالم یا سپروائزر کے ساتھ مشورہ کرنا چاہیئے اور یہ ابواب وفصول اُس کو دکھانا چاہیئے اور اُس سے فیڈ بیک (Feed Back) لینا چاہیئے۔ اسی طرح لکھنے میں بھی آسانی ہو جائے گی اور گائیڈ لائن بھی مل جاتی ہے۔ ([60])

مقالے پر کام کی شروعات قدم بہ قدم:

مقالے پر عملی کام شروع کرنے کے سلسلے میں آسانی کے خاطر چند تجاویز اور Tips دی جاتی ہیں جو کہ نکات کی شکل میں درج ذیل ہیں۔

1۔ سب سے پہلے کمپیوٹر میں ایک خالی فولڈر (Folder) بنالیں اور اس کے لئے ایک نام رکھ لیں مثلاً 'ایم فل مقالہ فولڈر' یا 'پی ایچ ڈی مقالہ فولڈر' وغیرہ نام لکھا جائے انگریزی میں لکھنا ہو تو 'M Phil Thesis Folder' یا 'Ph.D Thesis Folder' نام لکھا جائے۔

2۔ فرض کیا آپ کے مقالے میں چھ ابواب ہیں تو درج بالا بڑے فولڈر کے اندر چھ مزید خالی فولڈر بنالیں، یا اتنے فولڈر بنائیں جتنا آپ کے ابواب ہیں مثلاً چار، پانچ وغیرہ جتنے بھی ہو اور ہر فولڈر کا نام ابواب کی ترتیب سے رکھیں مثلاً باب اول فولڈر، باب

---

[60] ۔ خاکہ تحقیق سپروائزر کی نگرانی میں تیار کی جاتی ہے۔ پھر اس پر GSC گریجویٹ سٹڈیز کمیٹی (Graduate Studies Committee) کا اجلاس بلایا جاتا ہے۔ یہ اجلاس ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ (Chairman) کی نگرانی میں ہوتا ہے۔ اور موضوع کے بارے میں غور وخوض کیا جاتا ہے۔ اسی طرح کام میں مزید بہتری پیدا ہو جاتی ہے۔ اگلا مرحلہ ASRB میٹنگ کے انعقاد کا ہوتا ہے یعنی Advance Studies and Research Board، اس کو دوسرے الفاظ میں بوسار (BOSAR) یعنی Board of Advance Studies and Research بھی کہا جاتا ہے۔ اس میٹنگ میں موضوع پاس کرنے کی حتمی منظوری اور دیگر تجاویز دی جاتی ہیں۔ اس میٹنگ کی صدارت یونیورسٹی کا وائس چانسلر (VC) کرتا ہے۔ موضوع کی حتمی منظوری یعنی منٹس (کسی کمیٹی یا اسمبلی کی مختصر روئداد) (Minutes) آنے پر محقق عملی طور پر اب اپنا کام آگے بڑھانے میں لگ جاتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دوم فولڈر، باب سوم فولڈر، باب پنجم فولڈر اور باب ششم وغیرہ۔ انگریزی میں نام رکھنا ہو تو پھر Chapter 1 Folder , Chapter 2 Folder , وغیرہ نام رکھا جائے۔

3۔ اب فصول کی باری ہے فُصول فَصل کی جمع ہے۔ اب آپ ابواب والے فولڈرز کے اندر اتنے ہی مزید فولڈرز بنائیں گے جتنے آپ کے فُصول کی تعداد ہو مثلاً ہر باب میں چار، چار فصول ہیں تو ہر فولڈر کے اندر چار، چار فولڈر مزید بنالیں اور اُن کے اوپر فصل اول فولڈر، فصل دوم فولڈر، فصل سوم فولڈر، فصل چہارم فولڈر وغیرہ نام لکھ لیں۔

4۔ اب ہر فصل کے اندر ایک ایک ایم ایس ورڈ(MS WORD) کی خالی فائل رکھ دیں۔ اسی طرح اب کام تقسیم ہو کر آسان ہو گیا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ کہ خالی ہے اور آپ نے اس میں رنگ بھرنا ہے۔ اب بھرنا کیسے ہے تو وضاحت آگے آ رہی ہے۔

5۔ سب سے پہلے یہ بات سمجھ میں آنی چاہیئے کہ سارا مقالہ تو اپنا نہیں ہوتا ہے۔ اس میں دوسری کتابوں اور مقالات و جرائد وغیرہ کے اقتباسات (Qoutations) بھی ہوتے ہیں جیسا کہ ہم سب کو معلوم ہیں۔ مقالہ لکھنے سے پہلے ہم اپنے موضوع پر کچھ پڑھتے ہیں، کچھ مطالعہ کرتے ہیں۔ اب آپ نے کیا کرنا ہے، آپ نے جس موضوع کا انتخاب کیا ہے اُس موضوع کے بارے میں آپ نے لائبریری میں جانا ہے۔ کتابیں تلاش کرنی ہے۔ یہ بھی ایک فن ہے کہ اپنے موضوع سے متعلق کتابیں تلاش کریں۔ آپ اپنے پروفیسرز اور اساتذہ وغیرہ سے بھی اپنے موضوع سے متعلق کتابیں پوچھ سکتے ہیں۔ آپ انٹرنٹ پر بھی مختلف زبانوں اردو عربی اور انگریزی وغیرہ میں سرچ(Search) کر سکتے ہیں ۔ اس طرح سے جب آپ کے سامنے کوئی پچیس تیس کتابیں سامنے آجائیں تو

1۔ سب سے پہلے یہ کام کریں کہ اُن کتابوں کی فہرستِ مضامین دیکھیں۔ فہرستِ مضامین سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ میرے موضوع سے متعلق اس کتاب میں یہ یہ باتیں ہیں۔

2۔ پھر اگلا کام یہ کریں کہ جن جن صفحات پر آپ کی مطلب کی چیزیں یعنی عبارات اور اقتباسات موجود ہیں آپ اُن صفحات کی اپنے موبائل پر تصاویر(Images) لیں اور پھر اُن Images کو لا کر متعلقہ فصل کے فولڈر میں کاپی(Copy) کریں اور جو جو Images جس جس فصل سے متعلق ہوں وہاں پر پیسٹ کرتے جائیں۔ آپ یہ ایک بات ضرور یاد رکھیں کہ آپ اپنے مقالے کے تمام ابواب اور فصول ہر وقت ذہن میں مستحضر رکھیں۔ تو جو جو چیز آپ کو مل جاتی ہے تو متعلقہ فصل کے فولڈر میں لے جایا کریں۔

3۔ اب اِن امیجز کی ٹائپنگ (Typing) کرنا شروع کر دیں۔ جب آپ اِن کو ٹائپ (Type) کریں تو یہ آپ کے اقتباسات بن گئے۔ اس سے آپ کو یہ فائدہ ہوا اور آپ کا ذہن بھی بن گیا کہ اس موضوع پر پہلے بھی کچھ نہ کچھ مختلف زاویوں سے لکھا گیا ہے لیکن اب مجھے اس پر ایک نیا کام کرنا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

4۔اب آپ نے ایک اور کام بھی کرنا ہے یعنی مقالے کی تقسیم (Division) کا کام کرنا ہے۔مثال کے طور پر آپ کا ایم فل مقالہ ہے اور اس میں دو سو صفحات ہیں۔ظاہر بات ہے کہ اِن دو سو صفحات میں سے تقریباً20 صفحات ٹائیٹل پیج، انتساب، اظہارِ تشکر، مقدمہ، فہرستِ عنوانات، اور آخر میں فہرستِ مصادر و مراجع وغیرہ پر مشتمل ہوں گے۔تو صرف 180 صفحے رہ جاتے ہیں۔اب اگر آپ کا مقالہ چار ابواب پر مشتمل ہے تو180 کو چار پر تقسیم کرنے سے 45،45 صفحوں کا ایک ایک باب بن جاتا ہے۔اب اگر ہر باب میں تین تین فصول ہیں تو 45 کو 3 پر تقسیم کیا جائے تو 15،15 صفحات پر مشتمل ایک ایک فصل بن جاتی ہے۔اب کام اور آسان ہو گیا۔مزے کی بات یہ ہے کہ اِن 15 صفحوں میں ایک تہائی یعنی 5 صفحے تو آپ کے اقتباسات نکل آتے ہیں جو آپ نے پہلے سے جمع کر لیے ہوئے ہیں۔اب آپ نے اِن اقتباسات کو نئی ترتیب سے ارینج کرنا ہے۔اس لئے آپ دو سو صفحات کا نہ سوچیں، آپ دس صفحات کا سوچیں تو آپ کو منزل آسان نظر آئے گی۔آپ اِن اقتباسات کو مناسب ترتیب دیں۔ان پر مناسب عناوین لگائیں۔ان کا تجزیہ (Analysis) کریں اور اپنے موضوع کے ساتھ ان کا ربط پیدا کریں۔اسی طرح حاشیہ (Foot Note) وغیرہ میں اس کا حوالہ ریسرچ کے طریقۂ کار کے مطابق درج کریں۔اِن کو ٹیشنز یا اقتباسات وغیرہ کا ایک حاصل بھی نکالیں۔آپ اِن اقتباسات کے بعض پہلوؤں سے اگر کوئی علمی اختلاف کر سکتے ہوں تو اس کی نشاندہی بھی کریں وغیرہ وغیرہ۔یہ کام مقالے کے اول سے لے کر آخر تک یعنی تمام ابواب و فصول میں مکمل کریں۔اسی طرح آپ کے مقالے کا ایک ابتدائی مسودہ (Initial Draft) تیار ہو جائے گا۔اگلے مراحل میں آپ مزید بہتری اور لکھائی میں ترمیم و اضافہ سے کام لے کر مقالے کو آخری شکل دیں گے۔

5۔آپ نے جو ابتدائی مسودہ تیار کیا اس کا ایک پرنٹ (Print) لیں۔اس کو پڑھیں اور اس پر نظر ثانی (Revise) کریں۔سرخ قلم سے اس میں موجود غلطیوں کی خود نشاندہی کریں۔یوں آپ کا ذہن مزید کھل جائے گا اور بہت زیادہ باتیں مزید یاد آجائیں گی اور بہتری کے مزید امکانات پیدا ہو جائیں گے اور یوں اس تحقیقی کام کا ایک پروف ریڈینگ (Proof Reading) سامنے آجائے گی۔ اسی طرح اگر آپ دوسرے اور تیسرے مرتبہ اس کی ریڈنگ کریں گے تو اپنی طرف سے بہت زیادہ اضافے کر سکیں گے۔

اقتباسات کے بارے میں ایک ضروری وضاحت:

اقتباسات کے بارے میں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ کسی بھی صفحے پر اقتباسات کم سے کم ہوں اور مقالہ نگار کا اپنا مواد اور تحقیق زیادہ ہوں۔مثلاً اگر ایک صفحے پر آپ کی سولہ لائنیں ہیں تو اس میں پانچ لائینوں کے اقتباسات ہوں اور آٹھ دس لائنیں آپ کی اپنی ہونی چاہیئے۔یعنی ایک تہائی اقتباسات ہوں تو اس میں حرج نہیں یعنی 15 صفحوں میں 5 صفحوں کے اقتباسات آجائیں تو حرج نہیں ہے اور یہ ایک ساتھ نہ ہو بلکہ ٹوٹ ٹوٹ کر آئیں۔اگر اقتباسات 50 فی صد تک بھی چلی جائے تو شاید گنجائش ہو سکتی ہو لیکن اس سے زیادہ تو مناسب اور اچھا نہیں ہے۔اور اگر اس سے بھی زیادہ ہو جائے تو پھر بہت سی غیر مناسب بات ہے۔بی

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ایس کے لیول تک اگر 50 فی صد اقتباسات ہوں تو قابل برداشت ہے مثلاً 16 صفحات میں 8 صفحات کو ٹیشنز ہوں اور باقی کام اپنا ہو، لیکن ایم فل اور پی ایچ ڈی میں ون تھرڈ سے زیادہ کو ٹیشنز مناسب نہیں ہیں۔ اس لئے کہ ریسرچ تو محقق پیش کر رہا ہے اور اگر وہ صرف دوسروں کا سب کچھ نقل کرنے لگے تو سوال پیدا ہو گا کہ اس کا اپنا کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو سابقہ تحقیق ہے اس کا جائزہ لیں جسے ہم لٹریچر ریویو (Literature Review) بھی کہتے ہیں۔

مصادر و مراجع کا مختصر تذکرہ:

مصادر و مراجع کا مختصر مفہوم پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ تحقیقی مقالے میں ہر بات بنیادی مصادر سے پیش کرنی چاہیئے لیکن اگر بنیادی مصدر مہیانہ ہو سکے تو ثانوی مصدر سے بھی حوالہ دیا جا سکتا ہے۔ مصادر و مراجع کے بارے میں یہ بات ذہن میں ضرور یاد رکھیں کہ اس میں صرف کتابیں (Books) اور علمی جرائد (Research Journals) شامل نہیں ہوتے، بلکہ اور بھی بہت سے چیزیں اس میں شامل ہیں جس کا کچھ ضروری تذکرہ درج ذیل ہے۔

1۔ انسائیکلوپیڈیاز کا استعمال:

آپ انسائیکلوپیڈیاز (Encyclopaedias) کو بھی دیکھا کریں جیسا کہ اردو دائرۃ المعارف ہے یا اسی طرح دوسری انسائیکلو پیڈیاز ہیں۔ اِن کا مطالعہ آپ کر سکتے ہیں اور حوالہ بھی دے سکتے ہیں۔ اپنے اپنے موضوع سے متعلق انسائیکلوپیڈیاز کو دیکھ لیا کریں۔ انسائیکلوپیڈیاز میں بہت تحقیقی مقالے موجود ہوتے ہیں۔ آپ کو جو کچھ انسائیکلوپیڈیاز میں مختصر الفاظ میں مل جاتا ہے ،دوسری کتابوں میں سینکڑوں صفحات میں نہیں ملتا ہے۔ اردو دائرۃ المعارف پنجاب یونیورسٹی نے پبلش کیا ہے۔ آپ اس میں کوئی موضوع سرچ کریں مثلاً 'علم' تو آپ اس میں علم کا انٹری دیکھیں تو جس بندے نے بھی علم کے بارے میں مقالہ لکھا اُس نے اپنے مقالے میں علم کی 55 تعریفات کا ذکر کیا ہے۔ علم کی 55 تعریفیں آپ کو کسی کتاب میں نہیں ملتی ہیں۔ انسائیکلوپیڈیاز کئی ایک ہیں مثلاً انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جو مستشرقین نے بنایا ہے۔ [61] ٹھیک ہے اُس میں غلط باتیں بھی ہیں آپ اُس کو

---

[61]۔ قابل احترام اور فخر محققین ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب نے اپنی کتاب " اسلام اور مستشرقین " میں مستشرقین کی مؤسسات اور انسائیکلو پیڈیاز کے بارے میں ایک پورا باب باندھا ہوا ہے۔ جس میں مستشرقین کے انسائیکلوپیڈیاز کا تعارف پیش کیا گیا ہے اور اِن انسائیکلوپیڈیاز کا ناقدانہ جائزہ بھی لیا گیا ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر لکھی جانے والی بہترین کتاب ہے اور تشنگانِ علم کے لئے بے حد مفید بھی ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے جن انسائیکلوپیڈیاز کا تذکرہ فرمایا ہے اِن میں انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، انسائیکلوپیڈیا آف قرآن، انسائیکلوپیڈیا اسلامیکا، انسائیکلوپیڈیا آف اسلام اینڈ مسلم ورلڈ، انسائیکلوپیڈیا ایرانیکا، پرنسٹن انسائیکلوپیڈیا آف اسلامک پولیٹیکل تھاٹ، انسائیکلوپیڈیا آف اسلامک سولائزیشن اینڈ ریلیجن، آکسفورڈ انسائیکلوپیڈیا آف اسلامک ورلڈ، آکسفورڈ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام اینڈ پالیٹکس اور آکسفورڈ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام اینڈ ویمن شامل ہیں۔ ایک جگہ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام پر تبصرہ کرتے وقت محققین کے لئے بڑے پتے کی بات لکھتے ہیں: " ڈاکٹر ابراہیم عوض نے اس انسائیکلوپیڈیا کے بارے میں' دائرة المعارف الاسلامیہ الاستشراقیہ : أضالیل و أباطیل ' کے نام سے ایک کتاب مرتب کی ہے کہ جس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

Creticize کریں گے لیکن یہ ہے کہ انسائکلوپیڈیاز میں بہت محنت کی گئی ہوتی ہے۔ اس کے اندر بہت ریسرچ ورک ہوتا ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام 1911ء میں لکھنا شروع کیا گیا تھا اور 2007ء میں یہ مکمل ہوا ہے۔ 96 سال میں یہ کام مکمل ہوا ہے۔ یہ ایک آدمی کی محنت نہیں ہے، سینکڑوں پروفیسرز کی محنت ہے۔ 13 جلدوں میں یہ شائع ہوا ہے۔ اس میں کیمبرج، آکسفورڈ، ہارڈورڈ اور اسی طرح دنیا کی دیگر بڑی بڑی یونیورسٹیوں کے تقریباً 70 سے زائد پروفیسرز شامل ہیں۔ بڑی محنت سے تیار ہوا ہے۔ اس کی تیاری میں تقریباً ایک صدی لگ گئی ہے۔ اس میں آپ کو بڑا مواد مل جاتا ہے۔ انسائیکلوپیڈیا کو اردو میں دائرۃ المعارف کہتے ہیں۔ عربی میں موسوعۃ کہتے ہیں۔ عربی میں بہت سے موسوعات موجود ہیں مثلاً الموسوعہ الفقہیہ الکویتیہ، موسوعہ فقہ اسلامی وغیرہ۔ آپ اِن انسائیکلوپیڈیاز یا موسوعات کا اپنے مقالے میں استعمال کریں۔

2۔ لغات کا استعمال:

تحقیقی عمل میں آپ مختلف قسم کی لغات کا استعمال (Use of Dictionaries) بھی کر سکتے ہیں۔ یہ لغات مختلف زبانوں عربی، اردو، انگریزی وغیرہ میں ہوتی ہیں۔ مکتبہ شاملہ میں عربی زبان کی بہت سی لغات شامل ہیں۔ چیزوں کی لغوی تحقیق اور ڈیفائن کرنے کے لئے آپ اپنے مقالے میں لغات کا استعمال کریں اور پھر مقالے کے آخر میں فہرست مصادر و مراجع میں الگ طور پر اِن کے ناموں کا اندراج بھی کریں۔

3۔ مختلف قسم کے مجلات کا استعمال:

آپ اپنے مقالے میں مختلف قسم کے مجلات اور میگزین کا استعمال بھی کریں۔ [62] آج کل اِن شمارہ جات کے اشاریے بھی بنے ہوئے ہیں جس نے تحقیق کا کام بہت آسان کیا ہوا ہے۔ اپنے موضوع سے متعلق بہت سے مواد آپ کو وہاں سے ملے گا۔

میں اس انسائیکلوپیڈیا میں اسلام، قرآن، حدیث، اسلامی قانون اور اسلامی تاریخ وغیرہ کے بارے میں پائے جانے والے تعصب اور جھوٹ کی نشاندہی کی گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود دو باتوں کی اشد ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ ایک تو علوم اسلامیہ میں ایم فل کے لیول پر اس انسائیکلوپیڈیا کے مختلف موضوعات پر طلباء سے علمی مقالے لکھوائے جائیں جبکہ پی ایچ ڈی کے لیول پر مختلف موضوعات پر تحقیق کروا کے اہلِ اسلام کا انگریزی، فرانسیسی اور جرمن زبانوں میں اسلامی انسائیکلوپیڈیا تیار کروایا جائے۔ اس میں یہ بھی کیا جاسکتا ہے کہ پاکستان کے جمیع یونیورسٹیوں کے اسلامیات کے شعبہ جات ایچ ای سی (HEC) کی رہنمائی میں باہم مل کر ایک ریسرچ کمیٹی بنائیں اور پھر اس کمیٹی کے تحت پروفیسر حضرات کو اس انسائیکلوپیڈیا کے لئے مقالہ جات لکھنے کا کام دیا جائے اور اُن کی اس ریسرچ کو ایچ ای سی تسلیم کرے تو پاکستان میں یونیورسٹی لیول پر اسلامیات کے شعبے میں ہونے والی تحقیق کو ایک با مقصد رخ دیا جاسکتا ہے۔" (حافظ، محمد زبیر، ڈاکٹر، اسلام اور مستشرقین، مکتبہ رحمۃ للعالمین، لاہور پاکستان، 1435ھ / 2014ء، ص 171 تا 176)

[62] ۔ ڈاکٹر موصوف صاحب اپنی ایک دوسری کتاب میں بعض اعتدال والے تحقیقی مجلات کے بارے میں کچھ یوں لکھتے ہیں: " اس معاشرے میں جدیدیت اور تشدد کی اِن دو انتہاؤں کے مابین کچھ مجلات اور رسائل ایسے بھی ہیں جو اسلام کو ایک مکمل ضابطہ حیات اور نظام زندگی قرار دیتے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(63) ہر موضوع پر کتاب نہیں لکھی ہوتی لیکن یہ ہوتا ہے کہ بہت سارے موضوعات پر آرٹیکلز (Articles) لکھے جا چکے ہوتے ہیں جیسا کہ محدث لائبریری (Kitabo Sunnat.com) ہے وہاں کا آپ وزٹ کریں تو انھوں نے بیسیوں مجلات کی سالہا سال کا انڈیکس (Index) تیار کیا ہے۔(64) اس انڈیکس میں آپ کو اپنے موضوع سے متعلق کوئی نہ کوئی مضمون یا آرٹیکل مل جاتا ہے۔

ہوئے قدرے معتدل اور متوازن منہج کے ساتھ امتِ مسلمہ کی رہنمائی کر رہے ہیں جن میں فکر اہل حدیث کا ترجمان مجلہ ماہنامہ 'محدث' اور جماعت اسلامی کا مجلہ ماہنامہ ' ترجمان القرآن' اور تنظیم اسلامی کا مجلہ ماہنامہ ' میثاق' شامل ہیں۔ یہ مجلات نہ تو متجددین کی طرح دین کو پارلیمنٹ و سیاست، عدلیہ و حکومت، میڈیا و معاشرت سے جدا کرتے ہوئے صرف مسجد و منبر تک محدود کر دینے کے قائل ہیں اور نہ ہی متشددین کی طرح لٹھ مارنے کے روایتی انداز ہی سے اس معاشرے کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔" (حافظ، محمد زبیر، ڈاکٹر، عصرِ حاضر میں تکفیر، خروج، جہاد اور نفاذِ شریعت کا منہج، مکتبہ رحمۃ للعالمین، لاہور پاکستان، س۔ن، ص iv)

63۔ ڈاکٹر سعید الرحمٰن صاحب نے **" مجلاتِ اسلامیات "** کے نام سے ایک نیشنل ڈائریکٹری اسلامک سٹڈیز ریسرچ جرنلز کی ترتیب دی ہے۔ یہ ایک عمدہ اور بہترین کاوش ہے۔ اُنھوں نے ہائیر ایجوکیشن کی جانب سے تحقیقی مجلات کی زمرہ بندی (Categorization) پر بھی بڑی عمدہ بحث پیش کی ہے۔ محققین کے لئے اس کتاب کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔

64۔ یہ کام مجلس التحقیق الاسلامی ماڈل ٹاؤن لاہور کی زیر نگرانی سرانجام ہو رہا ہے۔ جہاں مجھے پہلی مرتبہ سال 2009ء میں استادِ محترم پروفیسر محمد رفیق چوہدری صاحب کے ہمراہ جانے کا موقع مل گیا اور وہاں پر ماہنامہ محدث کے مدیر جناب ڈاکٹر حافظ عبد الرحمٰن مدنی صاحب سے ہماری علمی ملاقات ہوئی انھوں نے مجھے اور میرے بعض اساتذہ اور دوستوں کو ماہنامہ محدث فری میں جاری کرنے کا ہدایت نامہ بھی جاری فرمایا جس سے میری تحقیقی اور علمی سفر میں بڑی آسانی پیدا ہو گئی۔ اس موقع پر دیگر کے علاوہ میری ملاقات محترم جناب ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب سے بھی ہوئی۔ یہ اُن سے میری پہلی علمی ملاقات تھی جبکہ 9 فروری 2020ء کو دوسری علمی ملاقات اُن کے پاس لاہور میں اُن کی رہائش گاہ پر ہوئی۔ مجھے چند سال پہلے اقبال نوید صاحب جے۔ 99 ماڈل ٹاؤن لاہور نے ایک کارڈ بذریعہ ڈاک بھیجا جس میں برصغیر کے علمی، دینی اور ادبی مجلات کے اشاریوں کا ایک لمبا فہرست موجود تھا۔ محققین کے لئے اِن ناموں کو نقل کرنا مفید سمجھ رہا ہوں۔ اِن میں دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے ماہنامہ الحق کا 45 سالہ اشاریہ، القاسم اکیڈمی نوشہرہ کے ماہنامہ القاسم کا 14 سالہ اشاریہ، ادارہ علوم القرآن علی گڑھ کے ششماہی علوم القرآن کا 25 سالہ اشاریہ، ادارہ المیزان اسلام آباد کے سہ ماہی المیزان کا اشاریہ، مجلس التحقیق الاسلامی لاہور کے ماہنامہ محدث کا 45 سالہ اشاریہ، انجمن خدام چکوال کے ماہنامہ حق چار یار کا 22 سالہ اشاریہ، شیخ زائد اسلامک سنٹر کراچی کے مجلہ الثقافۃ الاسلامیہ کا 20 سالہ اشاریہ، ایران پاکستان ثقافتی کونسل اسلام آباد کے پیغام آشنا کا 10 سالہ اشاریہ، شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد کے الرحیم / الولی کا 45 سالہ اشاریہ، اسلامک فقہ اکیڈمک کراچی کے ماہنامہ فقہ اسلامی کا 10 سالہ اشاریہ، ادارہ ترجمان القرآن لاہور کے ماہنامہ ترجمان القرآن کا 75 سالہ اشاریہ، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لاہور کے سہ ماہی منہاج کا 25 سالہ اشاریہ، انجمن اساتذہ کراچی کے مجلہ علوم اسلامیہ کا 5 سالہ اشاریہ، مجلس ترقی ادب لاہور کے سہ ماہی صحیفہ کا 50 سالہ اشاریہ، شعبہ اقبالیات کشمیر یونیورسٹی کے مجلہ اقبالیات کا اشاریہ، اقبال اکادمی حیدر آباد کے مجلہ اقبال ریویو کا اشاریہ،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

4۔اخبارات، نایاب کتب اور قلمی نسخوں کا استعمال:

تحقیق کے عمل میں اخبارات، نایاب کتب اور قلمی نسخوں (Manuscripts) کا استعمال بھی کیا جاسکتا ہے۔ مخطوطات پر کام کر کے ایڈٹ (Edit) کرنا بھی اچھا کام ہے۔ تحقیقی مقالہ جات، حوالہ جاتی کتب، سوانح عمریاں اور رپورٹس وغیرہ سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ آج کل عربی کتب کے قلمی نسخے یا مخطوطات تو آن لائن بھی مل جاتے ہیں کہ جس سے تحقیق میں بہت مدد ملتی ہے۔ بعض لوگوں نے محض مخطوطات پر ویب سائیٹس بنا رکھی ہیں۔ عربی میں المصطفی سائیٹ (al mostafa.com) پر کافی مخطوطات موجود ہیں۔

5۔مکتبہ شاملہ کا استعمال:

تحقیق میں مکتبہ شاملہ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے اور خاص طور پر علوم اسلامیہ (Islamic Studies) میں اس کا استعمال ناگزیر ہے۔ شاملہ سے بہت سی چیزیں کاپی (Copy) پیسٹ (Paste) کئے جاسکتے ہیں۔ قرآن مجید کا متن اور ترجمہ اور احادیث کا متن اور ترجمہ، آپ اعراب سمیت کاپی پیسٹ کر سکتے ہیں اور کمپوزنگ کی مشقت سے آپ بچ سکتے ہیں۔ اس لئے شاملہ کا استعمال سیکھنا لازمی ہے۔

6۔انٹرنیٹ کا استعمال:

مقالے کی تیاری کے دوران ہم انٹرنیٹ (Internet) کا استعمال بھی کر سکتے ہیں۔ انٹرنیٹ کا استعمال آج کی اہم ضرورت ہے۔ آج کل انٹرنیٹ پر علومِ اسلامیہ کے محققین کے لئے متعدد آن لائن لائبریریز تک رسائی کی سہولت موجود ہے۔([65])
بعض لائبریریز کا تفصیلی تذکرہ پروفیسر ڈاکٹر خالق داد خان ملک نے اپنی کتاب میں 'علومِ اسلامیہ و عربیہ کی آن لائن اہم لائبریریز کا تعارف' نامی عنوان کی تحت دو سے زیادہ صفحات پر پھیلی ہوئی بحث میں کیا ہے۔اِن آن لائن لائبریریز کی تعداد 45

مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے ماہنامہ لولاک کا 14 سالہ اشاریہ، انجمن خدام القرآن لاہور کے ماہنامہ حکمت قرآن کا 26 سالہ اشاریہ وغیرہ کے نام درج تھے۔ اُمید ہے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید اشاریے بھی ترتیب پاچکے ہوں گے، پہلے سے موجود میں بھی بہتری آئی ہوگی اور مزید تحقیقی کام کیا گیا ہوگا۔ ایم فل اور پی ایچ ڈی ریسرچرز اور سکالرز کے لئے اِن اشاریوں (Indexes) کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اور خود مجلات کے اشاریے ترتیب دینا اور مرتب کرنا بھی بجائے خود ایک تحقیقی اور حوصلہ افزا کام ہے۔

[65] ۔آج کل انٹرنیٹ (Internet) پر ایک کتابچہ **"علوم اسلامیہ اور ڈیجیٹل دنیا"** کے نام سے پی ڈی ایف کی شکل میں موجود ہے۔ مولانا حذیفہ صاحب نے لکھی ہے۔ بڑی مفید اور کامیاب کاوش ہے۔ علوم اسلامیہ کے تمام طلباء اور محققین کے لئے اس کتابچے کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ اس کتابچہ میں علومِ اسلامیہ (Islamic Studies) سے متعلق عربی، اردو اور انگریزی کے لاکھوں کتابوں کی تقریباً پانچ سو کے قریب ویب سائٹس (Web Sites) اور ایپلیکیشنز (Applications) کو یکجا کر دیا گیا ہے، جسے کلک (Click) کرتے ہی بآسانی اِن تک رسائی کی جاسکتی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔(66) اس کے علاوہ ہم انٹرنیٹ سے مختلف قسم کے آڈیو اور یوٹوب وغیرہ پر موجود ویڈیو بیانات کے حوالے اپنے مقالے میں دے سکتے ہیں۔ جس کی کچھ ضروری وضاحت اس کتاب میں دوسری جگہ پر بھی موجود ہے۔

[66] ۔ملک، پرفیسر خالق داد خان، ڈاکٹر، تحقیق و تدوین کا طریقہ کار، ص70 تا72

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب ہفتم: محققین کے لئے چند نصیحتیں

تحقیق کا عمل ایک نازک اور عرق ریزی پر مشتمل سفر ہے۔ اس لئے محققین کے لئے کتاب کے آخر میں بعض ضروری نصیحتیں بھی قلم بند کی جاتی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

1۔ حسد کرنے سے پرہیز کرنا:

محققین اور ریسرچ اسکالرز کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش یہ ہے کہ جتنا ہو سکے حسد کی تباہ کن برائی سے خود کو بچا کر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کی دنیا بڑی وسیع ہے اور اللہ بہترین رزق دینے والا ہے۔ اس لئے کسی کے ساتھ حسد نہیں کرنا چاہئے۔ بالفاظ دیگر غیر متعصب ہو کر رہنا چاہیئے۔ حاسد وہ ہوتا ہے جو دوسروں کی نعمتوں پر جلنے والا ہو۔ مریم جمیلہ علوی صاحبہ نے حسد کے موضوع پر ایک بہترین مضمون لکھا ہے جو ماہنامہ محدث اپریل 2010ء میں شائع ہوا ہے۔ اپنی اصلاح نفس کے خاطر اس مضمون کو ایک مرتبہ ضرور پڑھیں۔ اور محدث کے تمام شمارہ جات انٹرنیٹ پر موجود ہیں اور فری ڈاؤن لوڈ بھی ہو سکتے ہیں۔ اس مضمون میں حسد کے متعلق جملہ پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ مجھے خود بھی یہ مضمون پڑھ کر بہت زیادہ فائدہ ہوا ہے اور اپنی ذاتی اصلاح کے لئے بار بار پڑھتا رہتا ہوں۔ مریم جمیلہ صاحبہ لکھتی ہیں: " حسد عموماً ہمسر اور ہم پلہ افراد میں ہوتا ہے۔ مثلاً بہن بھائیوں میں، دوستوں میں، افسران میں، تاجر تاجر سے حسد کرے گا، سیاستدان سیاستدان سے حسد کرے گا، طالب علم طالب علم سے اور اہل قلم اہل قلم سے حسد کریں گے اور حسد کی جڑ اس فانی دنیا کی محبت ہے۔ اس کے اور بھی بہت سے اسباب ہیں۔ ایمان کی کمزوری بھی حسد کا باعث بنتی ہے۔" ([67])

2۔ علمی اسفار اور لائبریریوں کی سیر:

پروفیسر ڈاکٹر عطاالرحمٰن صاحب چیئرمین شعبہ اسلامیات جامعہ ملاکنڈ کا یہ جملہ اب بھی مجھے یاد ہے، بہت خوبصورت جملہ ہے۔ وہ ہمیں کورس ورک کے دوران اکثر یہ نصیحت فرماتے تھے کہ لائبریریوں کے چکر لگاتے رہو ۔ اور ساتھ یہ جملہ بھی ارشاد فرماتے کہ محقق کی مثال شہد کی مکھی (Honey Bee) کی طرح ہوتی ہے وہ ہر پھول پر اُڑ اُڑ کر رس حاصل کرنے کی کوشش میں لگی رہتی ہے۔ اُمید ہے اسی موضوع یعنی " علمی اسفار " کے نام سے میری ایک کتاب ان شاء اللہ بہت جلد منظرِ عام پر آجائے گی جس میں دیگر تحقیقی باتوں کے علاوہ میرے ایم فل اور پی ایچ ڈی دور کے علمی اسفار کا تفصیلی تذکرہ موجود ہے۔ اس کتاب میں اُن لائبریروں کا تذکرہ و تعارف ہے جہاں میں نے مقالات تیاری کے سلسلے میں کتابیں ڈھونڈیں اور قیمتی علمی

---

[67]۔" وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ " مریم جمیلہ علوی، ماہنامہ محدث، لاہور پاکستان، ربیع الثانی 1431ھ / اپریل 2010ء، ص57

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواہرات اور لعل و گوہر تلاش کیے۔ اس کے علاوہ اُن عظیم علمی شخصیات کا بھی تذکرہ و تعارف موجود ہے جنہوں نے میری رہنمائی کی اور میں نے اُن کے علم سے استفادہ کیا اور دورانِ تحقیق پیش آنے والی مشکلات وغیرہ پر بھی بحث کیا گیا ہے۔

3۔ علمی سیمینار اور کانفرنسوں میں شرکت کرنا:

محققین کے لئے قومی اور بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کرنا اور وہاں پر علمی محاضرات پیش کرنا ایک مفید کام ہے۔ اس سے انسان کی علمی سطح بہت بلند ہو جاتی ہے۔ اہل علم سے ملاقات کرنے کے مواقع ہاتھ آتے ہیں اور تحقیق کو آگے لے جانے کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ کانفرنسز میں شرکت کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ مختلف ایشوز اور موضوعات کے حوالے سے تحقیق کرنے کا موقع مل جاتا ہے اور علم و تحقیق میں گہرائی اور وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ سی وی (CV) بھی اپ ڈیٹ ہو جاتی ہے۔ محققین کے لئے ضروری ہے کہ مختلف قسم کے سیمینارز (Seminars) ، سمپوزیمز (Symposiums) ، کانفرنسز (Conferences) ویبینارز (Webinars) اور کانگریسز (Congress) میں شرکت کریں۔

4۔ تحقیقی کام کو آگے بڑھانا:

میرا اُن تمام سکالرز اور محققین کی خدمت میں دردمندانہ درخواست ہے جو ایم فل اور پی ایچ ڈی کے ڈگریاں لے کر فارغ ہو جاتے ہیں۔ صرف 2500 ایم فل الاؤنس اور 10 ہزار پی ایچ ڈی الاؤنس کا فکر نہ کریں۔ میرے ایک بہت قریبی دوست اور محسن نے ایک مرتبہ مجھے کہا: پی ایچ ڈی الاؤنس مل گئی نا! میں نے کہا: جی ہاں! اُس نے کہا جتنا لگایا ہے کتنے سالوں میں واپس کمائیں گے، مجھے اُس دوست کے اس تبصرے پر بے حد پریشانی ہوئی اور عرض کیا جی میں نے پی ایچ ڈی 10 ہزار روپے الاونس کے لئے نہیں کیا ہے۔ عرض یہ ہے کہ اصل تحقیق تو فراغت کے بعد شروع ہو جاتی ہے۔ میں جب کسی تعلیمی اور علمی کانفرنس میں شرکت کرنے جاتا ہوں، یا کبھی کبھار بعض ساتھی اور دوست میرے پاس لیپ ٹاپ دیکھتے ہیں تو پوچھنے لگتے ہیں کہ کیا آپ کی پی ایچ ڈی مکمل نہیں ہوئی ہے۔ اس بحث کو میں پروفیسر ڈاکٹر سعید اللہ قاضی صاحب کی کتاب کی اس عبارت پر ختم کرنا چاہتا ہوں۔ آپ لکھتے ہیں: " عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ تحریر و تقریر کی صلاحیتیں بہت کم لوگوں میں موجود ہوتی ہیں۔ یہ اللہ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں اور اللہ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو ان نعمتوں سے نوازتا ہے۔ ہمارے ہاں اکثر لوگ جب ایم۔ فل اور پی ایچ ڈی کی ڈگری لیتے ہیں تو وہ پھر ان پر اکتفا کرتے ہیں اور وہ لکھنے پڑھنے کے اس فن کو آگے نہیں بڑھاتے۔ میں نے جب پی ایچ ڈی کی ڈگری لی تو میں نے اس وقت کے وائس چانسلر صاحبزادہ محمد زبیر صاحب مرحوم سے کہا کہ یونیورسٹی کی لائبریری شام کو بھی کھولنے کا حکم صادر فرمائیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے تو ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی ہے۔ مزید لائبریری میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیٹھنے کی کیا ضرورت ہے۔میں نے کہا کہ صاحبزادہ صاحب! پی ایچ ڈی کرنے کے بعد ہی آدمی لائبریری میں بیٹھنے کا اہل بن جاتا ہے۔اس سے پہلے انسان کو لائبریری کے استعمال کا اور اس کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہوتا۔" ([68])

[68]۔ قاضی، سعید اللہ، ڈاکٹر، تصویر حیات، ص89

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب ہشتم : علمی اور تحقیقی جرائد کا مختصر تعارف وجائزہ

ہمیں معلوم ہے کہ پی ایچ ڈی سکالرز اور محققین کے لئے اپنے مقالات سے مختلف مضامین معیاری ریسرچ جرنلز میں پبلش کرنا اور شائع کرنا بھی ضروری ہے۔ اور آج کل تو اتنا ضروری ہے کہ جس اسکالر کا اپنے موضوع سے متعلق آرٹیکل کسی ہائیر ایجوکیشن سے منظور شدہ مجلے میں شائع نہ ہوا ہو تو اس اسکالر کا مقالہ ایوالویشن کے لئے پراسس بھی نہیں کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس بارے میں اس باب میں کچھ ضروری بحث کی جائے گی۔ اس کے علاوہ یونیورسٹی کے اساتذہ کے لئے بھی اِن ریسرچ جرنلز سے آگاہی لازمی اور ضروری ہے۔

بین الاقوامی سطح کی تحقیق:

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب نے بین الاقوامی سطح کی تحقیق کے بارے میں اپنی کتاب ' مکالمہ ' میں بڑا تفصیلی اور پر مغز بحث پیش کیا ہے جس کا اختصار یہاں پر محققین کے فائدے کے لئے نقل کیا جاتا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر کسی تحقیق کے معیاری ہونے کی دو علامات ہیں۔ ایک یہ کہ تحقیق کسی ایسے ریسرچ جرنل میں شائع ہوئی ہو جو کہ آئی۔ ایس۔ آئی انڈیکسڈ ہو یا ایمپیکٹ فیکٹر (Impact Factor) جرنل ہو۔ آئی ایس آئی (Istitute for Scientific Information) کی بنیاد 1960ء میں رکھی گئی ہے۔ اس کے بانی کا نام Eugene Garfield ہے اور اس کا ہیڈ کوارٹر امریکہ میں ہے۔ یہ بنیادی طور پر ایک ڈیٹا بیس ہے جس میں شروع شروع میں ہر ڈسپلن سے چودہ ہزار کے قریب رسائل کی ایک فہرست تیار کی گئی ہے جسے آئی ایس آئی ماسٹر لسٹ کہا جاتا ہے۔ جو مجلہ خواہ کسی بھی ڈسپلن کا ہو، اس ماسٹر لسٹ میں شامل ہو اور اس مجلے میں کسی سکالر کا آرٹیکل شائع ہو جائے تو یہ بین الاقوامی سطح پر معیاری ریسرچ شمار کی جاتی ہے۔ تحقیق کے معیاری ہونے کا دوسرا انڈیکیٹر اس کا کسی ایسے جرنل میں شائع ہونا ہے کہ جو ایمپیکٹ فیکٹر ہو۔ ایمپیکٹ فیکٹر جرنل میں ریسرچ آئی ایس آئی انڈیکسڈ (ISI Indexed) جرنل سے بھی زیادہ معیاری شمار ہوتی ہے۔ آئی ایس آئی کسی جرنل کو اپنی ماسٹر لسٹ میں شمار کرنے کے بعد اس کے ایمپیکٹ فیکٹر کا تعین کرتا ہے جو کہ 0 سے 100 تک ہو سکتا ہے۔ کسی ریسرچ جرنل کے ایمپیکٹ فیکٹر کے نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ آئی ایس آئی ہر سال ایک رپورٹ شائع کرتی ہے۔ اس رپورٹ کو جے سی آر (Journal Citation Report) کہا جاتا ہے۔ اس رپورٹ میں یہ دکھایا جاتا ہے کہ آئی ایس آئی انڈیکسڈ جرنلز میں فلاں جرنل کو اتنے جرنلز نے اتنے بار سائٹ کیا ہے یعنی اس کا حوالہ دیا ہے۔ مطلب جس جرنل کو دوسرے جرنلز سائٹ کرتے ہیں تو اُس جرنل کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ یہ سائٹ کرنے والے جرنلز بھی آئی ایس آئی کے ہوتے ہیں۔ اس کے لسٹ سے باہر نہیں ہوتے ہیں۔ کسی ریسرچ جرنل کا ایمپیکٹ فیکٹر یوں نکالا جاتا ہے کہ ایک جرنل کو جے سی آر کی سالانہ رپورٹ کے مطابق جتنی بار سائیٹ کیا گیا ہے اس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر کو آپ اس جرنل کے دو سال کے شماروں میں چھپنے والے آرٹیکلز کی تعداد کے نمبر سے تقسیم کر دیں۔ فی الحال علوم اسلامیہ (Islamic Studies) میں کوئی ایمپیکٹ فیکٹر جرنل نہیں ہے البتہ تین جرنل آئی ایس آئی انڈیکسڈ ہیں۔ جن میں سے ایک " دی مسلم ورلڈ " کے نام سے ہے۔ یہودیوں کے ہاتھ میں 1911ء سے شائع ہو رہا ہے۔ دوسرا " الشجرہ " کے نام سے انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی ملائیشیا سے نکل رہا ہے۔ تیسرا آکسفورڈ یونیورسٹی کا " جرنل آف اسلامک اسٹڈیز " ہے۔ اگر اسلامیات والوں کو ایمپیکٹ فیکٹر پبلش کرنا ہے تو سوشل سائنسز میں کریں گے۔ پاکستان میں اسلامیات کے جتنے معیاری جرنلز پبلش ہو رہے ہیں وہ کبھی ایمپیکٹ فیکٹر نہیں بن سکتے۔ اس لئے کہ یہ اردو میں ہیں اور ابھی تک ایمپیکٹ فیکٹر کے لئے جو ڈیٹا بیس (Data Base) بنا ہے وہ انگریزی کا ہے کہ جس میں اب وہ فرانسیسی اور جرمن اور چند دیگر زبانوں کا اضافہ کر رہے ہیں، البتہ مستقبل میں امکان ہو سکتا ہے کہ کسی وقت اردو کو بھی شامل کر لیا جائے لیکن ہنوز دلی دور است۔ پس فی الحال اردو میں شائع ہونے والی ریسرچ کبھی بھی ایمپیکٹ فیکٹر نہیں بن سکتی ہے، بھلے سوسائٹی پر اس ریسرچ کا ہزار ایمپیکٹ ہو۔[69]

ہائیر ایجوکیشن کمیشن کی تسلیم شدہ تحقیق:

ہائیر ایجوکیشن پاکستان (Higher Education Commession Pakistan) نے تحقیقی جرنلز کے چار درجات (Categories) مقرر کیے ہیں۔ یہ درجات ڈبلیو، ایکس، وائی اور زیڈ کے نام سے ہیں۔ سب سے اعلیٰ درجے کی تحقیق ڈبلیو کیٹیگری کی تحقیق شمار کی جاتی ہے کہ جسے عالمی عرف میں ایمپیکٹ فیکٹر (Impact Factor) تحقیق بھی کہا جاتا ہے۔ 4 مئی 2020ء تک کے معلومات کے مطابق ایچ ای سی کے منظور شدہ جرنلز کا جو اپ ڈیٹڈ لسٹ تھی تو اس لسٹ میں تقریباً 101 ریسرچ جرنلز کا ضروری تعارف اور تفصیل دیا گیا تھا۔ اس لسٹ میں ریسرچ جرنلز کا پورا نام، یونیورسٹی / انسٹیٹیوٹ یا سوسائٹی کا نام ایڈیٹر اور کنٹیکٹ پرسن کا نام مختلف درجات / ایمپیکٹ فیکٹر (W,X,Y,Z) میں منظور ہونے کی تاریخیں، موجودہ کیٹیگری، ٹیلی فون اور موبائل نمبرات، ای میل آئی ڈیز، ویب سائٹ پتے وغیرہ کا اندراج موجود تھا۔ ہر جرنل کے نام کے ساتھ اس کا آئی ایس ایس این نمبر بھی لکھا ہوا تھا۔ اس لسٹ میں کل 33 ریسرچ جرنلز زی کیٹیگری میں تھے، 42 جرنلز وائی کیٹیگری میں اور صرف 19 ریسرچ جرنلز ایکس کیٹیگری میں تھے جبکہ ڈبلیو کیٹیگری میں کوئی جرنل موجود نہیں تھا۔ دو جرنلز معطل کیے گئے تھے جبکہ تین کو ڈی ریگنائز کیے گئے تھے یعنی توثیق واپس لیا گیا تھا۔[70] اس کے علاوہ علامہ اقبال اوپن

---

[69]۔ حافظ، محمد زبیر، ڈاکٹر، مکالمہ، ص 394 تا 406

[70]۔ وقتاً فوقتاً نئے نئے تحقیقی شمارے منظور ہو رہے ہیں اور پرانے مجلات کے درجات (Categories) تبدیل بھی کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایچ ای سی کی پالیسیوں میں تبدیلیاں بھی آتی رہتی ہیں۔ اس لئے اس بارے میں محققین کے لئے تازہ ترین معلومات سے ہر وقت آگاہ رہنا بے حد ضروری ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یونیورسٹی والوں نے بھی ہائیر ایجوکیشن کے منظور شدہ تحقیقی مجلات کا ایک لمبا انڈیکس بمع ضروری تفصیل و تعارف تیار کیا ہوا ہے جو کہ بے حد مفید ہے اور سکالرز و اساتذہ کے لئے رہنمائی میں مؤمد ثابت ہو سکتا ہے۔ ([71]) ڈاکٹر سعید الرحمٰن صاحب کی لکھی گئی کتاب " مجلات اسلامیات (نیشنل ڈائریکٹری اسلامک سٹڈیز ریسرچ جرنلز) " بھی اس بارے میں ایک مفید اور بہترین کاوش ہے۔ محققین، طلباء اور اساتذہ سب کے لئے ان چیزوں کا مطالعہ مفید اور لازمی ہے۔ اللہ کرے کہ ہمارا ملک تمام علوم اور خصوصاً علوم اسلامیہ کی تحقیق و ترویج اور نشر و اشاعت میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرے۔ آمین، ثمہ آمین

[71] . https://iri.aiou.edu.pk/indexing/ Access date 24 May 2020

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مصادر و مراجع

قرآن مجید

امام بخاریؒ، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور پاکستان، س۔ن

ابن تیمیہؒ، ابو العباس احمد بن عبد الحلیم، رفع الملام عن الائمۃ الاعلام، الرئاسۃ العامۃ لإدارات البحوث العلمیۃ والإفتاء والدعوۃ والإرشاد، ریاض سعودی عرب، 1403ھ / 1983ء

ابن تیمیہؒ، ابو العباس احمد بن عبد الحلیم، رفع الملام عن الأئمة الأعلام ، اردو ترجمہ و تفہیم: ائمہ سلف اور اتباعِ سنت (پروفیسر غلام احمد حریری) ، تقدیم، تحقیق، تخریج: محمد خالد سیف، طارق اکیڈمی، فیصل آباد، فیصل آباد پاکستان، 1422ھ / 2001ء

ابوزکی (محمد رفیق چوہدری) ، مولانا، فقہی مسلک کی حقیقت، مکتبہ قرآنیات اردو بازار لاہور پاکستان، 1427ھ / 2006ء

چوہدری، محمد رفیق، مولانا، آسان اُصولِ فقہ، مکتبہ قرآنیات، اردو بازار لاہور پاکستان، 1427ھ / 2006ء

حافظ محمد زبیر، ڈاکٹر، مکالمہ، دار الفکر الاسلامی، لاہور پاکستان، جنوری 2018ء

حافظ، ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب، ویڈیو لیکچرز (حصہ اول و دوم) ، اسسٹنٹ پروفیسر کامساٹس یونیورسٹی آف انفارمیشن ٹیکنالوجی، لاہور پاکستان

حافظ، محمد زبیر، ڈاکٹر، اسلام اور مستشرقین، مکتبہ رحمۃ للعالمین، لاہور پاکستان، 1435ھ / 2014ء

حافظ، محمد زبیر، ڈاکٹر، عصرِ حاضر میں تکفیر، خروج، جہاد اور نفاذِ شریعت کا منہج، مکتبہ رحمۃ للعالمین، لاہور پاکستان، س۔ن

حنیف، سراج الاسلام، ڈاکٹر، اصول بحث و تحقیق علوم شرعیہ، دار القرآن والسنّہ، مردان پاکستان، 1434ھ / 2013ء

ڈاکٹر سعید الرحمٰن، تحقیقاتِ اسلامیات (پی ایچ ڈی، ایم فل، ایم اے فہرستِ اردو مقالات) ، العلم پبلیکیشنز، محلہ جنگی قصہ خوانی پشاور، پاکستان، 1438ھ / 2017ء

زرکلی، خیر الدین، الاعلام، دار العلم للملائین، بیروت، لبنان، 1401ھ /1980ء

الطبری، ابو جعفر محمد بن جریر، تاریخ الأمم والملوک، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان، 1407ھ /1986ء

عباسی، پروفیسر عبد الحمید خان، ڈاکٹر، اصولِ تحقیق، نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد پاکستان، 1436ھ / 2015ء

عراقی، عبد الرشید، تذکرۃ النبلاء فی تراجم العلماء، بیت الحکمت لاہور پاکستان، 1425ھ / 2004ء

عراقی، عبد الرشید، چالیس علمائے اہل حدیث، نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور پاکستان، س۔ن

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

غازیؒ، محمود احمد،ڈاکٹر، محاضراتِ حدیث، الفیصل ناشران وتاجرانِ کتب، اردو بازار لاہور پاکستان،1429ھ / 2008ء

غازیؒ، محمود احمد،ڈاکٹر، محاضراتِ سیرت ﷺ ، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور پاکستان،1433ھ / 2012ء

قاضی،سعید اللہ،ڈاکٹر،تصویر حیات، میٹرو پرنٹرز، چیمبر لین روڈ لاہور پاکستان،1423ھ / 2002ء

گیان چند،ڈاکٹر، تحقیق کا فن، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد پاکستان،1433ھ / 2012ء

ماہ نامہ افکارِ معلم،لاہور پاکستان، محرم الحرام1439ھ / اکتوبر2018ء

ماہنامہ افکارِ معلم،لاہور پاکستان، ربیع الاول، ربیع الثانی 1441ھ / نومبر، دسمبر / 2019ء

ماہنامہ محدث،لاہور پاکستان،1420ھ / 1999ء

ماہنامہ محدث،لاہور پاکستان، ربیع الثانی 1431ھ / اپریل2010ء

محسنہ عظیم،ڈاکٹر، حدیث میں سید مودودیؒ کی خدمات، ادارہ معارف اسلامی لاہور پاکستان 1431ھ / 2010ء

ملک، خالق داد، پروفیسر ڈاکٹر، تحقیق وتدوین کا طریقہ کار، اردو بازار لاہور پاکستان،1436ھ / 2015ء

نور الدین طالب، مقالات البانی، دار اطلس، ریاض سعودی عرب،1422ھ / 2001ء

ویڈیو لیکچرز،ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب اسسٹنٹ پروفیسر کامساٹس یونیورسٹی لاہور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

کچھ مصنف کے بارے میں

اس کتاب کے مصنف کا پورا نام محمد اسلام بن تاج محمد بن شیر محمد خان بن دوست محمد خان ہے۔ آپ گاؤں پنجو تالاش دیر لوئر میں 20 فروری 1977ء کو پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ اسکولوں میں تعلیم حاصل کی۔ ہر امتحان میں اعلیٰ نمبر حاصل کیے۔ آپ نے یکم دسمبر 2010ء کو خٹ کلے زیارت تالاش منتقل ہو کر سکونت اختیار کی۔ سوات بورڈ سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا ہے ۔ پشاور یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات اور بی ایڈ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ ایم۔ ایڈ کی ڈگری علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد سے حاصل کی۔ یونیورسٹی آف ملاکنڈ کے شعبہ اسلامیات سے اسلامک اسٹڈیز میں ایم۔ فل کی ڈگری حاصل کی ہے اور اسی یونیورسٹی سے اسلامیات میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری بھی حاصل کی ہے۔ مصنف کے اساتذہ کرام کی تعداد تو بہت زیادہ ہے لیکن اِن میں مشہور شیخ القرآن والحدیث مولانا ہدایت اللہ صاحب، ڈاکٹر شمس الحق حنیف صاحب، مولانا حسین احمد قریشی صاحب، پروفیسر انوار الحق صاحب اور اُن کے والد محترم مولانا فضل معبود صاحب، ڈاکٹر جانس خان صاحب، ڈاکٹر عطاالرحمان صاحب، پروفیسر محمد اکرم طاہر صاحب، علامہ حافظ صلاح الدین یوسف صاحب اور ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب جیسے دیگر نامی گرامی کبار علمائے کرام شامل ہیں۔ مصنف پیشۂ تدریس سے وابستہ ہیں اور تحقیق اور تصنیف و تالیف کا تجربہ رکھتے ہیں۔ پہلی شائع شدہ تصنیف کا نام "علامہ نقیب احمد رباطیؒ: حیات اور علمی خدمات " ہے، جبکہ بعض دیگر کتابیں ابھی تک زیرِ طبع ہیں۔ اس کے علاوہ ہائیر ایجوکیشن سے منظور شدہ بعض ریسرچ جرنلز میں اُس کے چند قیمتی مضامین بھی شائع ہو چکے ہیں۔ کئی قومی اور بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت اور شاہ ولی اللہ اکیڈمی اسلام آباد کے زیر اہتمام ایم فل اور پی ایچ ڈی سکالرز کے لئے بطورِ لیکچرار آن لائن " فقہ السیرہ کورس " اور " فہم استشراق کورس " میں رضاکارانہ تدریسی خدمات مصنف کے قابل فخر کارنامے ہیں۔

☆☆☆☆